وعلمک ما لم تکن تعلم

الحمد للہ کہ کتاب فیض انتساب مسمّے بہ

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفا

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

مصنفہ حامی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا المولوی الحافظ محمد نعیم الدین صاحب جلالی مراد آبادی دام فیضہ - کہ جسمین قریب قریب مخالفین کے تمام رسالون کے رد اور جملہ شکوک و اوہام کے شافی جواب ہیں۔

محمد عبد الرشید نے اپنی مطبع شمس المطابع مراد آباد

بازار چوک مین چھاپا اور

محمد اشرف شاذلی نے چھپوا کر

شائع کیا

سنہ ۱۳۲۲ھ

قیمت مجلد ۱۰

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد الذی علمہ علوم الاولین والاٰخرین وعلی اٰلہ العالمین بما کان وما یکون واصحابہ الذین اختارہم اللہ بعلومہ وفنونہ

اما بعد بندہ مسکین المعتصم بحبل اللہ المتین **محمد نعیم الدین** خصہ اللہ بمزید الصدق والیقین ابن الفاضل الکامل حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب مد ظلہ العالی مرادآبادی صانہما اللہ الہادی عن کید الاعادی۔ برادران دینی کی عالی خدمات میں عرض کرتا ہے کہ آجکل مسئلہ علم نبی کریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم علماء میں کچھ ایسا زیر بحث ہے کہ ہر طرف اسیکا ذکر سنا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بحث میں جناب مولانا مولوی شاہ محمد سلامت اللہ صاحب رامپوری دام فیضہ نے جو اجلہ فضلاء اہل سنت میں سے ہیں ایک رسالہ مسمی بہ اعلام الاذکیاء تالیف فرمایا جسکی حالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہیں۔ اس رسالہ میں مولانا صاحب موصوف نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم ما کان وما یکون کا اثبات کیاہے اور کافی ثبوت دیے ہیں۔ با اینہمہ رامپور کے ایک عالم مولوی حافظ احمد نور صاحب نے اس رسالہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا جسکا نام اعلاء کلمۃ الحق ہی حافظ صاحب موصوف نے اس رسالہ میں جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب دام فیضہ کی نسبت ایسی ایسی سخت کلامیاں اور زیادہ گوئیاں کیں جو علماء کی شان سے بعید ہیں۔ مسئلہ کے متعلق وہ وہ رکیک ناحق خلاف صواب تقریریں کیں کہ

عاقل و فہیم سے غیر متوقع ہیں اسلیئے اس ہیچمیرز نے باستدعائے احباب بالخصوص میاں محمد اشرف صاحب بنا دلی کے سخت اصرار سے حافظ صاحب مذکور کے رسالہ کا جواب لکھا اور اسکا نام

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفٰی

رکھا۔ اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے رسالہ میں بہت سخت کلامیاں کی تھیں مگر میں نے اُن کے جواب میں کوئی سخت کلامی نہ کی اور اس کام کو انہیں کی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی پر چھوڑ دیا۔ اور یہ بھی سمجھ لیا کہ زباں درازی عجز کی نشانی ہے۔ جب وہ رسالہ لکھنے بیٹھے اور جواب بن نہ آئے تو سخت کلامی بھی نہ کرتے تو اور کیا کرتے۔ حافظ صاحب اور اُنکے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر مزخرفات سے بھرے ہوئے ہیں۔ غالباً جب یہ حضرات فرصت میں بیٹھتے ہونگے تو اسی کام میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہونگے۔ جسطرح میں نے حافظ صاحب موصوف کے ساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسیطرح اُن کی سخت کلامی۔ زیادہ گوئی۔ فضول کے بات کے جواب کی طرف بھی رخ نہیں کیا البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثیں کیں اور حافظ صاحب موصوف کے شبہات کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب دیئے اور جوابات میں تحقیق کو مدنظر رکھا۔ ناانصافی اور تعصب کو پاس نہ آنے دیا۔ حتی الوسع یہ کوشش بھی کی کہ مخالفین کے رسالے جمع ہوں چنانچہ مسطورہ ذیل رسالے دستیاب ہوئے سب پر نظر ڈالی مگر غالباً سب ایک ہی سی تقریریں کر رہے ہیں۔ شاذ و نادر کسی میں کوئی نیا کام کی بات ہے تاہم میں نے اس رسالہ میں سب کے جواب دیئے۔ اللہ جل شانہ اسکو میرے لیے کفارہ سیئات کرے ناظرین سے دعاء خیر۔ خاتمہ مسئول اور نظر انصاف ماسول ہے۔ محمد

مخالفین کے وہ رسالے اور فتوے جنکا میں نے بعونہ تعالیٰ جواب لکھا ہے یہ ہیں

تقویۃ الایمان۔ نصیحۃ المسلمین۔ مسئلہ علم غیب از مولوی محمد یحییٰ مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ عقیدہ سماع فتویٰ مولوی غلام محمد راندیری۔ فتویٰ علماء دیوبند وغیرہ مجموعہ فتاویٰ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور۔ کشف الغطاء عن ازالۃ الخفا مؤلفہ مولوی محمد سعید بنارسی۔ سہم الغیب فی کبد اہل الریب مؤلفہ مولوی عبد الحمید بریلوی۔ رد السیف علی من ساء بالحیف۔ تنزیہ التوحید مؤلفہ مولوی محمد غلام نبوی۔

[۱۲] براہین قاطعہ ۔ [۱۳] حفظ الایمان مولفہ مولوی اشرفعلی تھانوی۔ [۱۴] تحقیق حق تقریر مولوی محمد ادریس صاحب۔ [۱۵] علم غیب کا فیصلہ مطبوعہ مطبع اہلحدیث امرتسر۔ [۱۶] اعلاء کلمۃ الحق۔ [۱۷] اہلحدیث کا مذہب مصنفہ مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ قبل اسکے کہ مخالفین کی تحریروں کے جواب میں قلم اٹھایا جاوے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کو مختصر طور پر لکھدیا جائے۔

تقریر مسئلہ

حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم نور مجسم سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ و غائبہ کا علم عطا فرمایا۔ بدء الخلق یعنی ابتداے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک سب مثل کف دست ظاہر کرکے دکھایا خود ارشاد فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اس آیہ شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سرورکائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ پس جب کلام پاک ہر چیز کا بیان اور سرور اکرم اسکے عالم تو بے شبہ سرورِ اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ اشیاء کے عالم ہوے۔ حَكَى ابْنُ سُرَاقَةَ فِي كِتَابِ الْإِعْجَازِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا مَا مِنْ شَيْءٍ فِي الْعَالَمِ إِلَّا وَهُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَقِيْلَ لَهُ فَأَيْنَ ذِكْرُ الْخَانَاتِ فَقَالَ فِي قَوْلِهِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ فَهِيَ الْخَانَاتُ (اتقان صفحہ ۳۶۸) ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابوبکر بن مجاہد سے حکایت کی کہ انھوں نے ایک روز یہ کہا کہ کوئی چیز جہان میں ایسی نہیں جسکا ذکر کلام اللہ شریف میں نہ ہو کسی نے کہا کہ سراؤں کا ذکر کب ہو فرمایا کہ اس آیت میں لیس علیکم جناح ان تدخلوا الآیہ اب ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور حضرت اُسکے عالم تو تمام اشیاء کے عالم ہوے قولہ تعالیٰ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (وفی معالم التنزیل) قَالَ ابْنُ كَيْسَانَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِي بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ (وفی التفسیر الحسینی) یا بوجود آورد محمد را و بیاموز ویرا بیان آنچہ بود و ہست و باشد۔ آیہ شریفہ کا مطلب ان دونوں تفسیروں کی بموجب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرکے علوم ماکان و مایکون سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ یعنی گزشتہ اور آیندہ اور

موجودہ جملہ اشیاء پر مطلع کیا۔ **الغرض** حضرت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلیے نہ ہم تمام غیوب
کا علم ثابت کررہے ہیں نہ امورات غیر متناہیہ یا جملہ معلومات الٰہیہ کا نہ ہم حضرت[1] کو اللہ جل شانہ کی برابر
بتلاتے ہیں نہ اُنکی مثل کہہ سکتے ہیں اور معاذ اللہ کوئی مسلمان یہ خیال ہی نہیں کرسکتا۔ ہم شرک
کی علت سے منزلوں دور اور ہندوؤں کو خدا بنانے سے بھاگتے والے توحید و تنزیہ حضرت احدیت
کی طرف ایک خلق کو بلانے والے ہیں۔ حاشا وکلا ہم فخر عالم[2] کیلیے الوہیت ثابت کریں۔ نہیں۔
ہرگز نہیں بلکہ ہم قدرت الٰہی اور شان مصطفوی[3] دکھا رہے ہیں کہ ہمارا خدا قادر علیم ہے کہ اپنے
بندوں کو قادر اور عالم ماکان و مایکون بنائے ہمنے خدا تعالیٰ کو علم سکھانے سے عاجز نہیں
سمجھا ہے۔ ہم نہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں کذب وغیرہ قبائح کا عیب لگانیوالے ہیں نہ کسی کو اسکی
مثل یا برابر ٹھیرانیوالے۔ نہ عظمت و شان احمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں نہ عطائے
الٰہی کے منکر نہ کمالات الٰہیہ میں نقص نکالنے والے نہ ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کو
عجز کا عیب لگانیوالے۔ اللہ جل شانہ ہمیں اور ہمارے بنی نوع کو اس آفت سے بچائے۔۔
ہائے وہ کیسے دل اور وہ کیسی زبانیں ہیں جنھیں ذات پاک حق سبحانہ تعالیٰ پر عیب لگاتے خوف
نہیں آتا۔ بدن نہیں تھراتا صاف کہہ جاتے ہیں کہ نزدیک و دور کی خبر رکھنی اللہ ہی کی شان ہے
ان لوگوں کو اللہ جل شانہ کی نسبت نزدیک و دور کا لفظ بولنے میں شرم نہیں آتی۔ کوئی یہ کہتا ہے
کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کرلیجے۔ یہ اللہ ہی کی شان ہے
ان مسلمانوں کے خیال میں ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ جل شانہ کو بھی حاصل نہیں بلکہ جب چاہتا ہے
کسی چیز کا علم دریافت کرلیتا ہے۔ معاذ اللہ العلی العظیم۔ علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ
و اصحابہ وسلم کی نسبت جو بیہودہ کلمات بعضے کوتہ اندیش لوگوں نے لکھے ہیں انکی نقل کرتے
ہوئے طبیعت پریشان ہوتی ہے اسلیے میں اللہ جل شانہ سے یہ دعا کرکے کہ یا الٰہی اپنے بندوں کو
ہدایت فرما پھر اپنے مدعا کی طرف آتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت سید کونین صلے اللہ تعالیٰ
علیہ و علی آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کو اللہ جل شانہ نے جمیع اشیاء یعنی تمام ممکنات ماوجد و یوجد
کا علم مرحمت فرمایا۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیتوں اور حدیثوں سے یہ امر ثابت ہوگیا۔ مگر ہم یہ

[1] صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲
[2] صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲
[3] صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

اطمینان کے لیے کسیقدر بادبھی تحریر میں لایا جاتا ہے۔ یہ تو خوب واضح رہے کہ قرآن شریف

اور احادیث رسول کریم صلے اللہ تعالی علیہ وعلی وآلہ وصحبہ وسلم اس مسئلہ کے ثبوت میں اتنی

سوجود ہیں کہ ان سب کا اس مختصر میں نقل کر دینا ممکن نہیں۔ اب جو یہاں نقل کیا جاتا ہے وہ

مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ای محمد صلے اللہ

تعالی علیہ وسلم اللہ جلشانہ نے تمہیں تعلیم فرمایا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے آیت (۱) وَمَا كَانَ

اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ ط

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ط

اور اللہ جل شانہ یوں نہیں کہ تمکو مطلع کر دے غیب پر اور لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے

اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہے۔ پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اسکے رسولوں پر اور اگر ایمان پر

رہو تم اور پرہیزگاری پر تو تمکو بڑا ثواب ہے۔ الفتوحات الالہیہ بتوضیح تفسیر

الجلالین للدقایق الخفیہ المعروف بالجمل مطبوعہ مطبع مرتضوی

جلد اول صفحہ ۲۲ میں ہے والمعنے ولٰکن اللہ یجتبی ای یصطفی من رسلہ من

یشاء فیطلعہ علی الغیب اور معنی یہ ہیں لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے یعنی برگزیدہ

کرتا ہے اپنے رسولوں میں جسکو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اسکو غیب پر آیت (۲) عَالِمُ

الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ جل جلالہ عالم الغیب

ہے پس کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا مگر جسکو کہ مرتضی اور لے رسولوں میں سے۔ اہل

تدقیق فرماتے ہیں کہ لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا فرمایا کہ اللہ تعالی اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں

فرماتا کیونکہ اظہار غیب تو اولیاء کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء اولیا کے

علیہم الصلوۃ والسلام ہمپر بھی ہوتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اپنے غیب خاص پر کسی کو

ظاہر وغالب ومسلط نہیں فرماتا مگر رسولوں کو ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے یہ کیسا اعلی

مرتبہ انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء کے لیے قرآن عظیم سے ثابت ہوا۔ آیت (۳) وَمَا هُوَ عَلَى

الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۵ یعنی نہیں وہ غیب پر بخیل جسکا مرجع یا اللہ جل شانہ ہے یا حضرت صلے اللہ

مسئلہ کا ثبوت قرآن شریف سے

مسئلہ کا ثبوت احادیث سے

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔ یا قرآن شریف۔ ہر صورت میں ہمارا مدعا حاصل ہے کما
سیأتی یہاں صرف اسیقدر آیات پر اکتفا کرتا ہوں۔ اوراب احادیث شریفہ کا جلوہ
دکھاتا ہوں حدیث عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ
النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ
(از مشکوۃ شریف صفحہ ۵۰۶ سطر ۹ مطبوعہ مجتبائی) حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ سردار اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدای آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی
اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ یاد رکھا اسکو جسنے یاد رکھا اسکو اور بھلا دیا جسنے
بھلا دیا۔ حدیث عَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا اَلْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ
الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ
نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا ھُوَ کَائِنٌ
اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ (از مشکوۃ شریف صفحہ ۵۴۳
سطر ۱ باب المعجزات) روایت ہی عمرو بن اخطب انصاری سے کہا نماز پڑہائی ہمکو آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے ممبر پر پس خطبہ فرمایا ہمارے لیے یا وعظ
فرمایا یہانتک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اترے اور نماز پڑہی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور
خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہانتک کہ آگیا وقت عصر کی نماز کا پھر اترے اور نماز پڑہی عصر کی۔
پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہانتک کہ غروب ہوا آفتاب یعنی پس تمام روز
خطبہ ہی میں گزرا پس خبر دی ہمکو ساتھ اُس چیز کے کہ ہونیوالی ہے قیامت تک یعنی
وقائع اور حوادث اور عجائب اور غرائب قیامت تک کے مجمل یا مفصل بیان فرمائے
پس اسمیں بہت سے معجزے ہوئے۔ کہا عمرو نے پس دانا ترین ہمارا (یعنی اب) بہت یاد
رکہنے والا ہمارا ہے یعنی اُسدن کو ذکرہ الطیبی اور کہا سید جمال الدین نے اولی یہ ہے کہ
کہا جاوے بہت یاد رکہنے والا ہمارا اب اُس قصہ کو دانا ترین ہمارا ہے۔ یعنی اب نقل کی یہ سمجھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کی استعداد علمی

(از مظاہر الحق مطبوعہ مطبع نولکشور ربع چہارم صفحہ ۶۱۳) مولوی محمد سعید صاحب بنارسی

کشف الغطا عن ازالۃ الخفا ص ۲ میں لکھتے ہیں حضرت مولف مجہول کی ذرا استعداد علمی

ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ احفظنا اعلمنا کا ترجمہ آپ نے بڑے حافظہ والا کیا ہی۔ پس ایسی

سمجھ اور ایسی استعداد پہ اہل حق کا مقابلہ بیان استعداد علمی نہ تھی تو مظاہر الحق دیکھ لیا ہوتا۔

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو یاد کرا دیا اور بتا دیا کہو کچھ تو شاگردی کا احسان مانوگے انتہی

بلفظہ ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کا جوش

اور زبان درازی تو انہیں چند الفاظ سے ظاہر ہے مگر یہ دیکھنا ہے کہ یہ جوش اور استادی کا

دعوے اور صاحب ازالۃ الخفا کے ترجمہ کی تغلیط کہاں تک صحیح ہی۔ اول تو یہ قابل ملاحظہ صاحبان

عقل ہی کہ مولانا بنارسی نے احفظنا اعلمنا کا ترجمہ جو بحوالہ مظاہر الحق ان الفاظ میں کیا ہی (کہ حضرت

نے ہمکو یاد کرا دیا اور بتا دیا) مظاہر الحق میں کہیں بھی اسکا کچھ پتہ و نشان ہی یا نہیں۔ میں نے مظاہر الحق کی

عبارت جو اسی حدیث کا ترجمہ ہی بحوالہ صفحہ نقل کی۔ آپ ملاحظہ فرمایئے اسمیں وہی ترجمہ ہے جو

صاحب ازالۃ الخفا نے کیا تھا اور جسپر بنارسی صاحب نے اعتراض کیا۔ بنارسی صاحب نے جو

ترجمہ کیا مظاہر الحق میں اُسکا پتہ تک نہیں۔ ثانیاً بنارسی صاحب نے صرف اپنی زبان کے زور سے

ترجمہ مذکورہ کو غلط بتا دیا کوئی وجہ غلطی کی نہ لکھی۔ نہایت عجب تو یہ ہی کہ خود ہی مظاہر الحق کا حوالہ دیا

اور مظاہر میں اُسکے برعکس موجود اور یہی ترجمہ صحیح ہی۔ بنارسی صاحب کا ترجمہ جو اُنہوں نے اپنے

دل سے گڑھا بالکل غلط ہی۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے

ہیں فَاَعْلَمُنَا اَلْاٰنَ اَحْفَظُنَا یُرِیْدُ تِبْیَانَ الْاَخْبَارِ لِاِشْتِمَالِہَا عَلٰی عُلُوْمٍ جَمَّۃٍ

آپ نے اپنے فرقہ کو اہل حق کہا اور یہ دیانت کہ فضول مظاہر کا نام بدنام کیا۔ اگر اہل حق کے یہی فعل

ہیں تو خدا ہر مسلمان کو ایسے اہل حق سے محفوظ ہی رکھے۔ بنارسی صاحب کا یہ منشا معلوم ہوتا ہی

کہ اہل حق کا مقابلہ کرنے کے لیے دہوکہ بازی کی بھی ضرورت ہی کہ وہ بغیر اسکے راضی نہیں ہوتے اور کیسے

راضی ہونگے جب خود اپنی یہی عادت ٹھیری۔ کیونکہ میاں صاحب اسی لیاقت و دیانت پر استاد بنے

اور رسالے لکھنے کا شوق ہی۔ یہ صاحب فرقہ مخالفہ کے محدث سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں سے مخالفین کے

عالموں اور محدثوں کی خوش لیاقتیاں اندازہ کیجا سکتی ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ترجمۂ اہل حق صفحہ ۱۲

اب مظاہر الحق کا یہ وہابیت سوز فقرہ کہ پس خبر دی ہمکو ساتھ اُس چیز کے کہ وہ ہونیوالی ہو قیامت
تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب و غرائب قیامت تک کے ملاحظہ فرمانے کے قابل اور یاد رکھنے
کے لائق ہی۔ حدیث (۳) عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَقَامًا مَا تَرَکَ شَیْئًا یَکُوْنُ فِیْ مَقَامِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا حَدَّثَ بِہٖ
حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ قَدْ عَلِمَہٗ اَصْحَابِیْ ھٰؤُلَاءِ وَاِنَّہٗ لَیَکُوْنُ
مِنْہُ الشَّیْءُ قَدْ نَسِیْتُہٗ فَاَرَاہُ فَاَذْکُرُہٗ کَمَا یَذْکُرُ الرَّجُلُ وَجْہَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ
عَنْہُ ثُمَّ اِذَا رَاٰہُ عَرَفَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (از مشکوۃ شریف صـــ ۴۶۱ سـ ۳ کتاب الفتن فصل
اول) روایت ہی حذیفہ سے کہا کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہونا یعنی خطبہ
پڑھا اور وعظ کہا اور خبر دی ہما اُن فتنوں کی کہ ظاہر ہونگے۔ نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی
اس مقام میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اُسکو یاد رکھا اُسکو اُس شخص نے کہ یاد رکھا اُسکو اور
بھول گیا اُسکو جو شخص کہ بھول گیا۔ یعنی بعضوں نے یاد رکھا اور بعض نے فراموش کیا۔ کہا حذیفہ
نے کہ تحقیق جانتا ہے اس قصہ کو میرے ان یاروں نے یعنی جو کہ موجود ہیں صحابہ میں رضی اللہ عنہم سے لیکن بعضے نہیں
جانتے ہیں اُسکو مفصل اسلیے کہ واقع ہوا ہے اُنکو کچھ نسیان کہ جو خواص انسان سے ہے اور
میں بھی انہیں میں سے ہوں کہ جو کچھ بھول گئے ہیں جیسے کہ بیان کیا اپنے حال کو اور تحقیق شان
یہ ہے کہ البتہ واقع ہوتی ہو اُن چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے وہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۱۲
چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اُسکو پس دیکھتا ہوں میں اُس چیز کو پس یاد دلاتا ہوں میں اُسکو جیسے کہ یاد
لاتا ہے شخص چہرہ شخص کا یعنی بطریق اجمال و ابہام کے جبکہ غائب ہوتا ہے اُس سے اور فراموش
کرتا ہے اُس کو ساتھ تفصیل و تشخیص کے پھر جبکہ دیکھتا ہو اُسکو پہچان لیتا ہو اُسکو شخص یعنی ایسے ہی
ہو وہ باتیں مفصل بھولا ہوا ہوں لیکن جبکہ واقع ہوتی ہو کوئی بات اُنمیں سے تو پہچان لیتا ہوں کہ یہ وہی
ہو جسکی حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔ (مظاہر الحق
صـ ۳۱۳ سـ ۱۳) حدیث (۴) مشکوۃ شریف صـ ۵۱۲ سـ ۳ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ

الْاَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا انتهى بِقَدْرِ الْحَاجَةِ روایت ہی ثوبان سے
کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹ دی میرے لیے زمین یعنی اُسکو سمیٹ کر مثل
ہتیلی کے کر دکھایا۔ پس دیکھا میں نے اُسکے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی (مظاہر الحق صـ۲۳۳
مـ۱) حدیث (۵) (مشکوٰۃ شریف صـ۶۹ سـ۲ باب المساجد عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ اَحْسَنِ
صُوْرَةٍ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ
كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَتَلَا وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ
مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ط رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا عبدالرحمن بن عائش سے مروی ہی انہوں
نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب عز وجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا
رب نے کہ ملائکہ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا سرور
اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عز وجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے
درمیان رکھا یعنی اُسکے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس
جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہی اور حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت
فرمائی وکذالک الایہ۔ یعنی ایسے ہی دکھائے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک آسمانوں اور
زمینوں کے تاکہ وہ ہو جائیں یقین کرنے والوں میں سے۔ وضع کف کنایہ ہی مزید فضل اور
غایۃ تخصیص اور ایصال فیض اور عنایت و کرم اور تکریم و تائید اور انعام سے اور سردی
پانا کنایہ ہی وصول اثر فیض و حصول علوم سے لِلّٰهِ الْحَمْدُ کہ اس حدیث شریف سے آفتاب
کی طرح روشن ہو گیا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم مرحمت ہوا۔
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صـ۴۶۳ میں ہی فَعَلِمْتُ اَيْ بِسَبَبِ وُصُوْلِ ذٰلِكَ الْفَيْضِ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَعْنِيْ مَا اَعْلَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِمَّا فِيْهِمَا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
وَالْاَشْجَارِ وَغَيْرِهِمَا عِبَارَةٌ عَنْ سَعَةِ عِلْمِهِ الَّذِيْ فَتَحَ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْهِ
وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ اَيْ جَمِيْعَ الْكَائِنَاتِ الَّتِيْ فِي السَّمٰوٰتِ بَلْ وَمَا فَوْقَهَا كَمَا

کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ھی بمعنی الجنس ای وجمیع ما فی
الارضین السبع بل وما تحتھا کما افادہ باخبارہ علیہ السلام عن الثور
والحوت الذین علیھما الارضون کلھا یعنی ان اللہ اری ابراھیم علیہ الصلوۃ
والسلام ملکوت السموات والارض وکشف لہ ذلک وفتح علی ابواب
الغیوب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۲۲ میں اسی
حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں فعلمت ما فی السموات والارض پس دانستم ہرچہ در آسمانہا
و ہرچہ در زمین بود عبارتست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن و تلاوت کرد
آنحضرت مناسب این حال و بقصد استشہاد بر امکان آن این آیت را وکذلک نری
ابراھیم ملکوت السموات والارض و ہمچنین نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام
را ملک عظیم تمامہ آسمانہا و زمین را و لیکون من الموقنین ۵ و تا آنکہ گردد ابراہیم
از یقین کنندگان بوجود ذات و صفات و توحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست در حال این
دو رویت زیرا کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید و حبیب ہرچہ در آسمان و زمین
بود حالی از ذات و صفات و ظواہر و بواطن ہمہ را دید و خلیل حاصل شد مراو را یقین بوجوب
ذاتی و وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین چنانکہ حال اہل استدلال و ارباب
سلوک و محبان و طالبان مے باشد و حبیب حاصل شد مراو را یقین و وصول الی اللہ
اول پس ازان دانست عالم را و حقایق آنرا چنانکہ شان مجذوبان و محبوبان و مطلوبان ست
و اول موافق ست بقول ما رأیت شیئا الا رأیت اللہ قبلہ و شتان ما بینھما
علامہ طیبی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں والمعنی انہ کما اری ابراھیم ملکوت
السموات والارض کذلک فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت ما فیھما
من الذوات والصفات والظواھر والمغیبات حدیث ۲ مشکوۃ المصابیح
باب المساجد ومواضع الصلوۃ صفحہ ۶۲ میں بروایت معاذ بن جبل کی ایک حدیث میں یہ الفاظ
مروی ہیں آنحضرت فرماتے ہیں فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورۃ

فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْکَ رَبِّ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا اَدْرِیْ
قَالَهَا ثَلٰثًا قَالَ فَرَاَیْتُهٗ وَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَیْنَ
ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات

صفحہ ۲۹۹ میں اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں۔ پس ظاہر شد در من ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین ہا بود عبارت است از حصول تمامۂ علوم
و شناختم ہمہ را حدیث (۷) مواہب اللدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمرؓ مروی ہے قال قال
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ
اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے میرے لیے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ
اسمیں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اسطرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔
علامہ زرقانی شرح مواہب قسطلانی جلد ۷ صفحہ ۲۳۴ میں لکھتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ اَیْ
اَظْهَرَ وَکَشَفَ لِیَ الدُّنْیَا بِحَیْثُ اَحَطْتُّ بِجَمِیْعِ مَا فِیْهَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا
هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ اِشَارَةٌ اِلٰی اَنَّهٗ نَظَرَ
حَقِیْقَةً دَفَعَ بِهٖ اَنَّهٗ اُرِیْدَ بِالنَّظَرِ الْعِلْمُ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ
نے حضرت کے لیے دنیا ظاہر فرمائی اور حضور نے جمیع ما فیہا کا احاطہ کر لیا۔ اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں
اسکو اور جو کچھ اسمیں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل اپنی کف دست مبارک کے ملاحظہ
فرما رہا ہوں۔ یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حدیث میں نظر سے حقیقتاً دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی مجازی
مشکوٰۃ المصابیح باب المعجزات صفحہ ۵۴۱ سطر ۱۳ میں موجود ہے حدیث (۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ
جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ حَتَّی انْتَزَعَهَا مِنْهُ
قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُّ اِلٰی
رِزْقٍ رَزَقَنِیْهِ اللّٰهُ اَخَذْتُهٗ ثُمَّ انْتَزَعْتَهٗ مِنِّیْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ
رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ ذِئْبٌ یَتَکَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخَلَاتِ
بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُکُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا هُوَ کَائِنٌ بَعْدَکُمْ قَالَ فَکَانَ الرَّجُلُ یَهُوْدِیًّا
فَجَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِیُّ صَلَّی

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَدِیْث حاصل یہ کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا اور اسنے بکریوں
کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑ لی پس چرواہے نے اُس بھیڑیے کو ڈھونڈا یہانتک کہ اُس
بکری کو اُس سے چھڑا لیا۔ کہا ابوہریرہ نے کہ پھر بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دم اپنے
دونوں پاؤں کے درمیان کی اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ جل شانہ نے مجھے
دیا تھا اور میں نے اُسکو لے لیا پھر تو نے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے آجکی طرح
کبھی بھیڑیا کلام کرتے نہیں دیکھا بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب انگیز ایک شخص کا حال ہے
جو دو سنگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ میں ہے۔ کہ وہ شخص گزشتہ اور آیندہ
یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آیندہ تمہارے بعد ہوگا دنیا اور عقبیٰ میں سب کی خبریں دیتے ہیں
ابوہریرہؓ نے کہا کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ یہ واقعہ دیکھکر خدمت اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں حاضر ہوا اور حضورؐ کو اس تمام کی خبر دی اور اسلام لایا۔ حضور سید یوم النشور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اُسکی خبر کی تصدیق کی۔:۔

سبحان اللہ جانور اور جانور وہ بھی درندے تو حضور کو عالم ماکان وما یکون کا
جانیں اور بیان کریں مگر انسانوں کو اور انہیں سے بھی مسلمانوں کو ابھی تردد ہی رہے۔ علامہ
علی قاری مرقاۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۲۲۷ میں یُخْبِرُکُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا هُوَ کَائِنٌ کی شرح
یوں کرتے ہیں یُخْبِرُکُمْ بِمَا مَضٰی اَیْ بِمَا سَبَقَ مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ
وَمَا هُوَ کَائِنٌ بَعْدَکُمْ اَیْ مِنْ نَبَاِ الْاٰخِرِیْنَ فِی الدُّنْیَا وَمِنْ اَحْوَالِ الْاٰخِرِیْنَ
فِی الْعُقْبٰی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت گزشتہ اور آیندہ یعنی پہلوں اور تمہارے بعد والوں کی
دنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں۔ طبرانی میں حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے
حدیث لَقَدْ تَرَکَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا یُحَرِّکُ طَائِرٌ
جَنَاحَیْہِ اِلَّا ذَکَرَ لَنَا مِنْہُ عِلْمًا یعنی نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے ہمیں اس
حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اُسکا
بھی بیان فرما دیا۔ اب غالباً مخالفین کو یہ تردد ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے حالات
کیسے بیان فرما دیے۔ اوپر کی حدیثوں میں گزرا کہ ایک ہی روز میں حضور نے قیامت تک کے

در معجزات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ علم غیب کی خبر دی

حضور نے بحیثیت سلطان دو جہاں کل حالات کی خبر دی

سب حالات بتائے۔ یہ بات ضرور تعجب انگیز ہوگی کہ ایکدن کا وقت اتنی وسعت کب رکھتا ہے
لہٰذا غور فرمایئے کہ یہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام حالات
بیان فرما دیئے۔ اللہ جل شانہ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ قدرت مرحمت فرمائی تھی۔ عمدۃ القاری شرح
بخاری جلد ۷ صفحہ ۲۱۴ میں ہے فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّهٗ اَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ
بِجَمِيْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ مِنْ اِبْتِدَائِهَا اِلٰی اِنْتِهَائِهَا وَفِيْ اِيْرَادِ ذٰلِكَ
كُلِّهٖ فِيْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ اَمْرٌ عَظِيْمٌ مِّنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ كَيْفَ وَقَدْ اُعْطِيَ
مَعَ ذٰلِكَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر
کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتدا سے انتہا تک
جملہ حالات کی خبر دی اور ایک ہی مجلس میں سب کا بیان فرما دینا ایک بڑا معجزہ ہے۔ اور کیوں
نہ ہو جبکہ حضرت کو حق تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے۔ مشکوٰۃ المصابیح باب بدء الخلق
و ذکر الانبیاء علیہم السلام صفحہ ۵۰۸ میں ہے (حدیث) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰی دَاوٗدَ الْقُرْاٰنُ فَكَانَ يَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَءُ
الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور
پڑھنا آسان کیا گیا تھا۔ آپ اپنے جانوروں پر زین کسنے کا حکم فرماتے پس زین کسی جاتی آپ پڑھنا
شروع کرتے اور زین کس چکنے سے پہلے آپ زبور ختم کر لیتے اور اپنے کسب سے کھاتے یعنی زرہ بنا کر
اسی حدیث کے تحت مظاہر الحق جلد چہارم صفحہ ۴۸۹ میں ہے اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں کیلئے زمانہ کو
طے و بسط کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا اور سیدنا حضرت امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ رکاب میں پانوں رکھتے اور دوسری رکاب میں پانوں رکھنے تک قرآن ختم کر لیتے
اور ایک روایت میں ہے ملتزم کعبہ سے اسکے دروازے تک جانے میں پڑھ لیتے ایسا ہی مرقاۃ
المفاتیح جلد ۵ صفحہ ۲۴۴ میں ہے قَالَ التُّوْرِبِشْتِيُّ يُرِيْدُ بِالْقُرْاٰنِ الزَّبُوْرَ لِاَنَّهٗ
قَصَدَ اِعْجَازَهٗ مِنْ طَرِيْقِ الْقِرَاءَةِ وَقَدْ دَلَّ الْحَدِيْثُ عَلٰی اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی
يَطْوِي الزَّمَانَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ كَمَا يَطْوِي الْمَكَانَ لَهُمْ وَهٰذَا بَابٌ

لَا سَبِيْلَ اِلٰى اِدْرَاكِهَا اِلَّا بِالْفَيْضِ الرَّبَّانِيِّ مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی
نفحات الانس فی حضرات القدس میں نقل کرتے ہیں عَنْ بَعْضِ الْمَشَائِخِ اَنَّهٗ
قَرَأَ الْقُرْاٰنَ حِيْنَ اِسْتَلَمَ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْاَسْعَدَ اِلٰى حِيْنِ وُصُوْلِ
مُحَاذَاتِ بَابِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيْفَةِ وَالْقِبْلَةِ الْمُنِيْفَةِ وَقَدْ سَمِعَهٗ مِنَ الشَّيْخِ
شِهَابِ الدِّيْنِ السُّهْرَوَرْدِيْ مِنْهُ كَلِمَةً كَلِمَةً وَحَرْفًا حَرْفًا مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى اٰخِرِهٖ
قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَسْرَارَهُمْ وَنَفَعَنَا بِبَرَكَةِ اَنْوَارِهِمْ یعنے مشائخ سے منقول
ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریف کے پہونچنے تک تمام قرآن شریف پڑھ لیا اور ان
شیخ شہاب الدین سہروردی نے کلمہ کلمہ اور حرف حرف اول سے آخر تک سنا جب حضرت سرا پا رحمت
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نیازمندوں کا یہ حال ہو تو حضرت کو ایک مجلس میں جملہ احوال کی خبر دینا
کیا محال ہو چونکہ اختصار منظور ہے اسلئے اتنی ہی احادیث پر اکتفا کرکے مفسرین محدثین
اکابر امت فقہاء و علماء مشائخ کی تصریحات پیش کرتا ہوں صاحب کتاب الابریز صـ۲۳
اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں وَاَقْوَى الْاَرْوَاحِ فِيْ ذٰلِكَ رُوْحُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاِنَّهَا لَمْ يُحْجَبْ عَنْهَا شَيْءٌ مِنَ الْعَالَمِ فَهِيَ مُطَّلِعَةٌ عَلٰى عَرْشِهٖ وَعُلُوِّهٖ
وَسِفْلِهٖ وَدُنْيَاهُ وَاٰخِرَتِهٖ وَنَارِهٖ وَجَنَّتِهٖ لِاَنَّ جَمِيْعَ ذٰلِكَ خُلِقَ لِاَجْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمْيِيْزُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَارِقٌ لِهٰذِهِ الْعَوَالِمِ بِاَسْرِهَا
فَعِنْدَهٗ تَمْيِيْزٌ فِيْ اَجْرَامِ السَّمٰوٰتِ مِنْ اَيْنَ خُلِقَتْ وَمَتٰى خُلِقَتْ وَلِمَ
خُلِقَتْ وَاِلٰى اَيْنَ تَصِيْرُ فِيْ جِرْمِ كُلِّ سَمَاءٍ وَعِنْدَهٗ تَمْيِيْزٌ فِيْ مَلٰئِكَةِ
كُلِّ سَمَاءٍ وَاَيْنَ خُلِقُوْا وَمَتٰى خُلِقُوْا وَاِلٰى اَيْنَ يَصِيْرُوْنَ وَتَمْيِيْزُ اخْتِلَافِ
مَرَاتِبِهِمْ وَمُنْتَهٰى دَرَجَاتِهِمْ وَعِنْدَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمْيِيْزٌ فِي الْحُجُبِ
السَّبْعِيْنَ وَمَلٰئِكَةِ كُلِّ حِجَابٍ عَلَى الصِّفَةِ السَّابِقَةِ وَعِنْدَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
تَمْيِيْزٌ فِيْ اَجْرَامِ النَّيِّرَةِ الَّتِيْ فِي الْعَالَمِ الْعُلْوِيِّ مِثْلَ النُّجُوْمِ وَالشَّمْسِ
وَالْقَمَرِ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ وَالْبَرْزَخِ وَالْاَرْوَاحِ الَّتِيْ فِيْهِ عَلَى الْوَصْفِ
السَّابِقِ وَكَذَا عِنْدَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ تَمْيِيْزٌ فِي الْجَانِّ وَ

ودرجاتہا وعدد سکانہا ومقاماتہم فیہا وکذا ما بقی من العوالم ولیس في هذا مزاحمة للعلم القديم الازلي الذي لا نهاية لمعلوماته وذلك لان ما في العلم القديم لم ينحصر في هذا العالم فان اسرار الربوبية واوصاف الالوهية التي لا نهاية لها ليست من هذا العالم في شيء

مختصر یہ کہ اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شئے پردہ میں نہیں یہ روح پاک عرش اور اسکی بلندی یعنی دنیا و آخرت جنت و دوزخ سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ سب اسی ذات مجمع کمالات کے لیے پیدا کی گئی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم آپکی تمیز ان جملہ عالموں کی خارق ہی آپکے پاس اجرام سموات کی تمیز ہے کہ کہاں سے پیدا کیے گئے کیوں پیدا کیے گئے کیا ہو جاینگے اور آپکے پاس ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور اسکی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب سے پیدا کیے گئے اور کہاں جائیں گے اور انکی اختلاف مراتب اور منتہائے درجات کی بھی تمیز ہے اور ستر پردوں اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے۔ عالم علوی کے اجرام بیروستاروں سورج چاند لوح قلم برزخ اور اُسکی ارواح کی بھی اسطرح امتیاز ہے اسیطرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر ہر حال معلوم ہے اسیطرح تمام جنتیں اور انکے درجات اور انکے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات سب خوب معلوم ہیں - ایسے ہی باقی تمام جہانوں کا علم ہے۔ اور اس علم میں ذات باری تعالےٰ کے علم قدیم ازلی سے جسکے معلومات بیانتہا ہیں کوئی مزاحمت نہیں - کیونکہ علم قدیم کے معلومات اس عالم میں منحصر نہیں ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت اوصاف الوہیت جو غیر متناہی ہیں اس علم ہی سے نہیں۔ انتہی - کتاب الابریز میں ہی واما في الذات فهو بالنسبة الى توجهها بمعنى انها اذا توجهت الى شيء لا يفوتها ولا يلحقها في توجهها اليه سهو ولا غفلة ولا نسيان واما اذا لم تتوجه اليه فانها قد تغفل منه وتقع بها فيه السهو والنسيان ولهذا قال صلى الله عليه وسلم كما في صحيح البخاري انما انا بشر انسى كما

تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ قَالَ ذٰلِكَ حِيْنَ وَقَعَ لَهُ السَّهْوُ وَلَمْ يُنْبِهُوْهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خلاصہ یہ کہ ذات پاک نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی جب کسی شے کی طرف متوجہ ہو تو اسے معلوم ہی کر لیتی ہے اور اس توجہ میں سہو غفلت نسیان کو راہ نہیں ہے لیکن جب کسی شے کی طرف توجہ نہ ہو تو اُس سے ذہول ممکن ہے اور کبھی واقع بھی ہوتا ہے فرمایا حضرت نے انسیٰ کما تنسون - زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی سے منقول ہے اَلنُّبُوَّةُ عِبَارَةٌ عَمَّا يَخْتَصُّ بِهِ النَّبِيُّ وَيُفَارِقُ بِهِ غَيْرَهٗ وَهُوَ يَخْتَصُّ بِاَنْوَاعٍ مِنَ الْخَوَاصِّ اَحَدُهَا اَنَّهٗ يَعْرِفُ حَقَائِقَ الْاُمُوْرِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَصِفَاتِهٖ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَالدَّارِ الْاٰخِرَةِ عِلْمًا مُخَالِفًا لِعِلْمِ غَيْرِهٖ بِكَثْرَةِ الْمَعْلُوْمَاتِ وَزِيَادَةِ الْكَشْفِ وَالتَّحْقِيْقِ ثَانِيْهَا اَنَّ لَهٗ فِيْ نَفْسِهٖ صِفَةً بِهَا تَتِمُّ الْاَفْعَالُ الْخَارِقَةُ لِلْعَادَةِ كَمَا اَنَّ لَنَا صِفَةً تَتِمُّ بِهَا الْحَرَكَاتُ الْمَقْرُوْنَةُ بِاِرَادَتِنَا وَهِيَ الْقُدْرَةُ ثَالِثُهَا اَنَّ لَهٗ صِفَةً بِهَا يُبْصِرُ الْمَلٰئِكَةَ وَيُشَاهِدُهُمْ كَمَا اَنَّ لِلْبَصِيْرِ صِفَةً بِهَا يُفَارِقُ الْاَعْمٰى رَابِعُهَا اَنَّ لَهٗ صِفَةً بِهَا يُدْرِكُ مَا سَيَكُوْنُ فِي الْغَيْبِ نبوت اس چیز سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہ اور اسکی صفات اور فرشتوں اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں نبی ان کی حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسرے ان کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں اُس سے کچھ نسبت نہیں۔ دوم یہ کہ انکی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادی پورے ہوتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور انکا مشاہدہ کرتا ہے۔ جس طرح کہ بینا کو ایک وصف حاصل ہے جسکے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہے۔ چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آیندہ باتوں کو ادراک کر لیتا ہے اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا۔ اور کثرت معلومات زیادتی کشف و تحقیق میں اوروں سے ممتاز فرمایا۔ افعال کے

وکذالک جعلنٰکم امۃ الآیہ کے بحث میں نقل کیے جاوینگے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ الطاف القدس میں فرماتے ہیں چون

رفتہ رفتہ سخن بحقائق غامضہ افتاد از اں حالت نیز رمزے باید گفت چون آب از سر

گذشت چہ یک نیزہ وچہ یک مشت کمال عارف از حجر بحث بالاتر میرود و نفس کلیہ بجائے

جسد عارف مے شود ذات عارف بجائے روح او ہمہ عالم را طبقاً لعلم حضوری در خود بیند۔

ان عبارتوں سے تو اولیاء اللہ تعالیٰ کے لیے تمام جہان کا علم ثابت ہوا مگر لطف تو جب ہے کہ منکر اقرار کرے مخالف مان لے۔ اب ذرا صراط المستقیم مطبوعہ مطبع مجتبائی ص۱۱ ملاحظہ ہو کہ اسمیں امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں افادہ (۱) برائے کشف ارواح

وملائکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کہ طریقش در فصل اول مفصلاً مذکور شد پس باستعانت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان

و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید و احوال آنجا دریافت کند و با اہل آن مقام ملاقات سازد۔ ان قدوۃ المخالفین امام المنکرین مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کی عبارت سے تو مخالفین کو پسینہ آگیا ہوگا اور شرم سے آنکھیں نیچی ہوئی جاتی ہونگی کہ جس چیز کے ثبوت کا تمام قوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے انکار کر رہی ہو۔ اسکو امام الطائفہ نے خاص اولیاء کے لیے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنے والے کے لیے ثابت کر دیا۔ اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور انکے مقامات اور امکنہ زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے لیے دورہ کا شغل کرے اب منصف انصاف کیجئے کہ دورہ کا شغل کرنے والوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہو جائے جسمیں ہر شئے کا علم موجود۔ اور نبی کریم رؤف و رحیم حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم نہ ہو۔ ہائے ہائے دورہ کا شغل کرنے والوں اپنے مریدوں معتقدوں تک کے لیے تو لوح محفوظ کا علم ثابت کرنا اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے انکار کر جانا کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے کیوں صاحب یہ ہی لوح محفوظ کا علم ہے جس کا نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم کے لیے ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہو۔ آج وہی علم دورہ کا شغل کرنے والوں کے لیے ثابت کیا جاتا ہے

اور شرک نہیں ہوتا۔ کیا حب مصطفےٰ عظمت حبیب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسیکا نام ہے۔
شرم! شرم!! شرم!!! پھر اسی منہ سے یہ کہنا کہ زمین آسمان بہشت دوزخ کے جس مقام
میں جس وقت چاہیں متوجہ ہو کر سیر کریں جب چاہیں وہاں کے حالات دریافت کرلیں۔
وہاں کے ساکنین سے ملاقات کرلیں جیسا کہ عبارت صراط المستقیم سے صاف ظاہر ہے۔ اور
اسی منہ سے یہ کہدینا کہ اسطرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجیے۔ یہ اللہ
صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی نبی جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام زادے کو بھوت پری کو
اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں۔ (از تقویۃ الایمان
صفحہ ۳۰ اور ایسا ہی رسالہ علیحدہ کے صفحہ ۸ میں ہے) صاحبو آپ نے اس شخص کی حالت دیکھی کہ یہاں
تو جنت و دوزخ زمین و آسمان کی سیر لوح محفوظ کی اطلاع تک دورہ کا شغل کرنے والوں کے
لیے ثابت کردی اور یہاں کسی غیب کی بات کا دریافت کرلینا اس شخص کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
تک کے لیے بتعلیم الٰہی بھی مسلم نہیں۔ پھر صراط المستقیم کے صفحہ ۱۶۵ میں ملاحظہ فرمایئے جہاں اپنے
پیر کی نسبت لکھا ہے۔ تا اینکہ کمالات طریق نبوۃ بذروہ علیاے خود رسیدہ العام و کشف
بعلوم حکمت انجامید۔ عجب حال ہے ان حضرات کا کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم کیلئے جس بات کے ثبوت کا
انکار کرتے ہیں اپنے پیر کے لیے وہی ثابت کرتے جاتے ہیں۔ بہرحال اگرچہ مخالفین نے اس مسئلہ میں
بہت سی سختیاں کی ہیں اور انکار میں بہت سرگرم ہیں مگر پھر بھی مجبوری کہیں کہیں انکو کہنی
پڑ ہی گئی ہے۔ اب میں دکھاتا ہوں کہ مخالفین نے کہاں کہاں اور کیسے کیسے اقرار کیے ہیں۔
براہین قاطعہ مولفہ مولوی خلیل احمد انبہٹوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صفحہ ۵۲
سطر ۱۸ میں ہے۔ الخ اولیاء کو حق تعالےٰ نے کشف کردیا کہ انکو یہ جمہور علم حاصل ہوگیا۔ اگر اپنے
فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے۔ ممکن ہے۔ مگر ثبوت فعلی اس کا
عطا کیا ہے کس نص سے ثابت ہے۔ ذرا ارباب عقل توجہ فرماویں کہ اولیاء کے لیے تو کشف تسلیم
کرلیا۔ اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے صرف ممکن مانا اور ثبوت فعلی کا انکار کردیا جبکہ
بہت سی نصیں موجود ہیں اسے تو یہ کہدیا کس نص سے ثابت ہے اور اولیاء کے لیے ثبوت فعلی تسلیم
کرلیا۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ بوجہ ممکن کہدیا۔ ورنہ آجتک تو شرک ہی کہدیے ہیں۔ اب زبان سے ممکن

نکلا ہو اور اولیار کے لیے مواقع مانا ہو۔ کس قدر شرم کی بات ہو کہ جو علوم اولیار کے لیے تسلیم کرلیے پھر انبیا اور ائمیں سے بھی سید الانبیا صلوۃ اللہ علیہ وعلیہم کے لیے تسلیم نہ کیے۔ اللہ ایمان دے اور ہدایت نصیب کرے سہم الغیب مولفہ عبد الحمید بریلوی صفحہ ۱۴۷ میں ہو کوئی کہہ سکتا ہو کہ البتہ یہ کلام تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ما عدا میں نافذ و تام ہو لیکن حقیقۃ محمدیہ سو وہ صوفیہ کرام کے نزدیک جامع شیون الٰہیہ و کونیہ ہو اور مرتبہ تعین اول کا ہے جس کو حقیقۃ الحقائق بھی کہتے ہیں تو اب آنحضرت کو علم محیط ہونا چاہیے جواب اسکا یہ ہو کہ اگر یہ کلام مسلم ہو تو صوفیہ کرام کا یہ کلام حضرت کے عین ثابتہ میں واقع ہوا ہو اور ہمارا کلام منزل خامس میں ہو۔ ہمیں اس موقع پر صرف یہ دکھانا ہو کہ منکرین علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقرار کرتے چلے جاتے ہیں اور جو سقم یا خوش لیاقتیاں حضرات کی ہیں انکا بیان اسوقت مدنظر نہیں ہو نصیحۃ المسلمین مطبع سنہ ۱۵ میں مولوی خرم علی صاحب لکھتے ہیں۔

سوال بعضے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے بہت چیزوں کی خبر دی ہو کہ آگے یوں ہوگا۔ اگر علم غیب انکو نہ تھا تو خبر کیونکر دی اور اولیار کا بھی اسیطرح حال ہو دیکھو فلانے بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلانے روز مرینگے ویسا ہی ہوا اور کسی سے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے سو چار ہی ہوئے اسکا جواب یہ ہو کہ یہ انکو اللہ کے بتلانے سے ہوا تھا اسکو علم غیب نہیں کہتے۔ الصاحب یہ کون کہتا ہے کہ انبیار کو بے تعلیم الٰہی خود بخود علم ہو جو علم ثابت کرتے ہیں تعلیم الٰہی ہی ثابت کرتے ہیں۔ وہی ان مولوی صاحب نے تسلیم کر لیا۔ رہا انکا یہ فرمانا کہ اسکو علم غیب نہیں کہتے یہ ایک لفظ نزاع ہو۔ علم غیب نہیں کہتے تو اور کچھ نام رکھ لو مگر وہ علم تو تسلیم کر گئے ہاں اگر لفظ غیب تمہاری چڑ سہی ہو تو کہو گے کہ انہیں جمیع ممکنات ما وجد و یوجد کا علم اللہ جلشانہ نے عطا فرمایا۔ ہاں منکرین کا یہ وہم کہ غیب وہ ہو جو بے تعلیم حاصل ہو یہ محض خام خیال ہو جسکی آئندہ انشاء اللہ العزیز تصریح و تشریح کیجائیگی۔ ضمیمہ رسالہ کشف الغطار مولفہ مولوی محمد سعید محدث بنارسی صفحہ ۶۲ سنہ ۱۱۴ اور شرح عقائد مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۱۳۲ میں ہو۔ یہ وہ کتاب ہو جو حنفیہ کے عقائد میں درسیہ کتاب ہے

وَبِالْجُمْلَةِ الْعِلْمُ بِالْغَيْبِ اَمْرٌ تَفَرَّدَ بِهِ اللهُ تَعَالٰى لَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ لِلْعِبَادِ

اِلَّا بِاِعْلَامٍ اَوْ اِلْہَامٍ بِطَرِیْقِ الْمُعْجِزَۃِ اَوِ الْکَرَامَۃِ اَوْ اِرْشَادٍ اِلَی الْاِسْتِدْلَالِ بِالْاَمَارَاتِ فِیْمَا یُمْکِنُ فِیْہِ ذٰلِکَ وَلِہٰذَا ذُکِرَ فِی الْفَتَاوٰی اَنَّ قَوْلَ الْقَائِلِ عِنْدَ رُؤْیَۃِ ہَالَۃِ الْقَمَرِ یَکُوْنُ مَطَرٌ مُدَّعِیًا عِلْمَ الْغَیْبِ لَا بِعَلَامَۃٍ کُفْرٌ یعنی حاصل کلام کا یہ ہے کہ علم غیب کا ایک ایسا امر ہے کہ اللہ تعالی ہی اس سے متفرد ہے بندوں کو اسکے حصول کا کوئی طریقہ نہیں مگر اللہ بطریق وحی یا الہام کے بتانے یا بطریق معجزہ یا کرامت کے یا استدلال کرنا علامت سے جسمیں ممکن ہو اسلیے فتاوی میں ذکر کیا ہے کہ چاند کے ہالہ کو دیکھکر کوئی غیب کا مدعی بنکر کہے کہ پانی برسے گا یہ کفر ہے۔ انتہی ملتقطہ۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندوں کو علم بالغیب کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں۔ مگر اللہ جلشانہ کی تعلیم اور وحی و الہام کے ذریعہ سے بطور معجزہ اور کرامت کے ہوتا ہے۔ پس ہمارے مثبتین یہی کہہ رہے ہیں کہ حضرت کو یہ علم باعلام الٰہی حاصل ہوا اور یہ آنحضرت کا معجزہ ہے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ۔۔ رد السیف مولفہ مولوی عبد الکریم کوچینی صفحہ ٩ سطر ٢٢ میں ہے۔ پس علم ماکان و مایکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم خواطر و نیات کا جس وقت اللہ نے معلوم کرادیا اسی وقت میں ہوا اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتا دیے اسی مجلس میں رہا نہ دایم و مستمر پس جن جن واقعات کا کہ آپ بیان کیے ہیں سرور عالم سردار بنی آدم نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے سو وہ بطریق معجزہ بتعلیم الٰہی اوقات معینہ متعددہ میں ہوئے ہیں جسکو دوام و استمرار فی کل الاوقات نہیں ہے۔ یہی قاعدہ سارے معجزات کا انبیاء علیہم السلام کے اور کرامات کا اولیاء عظام کے ہے نہ فی سائر الازمنۃ والامکنۃ انتہی بلفظہ۔ صاحبان عقل و فہم اس عبارت پر غور فرمائیں اور یہ ملحوظ رکھیں کہ مولوی عبد الکریم جنکی یہ عبارت ہے علم نبی کریم صلے اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بکلی منکر ہیں مگر یہاں ادلہ ثبوت سے مجبور ہو کر بصراحت سے اقرار کر رہے ہیں کہ علم ماکان و مایکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم خواطر و نیات کا جس وقت اللہ تعالی نے معلوم کرادیا اسی وقت میں ہوا اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتا دیے اُسی مجلس میں رہا۔ اب دیکھیے کہ یہ کیسا صاف اقرار ہے کہ مگر چونکہ منکرین میں ہیں سو چھوٹتے ایک حیلہ بھی کرینگے کہ وہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ اور یہ صرف زبانی بات ہے اسپر کوئی دلیل [illegible]

مولوی محمد سعید محدث بنارسی کا اقرار

مولوی کوچینی کا اقرار

آپ نے کہاں تصریح پائی کہ علم عطا فرما کر چھین لیا جاتا ہے یہ دلیل محض تعصب سے یہ کہدیا کہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپ نے اقرار کر لیا تو تھوڑی دیر کے لیے مانا مگر اس سے آپ کے مذہب کے سب تار و پود ٹوٹ گئے کیونکہ جب اکابر طائفہ نے اثبات علم ماکان و مایکون کا ہی شرک بتایا ہی اور آپ نے وہ تھوڑی دیر کے لیے ثابت کیا تو آپ کا مدعا یہ ہوگیا کہ تھوڑی دیر کے لیے تو شرک ہو سکتا ہے یعنی انبیاء و اولیاء (معاذ اللہ) خدا بن سکتے ہیں۔ استغفر اللہ ای حضرت توبہ کیجیے اگر علم ماکان و مایکون کا اثبات کسی مخلوقات کے لیے بتعلیم الٰہی شرک ہوتا تو اک لحظہ کے لیے بھی شرک ہوتا۔ اور جب آپ تھوڑی دیر کے لیے مان رہے ہیں تو ہمیشہ کے لیے تسلیم کرنا بھی شرک نہیں ہو سکتا۔ پھر کسیطرح ممکن نہیں کہ آپ یہ ثابت کر سکیں کہ وہ علم تھوڑی دیر کے بعد جاتا رہا۔ اور اگر ممکن ہو تو ھاتوا برھانکم اور یہ تو عجب بات کی کہی کہ سب معجزات کا یہی حال ہی کہ انھیں بقا نہیں ہوتی۔ کیا خوب! ابھی حضور کو معجزات کا حال معلوم نہیں۔ فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا سایہ نہ تھا تو آپ کے قاعدہ کے بموجب تو تھوڑی دیر کے لیے یہ معجزہ رہنا چاہیے تھا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ملاحظہ ہو مدارک التنزیل مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر صـ۱۳۲ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَنَا قَاطِعٌ بِکِذْبِ الْمُنَافِقِیْنَ لِاَنَّ اللّٰہَ عَصَمَکَ مِنْ وُقُوْعِ الذُّبَابِ عَلٰی جِلْدِکَ لِاَنَّہٗ یَقَعُ عَلَی النَّجَاسَاتِ وَفِیْہِ اَیْضًا قَالَ عُثْمَانُ اِنَّ اللّٰہَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ الظِّلِّ اب آیات و احادیث و اقوال اکابر امت اور خود مخالفین کے اقرار و تسلیم سے نبی کریم رؤف و رحیم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے لیے علم ماکان و مایکون ثابت ہوگیا اور یہی مدعا تھا۔ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ تو بصراحت نہایت مدلل لکھا گیا۔

اب میں حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ۔ اعلاء کلمۃ الحق کا رد شروع کرتا ہوں۔

وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

مولوی حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ
اعلاء کلمۃ الحق کا رد

قولہ الحق ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ کی اسکی شان ہے۔ ہمارا یہی ایمان ہے (اور حاشیہ پر ہے) اور مولف اعلام الاذکیاء نے اپنے رسالے کے آخر میں یوں لکھا ہے (وصلی اللہ علی من ھو الاول و الاخر و الظاہر و الباطن و ھو بکل شیٔ علیم)

اقول مولف اعلاء کلمۃ الحق نے گویا یہ اعتراض کیا کہ مولف اعلام الاذکیاء یعنی جناب مولانا مولوی شاہ محمد سلامت اللہ صاحب نے جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں ھو الاول و الاخر الخ لکھا اور یہ جناب حق سبحنہ تعالی کے ساتھ خاص ہے۔ پس مخفی نہ رہے کہ یہ کلمات جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں بیان کرنا نہ شرک ہو نہ گناہ جیسا کہ جانب مخالف نے سمجھا بلکہ ایسے کلمات وصف جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لانا جایز اور اکابر امت کا طریقہ ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ کے خطبہ میں فرماتے ہیں ھو الاول و الاخر و الظاہر و الباطن و ھو بکل شیٔ علیم ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر ثنای الٰہیست تعالی وتقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریاے خود خواندہ وہم متضمن نعت حضرت رسالت پناہی ست کہ وے سبحنہ او را بداں تسمیہ و توصیف فرمودہ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی توصیف میں یہ الفاظ کہنا درست اور علماء امت کا طریقہ ہے بلکہ خود حضرت حق سبحنہ تعالی نے رسول اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کلمات فرماے ہیں۔ پس اب منکرین جو ان کلمات کو جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں ناروا جانتے ہیں خداے کریم مولاے رحیم پر کیا اعتراض کرینگے کہ اس نے خود حضرت کی شان میں یہ کلمات فرمائے ہ

یگانۂ زمانہ جناب الحاج حضرت مولانا المولوی احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی ظلہ

ع

اس عبارت میں رد السیف مولفہ مولوی عبدالکریم کو جینی کا بھی رد ہو گیا جو انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ یہ صفات جناب باری کی ہیں حضرت کے لیے ثابت نہیں۔ ۱۲

نے اپنے رسالہ مبارکہ جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ صفحہ میں نقل فرمایا علامہ محمد بن احمد بن محمد
بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں
سلام کیا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر
السلام علیک یا باطن میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عز و جل کی ہیں کہ اسی کو
لائق ہیں۔ مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں جبریل نے عرض کی کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ
حضور پر یوں سلام عرض کروں اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین
پر ان سے خصوصیت بخشی۔ اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے وسماک
بالاول لانک اول الانبیاء خلقا وسماک بالاخر لانک آخر الانبیاء فی العصر و
خاتم الانبیاء الی آخر الامم حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں
مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں موخر و خاتم الانبیاء و نبی است
آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے
ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوۃ و السلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا۔ پھر مجھے حضور
پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا اور ہزار سال بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے
حضور کو مبعوث کیا۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکتا سورج
حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت
کو تمام اہل سموات و ارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجی
ہو۔ اللہ حضور پر درود بھیجے فربک محمود و ربک الاول والاخر والظاہر و
الباطن وانت الاول والاخر والظاہر والباطن پس حضور کا رب محمود ہے اور
حضور محمد حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے۔ حضور اول و آخر ظاہر و باطن ہیں۔
حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلے آلہ و اصحابہ و بارک وسلم نے فرمایا الحمد للہ الذی فضلنی
علی جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی سب خوبیاں اللہ عز و جل کو کہ جس نے مجھے تمام
انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں انتہی۔

قولہ اس علم غیب کے باب میں دو فرقے ہوگئے جس سے عوام خلجان میں پڑ گئے۔ ایک وہ گروہ جو پرانی چال ڈھال پر جما ہوا ہے یعنی جنکا عقیدہ سلف صالح کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ علم غیب جس کا ایک شمہ اس راقم نے لکھا یہ علم بذاتہ تعالیٰ مختص ہے۔ دوسرا گروہ جنکو ایجاد و اختراع کی فرصتیں ملیں ان لوگوں نے تیرہویں صدی میں اپنا خیال دگرگوں ظاہر کیا یعنی سوائے رب العزۃ دوسروں کے لیے بھی علم غیب کے قائل ہوئے۔

اقول مولف اعلاء کلمۃ الحق نے دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرنے میں انصاف کا خون ناحق کیا ہے۔ پہلے فریق کا عقیدہ پورا ظاہر نہیں کیا۔ خیر اب میں دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرتا ہوں۔ **فریق اول یعنی وہابی** جسکو جناب مخالف یعنی مولف اعلاء کلمۃ الحق نے سلف صالح کے موافق بتایا ہے اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیم کا علم شیطان لعین کے علم سے بھی کم ہے {نعوذ باللہ من ذلک} چنانچہ **براہین قاطعہ** جو اس فریق کی قابل فخر کتاب ہے صفحہ ۵۱ میں موجود ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اے حضرت جناب مخالف صاحب آپ نے اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے عقیدہ میں اُسکے یہ تقریر بیان نہ کی۔ اب ذرا انصاف تو فرمائیے کہ شیطان اور ملک الموت کے لیے وسعت نص سے ثابت مان لی۔ اور فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اس وسعت کا قائل ہونا شرک بتا دیا۔ اسکے کیا معنی۔ اگر بفرض محال یہ وسعت غیر خدا کے لیے تجویز کرنا اور مان لینا شرک ہے تو بھلا شیطان اور ملک الموت کے لیے تسلیم کرنا کیوں شرک نہیں۔ اور اسپر طرہ یہ کہ وہ نص سے ثابت کر رہا ہے یعنی اسکا مطلب یہ ہے کہ شرک نص سے ثابت ہے {معاذ اللہ} اب جناب مخالف سے سوال ہے کہ کیا وہ ایسے اس سلف صالح کے موافق کو مسلمان کہیں گے جسنے نعوذ باللہ خدائے پاک اور قرآن مجید دونوں کو مشرک گر بنایا۔ ظلم ہے کہ شرک نص سے ثابت بتایا۔ اگر سلف صالح کی موافقت اسیکا نام ہے اور آپ کے سلف صالح ایسے ہی تھے تو ہمارا اُنکو سلام ہے۔ خدا ہمکو اور سب مسلمانوں کو اُن کی موافقت سے محفوظ رکھے۔:۔

دوسرے یہ کہ جناب مخالف نے اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صفحہ میں لکھا ہے کہ حضرت

خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمیں حرکات ارادیہ کہ ہم جب چاہیں حرکت کریں ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال خارقہ ظاہر فرمائیں۔ ایک صفت دی جس سے وہ ملائکہ کو اسطرح دیکھتے ہیں جسطرح بینا ایک صفت غیب کی ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں **مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی** نقد النصوص **شرح الفصوص** میں تحریر فرماتے ہیں وَذٰلِکَ لِاَنَّ الْحَقِیْقَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ الَّتِیْ فِیْ صُوْرَۃِ الْاِسْمِ الْجَامِعِ الْاِلٰھِیِّ الَّتِیْ تَرُبُّ صُوَرَ الْعَالَمِ کُلَّھَا بِالرَّبِّ الظَّاھِرِ مِنْھَا فَلَابُدَّ لَھَا مِنَ الْاِتِّصَافِ بِصِفَاتِ الْاُلُوْھِیَّۃِ کُلِّھَا مِنَ الْعِلْمِ الشَّامِلِ وَالْقُدْرَۃِ الْکَامِلَۃِ وَغَیْرِھِمَا یَتَصَرَّفُ فِیْ اَعْیَانِ الْعَالَمِ عَلٰی حَسْبِ اِسْتِعْدَادَاتِھَا وَلٰکِنَّ ذٰلِکَ اِنَّمَا ھُوَ مِنْ جِھَۃِ حَقِیْقَتِھَا لَا مِنْ جِھَۃِ بَشَرِیَّتِھَا حقیقت محمدیہ صورۃ اسم جامع میں تمامی صور عالم کے ربوبیت فرماتی ہے اسکے لیے علم شامل قدرت کاملہ وغیرہ جمیع صفات الٰہیہ سے متصف ہونا ضروری ہے۔ وہ اعیان عالم میں حسب استعداد انہا متصرف ہے۔ صاحب ازالۃ الغار نے صفہ اس عبارت کے جواب سے عاجز ہوکر لکھدیا کہ یہ حجت ہی نہیں۔ کیا خوب **ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ المفاتیح جلد** اصفحہ میں تحریر فرماتے ہیں اِنَّ لِلْغَیْبِ مَبَادِیَ وَلَوَاحِقَ فَمَبَادِیْھَا لَا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ وَاَمَّا اللَّوَاحِقُ فَھُوَ مَا اَظْھَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی بَعْضِ اَحِبَّائِہٖ لَوْحَۃَ عِلْمِہٖ وَخَرَجَ بِذٰلِکَ عَنِ الْغَیْبِ الْمُطْلَقِ وَصَارَ غَیْبًا اِضَافِیًّا وَذٰلِکَ اِذَا تَنَوَّرَتِ الرُّوْحُ الْقُدْسِیَّۃُ وَازْدَادَ نُوْرُ اِنْتِھَائِھَا وَاِشْرَاقُھَا بِالْاِعْرَاضِ عَنْ ظُلْمَۃِ عَالَمِ الْحِسِّ وَتَجْلِیَۃِ الْقَلْبِ عَنْ صَدَاءِ الطَّبِیْعَۃِ وَالْمُوَاظَبَۃِ عَلَی الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَفَیَضَانِ الْاَنْوَارِ الْاِلٰھِیَّۃِ حَتّٰی یَقْوَی النُّوْرُ وَیَنْبَسِطُ فِیْ فَضَاءِ قَلْبِہٖ وَتَنْعَکِسُ فِیْہِ النُّقُوْشُ الْمُرْتَسِمَۃُ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَیَطَّلِعُ عَلَی الْمُغَیَّبَاتِ وَیَتَصَرَّفُ فِیْ عَالَمِ السُّفْلٰی بَلْ یَتَجَلّٰی حِیْنَئِذٍ الْفَیَّاضُ الْاَقْدَسُ بِمَعْرِفَتِہِ الَّتِیْ ھِیَ اَشْرَفُ الْعَطَایَا فَکَیْفَ بِغَیْرِھَا خلاصہ یہ کہ غیب کے مبادی پر کوئی ملک مقرب و نبی مرسل مطلع نہیں البتہ غیب کے لواحق پر اللہ تعالٰی نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہے جسکے علوم میں لوح کا علم بھی ہے۔ اور یہ غیب اضافی ہے۔ اور یہ جب ہے کہ جب روح قدسیہ

منور ہوتی ہو اور عالم حس کی ظلمت اور تاریکی سے اعراض کرنے دل صاف ہونے علم و عمل پر مواظبت کرنے اور انوار الٰہیہ کے فیضان کے باعث اسکی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہو۔ یہانتک کہ اُسکے دل میں نور قوی اور منبسط ہوجاتا ہے اور لوح محفوظ کے نقوش اُسمیں منعکس ہوجاتے ہیں۔ اور یہ مغیبات پر مطلع ہوجاتا ہے اور عالم سفلی میں تصرف کرتا ہے بلکہ اسوقت خود فیاض اقدس جل شانہ اپنی معرفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور یہی بڑا عطیہ ہو جب یہی حاصل ہوا تو اور کیا رہ جائے گا۔ اس عبارت سے یہ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے احباب کے دل میں ایسا روشن نور عطا فرماتا ہے جسمیں لوح محفوظ اسطرح منعکس ہوجاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت اس نور پاک سے اللہ جل شانہ کے احباب غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں۔ عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ بلکہ خود حق جل جلالہ ان کے دلوں میں تجلی فرماتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو انبیا اولیا ہی اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں اور یہ رتبے انہیں کو حاصل ہیں۔ مگر براہین قاطعہ مولفہ خلیل احمد انبیٹھی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے صفحہ ۴۷ میں یہ لکھا ہو۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہو عبارت مسطورہ بالا کو ملحوظ رکھکر یہ عبارت پڑھیے تو بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اس قول کے قائل کے نزدیک (معاذ اللہ) فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے احباب میں سے نہیں ہیں جو انہیں وسعت علمی حاصل ہوتی۔ اگر ہیں تو شیطان و ملک الموت اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں جنکی وسعت علمی نص سے ثابت ہو (استغفر اللّٰہ العلی العظیم) علامہ علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ علوم حق سبحانہ تعالی اپنے دوستوں کو عطا فرماتا ہے اور براہین قاطعہ میں صراحت کہ شیطان و ملک الموت کی وسعت علمی نص سے ثابت تو پھر ملک الموت اور شیطان لعین اللہ کے دوستوں میں کیوں نہوں۔ استغفر اللہ شیطان لعین دشمن خدا اور رسول کے لیے اثبات علوم کرنا اور فخر عالم حبیب اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم کا نام پاک آتے ہی منکر ہوجانا کیا ایمان ہو۔ مولانا پہلے ہی کیا خوب فرما گئے ہیں۔

از نبی بر خوان کہ دیو و قوم او		مے برند از حال انسان خفیہ بو

از رہ کالنسان ازاں آگاہ نیست ‌ ‌ زانکہ زیں محسوس زیں اشباہ نیست

چون شیاطیں باپلیدی ہائے خویش ‌ ‌ واقفند از سرہا در فکر و کیش

پس چرا جانہائے روشن در جہان ‌ ‌ بیخبر باشند از حال نہان

در سرایت کمتر از دیوان شدند ‌ ‌ روحہا کہ خیمہ برگردوں زدند

دیو دزدانہ سوئے گردوں رود ‌ ‌ از شہاب او محرق و مطعون شود

آن ز رشک روحہائے دل پسند ‌ ‌ از فلک شاں سرنگوں مے افگنند

تو اگر شلی و لنگ و کور و کر ‌ ‌ ایں گماں بر روحہائے مہ مبر

شرم دار و لاف کم زن جان مکن ‌ ‌ کہ بسے جاسوس ہست از سوئے تن

ایں طبیبان بدن دانشور اند ‌ ‌ بر سقام تو ز تو واقف تراند

تا ز قارورہ ہمی بینند حال ‌ ‌ کہ ندانی تو ازاں رو اعتلال

ہم ز نبض و ہم ز رنگ و ہم ز دم ‌ ‌ بو برند از تو بہر گونہ سقم

پس طبیبان الٰہی در جہاں ‌ ‌ چوں ندانند از تو اسرار نہان ٤

قول و فعل آں بول بحوراں بود ‌ ‌ کہ طبیب جسم را برہاں بود

واں طبیب روح در جانش بود ‌ ‌ وز رہ جاں اندر ایمانش رود

ہست پیشش سرِ ہر اندیشۂ ‌ ‌ چون چراغے در درون شیشۂ

حاجتش نبود بفعل و قول خوب ‌ ‌ احذروہم ہم جواسیس القلوب

ایں طبیبانِ نو آموزند خود ‌ ‌ کہ بدیں آیاتِ شان حاجت بود

کاملاں از دور نامت بشنوند ‌ ‌ تا بقعر تار و پودت در روند

بلکہ پیش از زادنِ تو سالہا ‌ ‌ دیدہ باشندت بچندیں حالہا

حال تو دانند یک یک مو بمو ‌ ‌ زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

٦

علامہ بوصیری رح قصیدۂ بردہ میں فرماتے ہیں

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَہَا ‌ ‌ وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

اے نبی مکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپکے دریائے عطا و سخا میں سے دنیا و عقبیٰ ہے اور

بحملہ آپ کے علوم کے لوح و قلم کا علم ہے۔ اور قرآن شریف میں وارد ہے وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ یعنی لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے علامہ شیخ ابراہیم بیجوری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں فَاِنْ قِيْلَ اِذَا كَانَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ بَعْضَ عُلُوْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا الْبَعْضُ الْاٰخَرُ اُجِيْبَ بِاَنَّ الْبَعْضَ الْاٰخَرَ هُوَ مَا اَخْبَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِنْ اَحْوَالِ الْاٰخِرَةِ لِاَنَّ الْقَلَمَ اِنَّمَا كَتَبَ فِي اللَّوْحِ مَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فقط یعنی اگر شبہ کیا جاوے کہ جب علم لوح و قلم حضور کے علوم کا بعض ٹھیرا تو اور حضور کے علوم میں باقی کیا رہ گیا تو یہ جواب دیا جاوے کہ باقی احوال آخرۃ ہیں جنکی اللہ جل شانہ نے حضور کو اطلاع فرمائی کیونکہ قلم نے لوح میں قیامت تک کے امور ہی تو لکھے ہیں علامہ علی قاری حل العقدہ شرح البردہ میں فرماتے ہیں وَكَوْنُ عِلْمِهِمَا مِنْ عُلُوْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عُلُوْمَهٗ تَتَنَوَّعُ اِلَى الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ وَحَقَائِقَ وَعَوَارِفَ وَمَعَارِفَ تَتَعَلَّقُ بِالذَّاتِ وَالصِّفَاتِ وَعِلْمُهُمَا يَكُوْنُ نَهْرًا مِنْ بُحُوْرِ عِلْمِهٖ وَحَرْفًا مِنْ سُطُوْرِ عِلْمِهٖ یعنی لوح و قلم کے علوم کا آپ کے علوم میں سے ہونے کا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں طرف کلیات و جزئیات و حقائق و عوارف و معارف کی جو ذات و صفات سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک سطر ہیں علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ وَاتَّفَقَتْ مَعَانِيْهَا عَلٰى اِطِّلَاعِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْغَيْبِ وَلَا يُنَافِي الْاٰيَاتِ الدَّالَّةَ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ لِاَنَّ الْمَنْفِيَّ عِلْمُهٗ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ اَمَّا اِطِّلَاعُهٗ عَلَيْهِ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ فَمُحَقَّقٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اخبار متواتر ہیں اور انکے معانی اسپر متفق ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں اور یہ آیات نافیہ غیب عن غیر اللہ کے منافی نہیں کیونکہ جہاں نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن حضرت فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام

[illegible]

کہ با علام الٰہی مطلع ہونا الا من ارتضیٰ من رسول سے ثابت ہے۔ **روح البیان میں ہے**
وَقَدِ انْعَقَدَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلَمُ الْخَلْقِ وَاَفْضَلُھُمْ
یعنی اس پر اجماع ہوگیا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ تمام مخلوقات سے زیادہ علم اور فضیلت
رکھتے ہیں **علامہ علی قاری شرح شفا جلد اول** صفحہ ۲۰۶ میں کہتے ہیں فصل
(وَمِنْ مُعْجِزَاتِہِ الْبَاھِرَۃِ) اَیْ اٰیَاتِہِ الظَّاھِرَۃِ (مَا جَمَعَہُ اللّٰہُ لَہٗ مِنَ
الْمَعَارِفِ) اَیِ الْجُزْئِیَّۃِ (وَالْعُلُوْمِ) اَیِ الْکُلِّیَّۃِ وَالْمُدْرَکَاتِ
الظَّنِّیَّۃِ وَالْیَقِیْنِیَّۃِ اَوِ الْاَسْرَارِ الْبَاطِنَۃِ وَالْاَنْوَارِ الظَّاھِرَۃِ
(وَخَصَّہٗ مِنَ الْاِطِّلَاعِ عَلٰی جَمِیْعِ مَصَالِحِ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ) اَیْ مَا یُکْمَلُ
بِہٖ اِصْلَاحُ الْاُمُوْرِ الدُّنْیَوِیَّۃِ وَالْاُخْرَوِیَّۃِ حاصل اس عبارت کا
یہ ہے کہ فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے وہ ہے
جو اللہ پاک جل شانہ نے آپکے لیے عطا فرمایا۔ معارف جزئیہ علوم کلیہ مدرکات ظنیہ و یقینیہ اور
اسرار باطنہ انوار ظاہرہ میں سے۔ اور آپکو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دینے
کے ساتھ خاص کیا۔ **روح البیان جلد ثالث ص۱۰۸ میں ہے** وَفِی الْحَدِیْثِ
سَاَلَنِیْ رَبِّیْ اَیْ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اُجِیْبَہٗ فَوَضَعَ یَدَہٗ
بَیْنَ کَتِفَیَّ بِلَا تَکْیِیْفٍ وَلَا تَحْدِیْدٍ اَیْ یَدَ قُدْرَتِہٖ لِاَنَّہٗ سُبْحَانَہٗ
مُنَزَّہٌ عَنِ الْجَارِحَۃِ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا فَاَوْرَثَنِیْ عُلُوْمَ الْاَوَّلِیْنَ
وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلَّمَنِیْ عُلُوْمًا شَتّٰی فَعِلْمٌ اَخَذَ عَھْدًا عَلٰی کِتْمَانِہٖ وَھُوَ
عِلْمٌ لَا یَقْدِرُ عَلٰی حَمْلِہٖ غَیْرِیْ وَعِلْمٌ خَیَّرَنِیْ فِیْہِ وَعِلْمٌ اَمَرَنِیْ
بِتَبْلِیْغِہٖ اِلَی الْخَاصِّ وَالْعَامِّ مِنْ اُمَّتِیْ وَھِیَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ وَالْمَلَکُ
کَمَا فِیْ اِنْسَانِ الْعُیُوْنِ **شیخ عبد الحق محدث دہلوی** رحمۃ اللہ علیہ مدارج
النبوۃ میں اسی حدیث کا مضمون یوں ادا فرماتے ہیں پرسید از من پروردگار من چیزے

پس نتوانستم کہ جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود در میان دو شانہ من بکیفیتے
بے تحدید پس یافتم برد آنرا در سینہ خود پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع

علم را علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ باہیچکس نگویم وہیچکس طاقت برداشت آن ندارد

جز من وعلمی بود کہ مخیر گردانید مرا در اظہار وکتمان آن وعلمی بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آن بخاص

وعام از امت من۔ ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ شب معراج میں مجھ سے میرے پروردگار تبارک و تعالی نے کچھ دریافت فرمایا میں

جواب نہ دے سکا۔ تو اُس نے اپنا دست قدرت بغیر کیف وتحدید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ کیونکہ حق سبحانہ وتعالی جوارح سے منزہ اور پاک ہے۔ پھر تحدید و تکییف کیسی۔

حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اُسکی سردی اپنے سینہ میں پائی۔ پس

مجھے اولین وآخرین کے علوم عطا فرمائے اور چند علم اور تعلیم فرمائی جنمیں سے ایک علم وہ ہے

جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اسکے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے

ایک علم وہ جسکا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک وہ علم جسکے تبلیغ کا حکم فرمایا کہ میں اپنی امت کے ہر خاص و

عام کو پہونچادوں اور حضرت کی امت انسان اور جن اور فرشتے ہیں۔ ایسا ہی انسان العیون

میں ہی تفسیر لباب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ مصر جلد رابع صـ ٢٤٦

میں ہے وقولہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَیہِ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ

بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَاوِیْلُہٗ اَنَّ المُرَادَ بِالْیَدِ المِنَّۃُ وَالرَّحْمَۃُ وَذٰلِکَ شَائِعٌ

فِیْ لُغَۃِ الْعَرَبِ فَیَکُوْنُ مَعْنَاہُ عَلٰی ھٰذَا الْاِخْبَارُ بِاِکْرَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِیَّاہُ وَ

اِنْعَامِہٖ عَلَیْہِ بِاَنْ شَرَحَ صَدْرَہٗ وَنَوَّرَ قَلْبَہٗ وَعَرَّفَہٗ مَا لَا یَعْرِفُہٗ اَحَدٌ

حَتّٰی وَجَدَ بَرْدَ النِّعْمَۃِ وَالْمَعْرِفَۃِ فِیْ قَلْبِہٖ وَذٰلِکَ لِمَا نَوَّرَ قَلْبَہٗ وَشَرَحَ

صَدْرَہٗ فَعَلِمَ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ بِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِیَّاہُ وَاِنَّمَا

اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ اس عبارت سے ثابت ہوا

کہ حضرت حق سبحنہ تعالی اپنے کرم سے حضور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ

وبارک وسلم کا سینہ مبارک کھول دیا اور قلب شریف کو منور فرمایا اور حضور کو وہ معرفت عطا

کی جو کسی ایک مخلوق کو بھی حاصل نہیں۔ یہانتک کہ حضور نے اُس نعمت و معرفت کی سردی

اپنے قلب شریف میں پائی اور جب آپکا دل منور ہوگیا اور سینہ مبارک کھل گیا پس حضور صلی اللہ

معلوم ہوا کہ حضور کو علوم عطا ہوئے۔

انسان اور جن اور ملائکہ سب حضور کے امتی ہیں۔

تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں اور انکے ما فیہا کا علم بتعلیم الٰہی حاصل ہوا فالحمد للہ حمدًا کثیرا طیبًا مبارکًا فیہ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ہرچہ در دنیاست از زمان آدم تا نفخہ اولیٰ بروی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم گردید و یاران خود را نیز بعضے از ان احوال خبر داد یعنی آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے نفخہ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منکشف فرما دیا تھا یہاں تک کہ تمام احوال اول سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور نے اپنے اصحاب کو اسمیں سے بعض کی خبر دی شیخ سلیمان جمل رحمہ اللہ تعالیٰ فتوحات احمدیہ میں امام بوصیری رحمہ اللہ تعالےٰ کی ارشاد

وَسِعَ العالمین علما وحلما فھو بحر لم تعیہ الاعیاء

کی شرح میں فرماتے ہیں اَیْ وَسِعَ علمہ علوم العالمین الانس والجن وَالْمَلٰئِکَۃ لِاَنَّ اللّٰہ تَعَالیٰ اطلعہ عَلَی الْعَالَمِ کلہ فَعَلِمَ علم الاَوَّلِیْنَ وَالاٰخِرِیْنَ ماکان وَمَا یَکُوْنُ وَحسبک علمہ بِعُلُوْمِ الْقُرْاٰن وَقَدْ قَالَ اللّٰہ تعالیٰ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا علم عظیم انسانوں جنوں۔ فرشتوں کے سب کے علم سے وسیع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر مطلع فرمایا ہے علوم اولین و آخرین وماکان ومایکون کے عطا فرمائے۔ اور آپکا تو علوم قرآن ہی کا عالم ہونا بہت کافی ہے۔ حق سبحٰنہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے کتاب میں کوئی چیز چھوڑ نہ دی۔ اب ایسی ایسی نصریحوں کے بعد بھی جن دلوں میں شبہے رہ جائیں اور اطمینان حاصل نہ ہو انکا کچھ علاج نہیں بجز اسکے کہ جناب باری عز اسمہ سے دعا کیجائے کہ اے پروردگار بطفیل نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دلوں میں قبول حق کے مادے پیدا کر اور توفیق انصاف عطا فرما۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے نیازمندوں کے علوم کا بھی ذکر کریں جس سے شان عالی رسول علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات

کی ظاہر ہوا در یہ معلوم ہو جاوے کہ جنکو بحورِ علم سید کونین صلوات اللہ علیہ وسلامہ کا ایک قطرہ مرحمت ہوا بلکہ اس سے بھی کمتر انکی وسعت علمی کس درجہ کی ہی۔ علامہ علی قاری رحمہ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد (۲) صہ۶ میں فرماتے ہیں قَالَ الْقَاضِی اَلنُّفُوْسُ الزَّکِیَّۃُ الْقُدْسِیَّۃُ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِیَّۃِ عَرَجَتْ وَاتَّصَلَتْ بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی وَلَمْ یَبْقَ لَھَا حِجَابٌ فَتَرَی الْکُلَّ کَالْمُشَاھَدِ بِنَفْسِھَا اَوْ بِاِخْبَارِ الْمَلَکِ لَھَا وَفِیْہِ سِرٌّ یَطَّلِعُ عَلَیْہِ مَنْ تَیَسَّرَ لَہٗ انتھی! اس عبارت سے ثابت ہوا کہ نفوس زکیہ قدسیہ جب علائق بدنیہ سے عروج کرکے ملاءِ اعلےٰ کے ساتھ متصل ہوجاتے ہیں اور انکو کوئی حجاب نہیں رہتا ہے تو وہ سب کو مثل مشاہد کے دیکھتے ہیں۔ اسیطرح صاحب کتاب الابریز نے صہ۲۵ میں اپنے شیخ عارف عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اولیا کا مخلوقات ناطقہ صامتہ وحوش حشرات زمین وآسمان بستاروں وغیرہا تمام عالم کا مشاہدہ کرنا نقل کیا ہی جاکی وہ عبارت یہ ہی وَلَقَدْ رَأَیْتُ رَبَّنَا بَلَغَ مَقَامًا عَظِیْمًا وَھُوَ اَنَّہٗ یُشَاھِدُ الْمَخْلُوْقَاتِ النَّاطِقَۃَ وَالصَّامِتَۃَ وَالْوُحُوْشَ وَالْحَشَرَاتِ وَالسَّمٰوٰتِ وَنُجُوْمَھَا وَالْاَرْضِیْنَ وَمَا فِیْھِمَا وَکُرَۃَ الْعَالَمِ بِاَسْرِھَا تَسْتَمِدُّ مِنْہُ وَیَسْمَعُ اَصْوَاتَ وَکَلَامَھَا فِیْ لَحْظَۃٍ وَاحِدَۃٍ وَیَمُدُّ کُلَّ وَاحِدٍ بِمَا یَحْتَاجُہٗ وَیُعْطِیْہِ مَا یُصْلِحُہٗ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَشْغَلَہٗ ھٰذَا بَلْ اَعْلَی الْعَالَمِ وَاَسْفَلُہٗ بِمَنْزِلَۃِ مَنْ ھُوَ فِیْ حَضْرَۃٍ وَاحِدَۃٍ عِنْدَہٗ۔ اور زرقانی شرح مواہب کی عبارت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبدۃ الاسرار میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالے عنہ کا ارشاد اور مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالے کے نفحات الانس سے حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ کا ارشاد اور فقہ اکبر اور جامع کبیر اور طبرانی اور ابونعیم سے حارث ابن مالک انصاری کی روایت اور مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حضرت زید کا قصہ اور امام شعرانی کی کبریت احمر کی عبارت اور حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالی عنہ کے قصیدۂ خمریہ کا شعر منہ آیۂ کریمہ

[illegible]

وکذٰلک جعلنٰکم امۃ الآیہ کے بحث میں نقل کیے جاوینگے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ الطاف القدس میں فرماتے ہیں چون رفتہ رفتہ سخن بحقائق غامضہ افتاد از ان حالت نیز رمزے باید گفت چون آب از سر گذشت چہ یک نیزہ وچہ یک مشت کمال عارف از حجر بحث بالاتر میرود نفس کلیہ بجائے جسد عارف مے شود ذات عارف بجائے روح او ہمہ عالم را طبعاً بعلم حضوری درخود بیند ان عبارتوں سے تو اولیاء اللہ تعالیٰ کے لیے تمام جہان کا علم ثابت ہوا مگر لطف تو جب ہے کہ منکر اقرار کرے مخالف مان لے۔ اب ذرا صراط المستقیم مطبوعہ مطبع مجتبائی ص ١١١ ملاحظہ ہو کہ اسمیں امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں **افادہ** (۱) برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا وسیر امکنہ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کہ طریقش درفصل اول مفصلاً مذکور شد پس باستعانت ہمان شغل بہر جا میکہ از زمین وآسمان وبہشت ودوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید واحوال آنجا دریافت کند وبا اہل آن مقام ملاقات سازد۔ ان قدوۃ المخالفین امام المنکرین مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کی عبارت سے تو مخالفین کو پسینہ آگیا ہوگا اور شرم سے آنکھیں نیچی ہوئی جاتی ہونگی کہ جس چیز کے ثبوت کا تمام قوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے انکار کر رہی ہے اسکو امام الطائفہ نے خاص اولیاء کے لیے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنے والے کے لیے ثابت کر دیا۔ اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور انکے مقامات اور امکنہ زمین وآسمان جنت ودوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے لیے دورہ کا شغل کرے اب ذرا انصاف کیجیے کہ دورہ کا شغل کرنے والونکو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہو جائے جسمیں ہر شئے کا علم موجود ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم نہ ہو۔ ہائے ہائے دورہ کا شغل کرنے والوں اپنے مریدوں معتقدوں تک کے لیے تو لوح محفوظ کا علم ثابت کرنا اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے انکار کر جانا کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے کیوں صاحب یہی لوح محفوظ کا علم ہے جس کا نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے لیے ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہے۔ آج وہی علم دورہ کا شغل کرنے والوں کے لیے ثابت کیا جاتا ہے

اور شرک نہیں ہوتا۔ کیا حب مصطفےٰ عظمت حبیب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسیکا نام ہے۔
شرم! شرم!! شرم!!! پھر اسی مونہ سے یہ کہنا کہ زمین آسمان بہشت دوزخ کے جس مقام
میں جسوقت چاہیں متوجہ ہوکر سیر کریں جب چاہیں وہاں کے حالات دریافت کرلیں۔
وہاں کے ساکنین سے ملاقات کرلیں جیساکہ عبارت صراط المستقیم سے صاف ظاہر ہے۔ اور
اسی مونہ سے یہ کہدینا کہ اسطرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہوکر جب چاہے کرلیجے۔ یہ اللہ
صاحب ہی کی شان ہو کسی ولی نبی جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام زادے کو بہوت وپری کو
اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں۔ (از تقویۃ الایمان
صـ۲۰ اور ایسا ہی رسالہ علیہ کے صـ۳ میں ہے) صاحبو آپ نے اس شخص کی حالت دیکھی کہ دیکھا
تو جنت و دوزخ زمین و آسمان کی سیر لوح محفوظ کی اطلاع تک دورہ کا شغل کرنے والوں کے
لیے ثابت کردی اور یہاں کسی غیب کی بات کا دریافت کرلینا اس شخص کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
تک کے لیے بتعلیم الٰہی بھی مسلم نہیں۔ پھر صراط المستقیم کے صـ۱۶۵ میں ملاحظہ فرمایئے جہاں اپنے
پیر کی نسبت لکھا ہے۔ تا اینکہ کمالات طریق نبوۃ بذروۂ علیاے خود رسید والہام و کشف
بعلوم حکمت انجامید۔ عجب حال ہو ان حضرات کا کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلام بارے جس بات کے ثبوت کا
انکار کرتے ہیں اپنے پیر کے لیے وہی ثابت کرتے جاتے ہیں۔ بہرحال اگرچہ مخالفین نے اس مسئلہ میں
بہت سی سختیاں کی ہیں اور انکار میں بہت سرگرم ہیں مگر پھر بھی مجبوری کہیں کہیں انکو کہنی
پڑہی گئی ہے۔ اب میں دکھاتا ہوں کہ مخالفین نے کہاں کہاں اور کیسے کیسے اقرار کیے ہیں۔
براہین قاطعہ مولفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صـ۲۴
سطر۱۸ میں ہے۔ اُن اولیاء کو حق تعالےٰ نے کشف کردیا کہ انکو یہ جمہور علم حاصل ہوگیا۔ اگر اپنے
فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے۔ ممکن ہو۔ مگر ثبوت فعلی اس کا
عطا کیا ہے کس نص سے ثابت ہو۔ ذرا ارباب عقل توجہ فرماویں کہ اولیاء کے لیے تو کشف تسلیم
کرلیا۔ اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے صرف ممکن ماننا اور ثبوت فعلی کا انکار کرنا یا جب
بہت سی نصیں موجود ہیں تو یہ کہدیا کس نص سے ثابت ہو اور اولیاء کے لیے ثبوت فعلی تسلیم
کرلیا۔ یہ بھی غنیمت سمجھو جو ممکن کہدیا۔ ورنہ آجتک تو شرک ہی کہا کیے ہیں۔ اب زبان سے ممکن

نکلا ہی اور اولیاء کے لیے مواقع مانا ہی۔ کس قدر شرم کی بات ہی کہ جو علوم اولیاء کے لیے تسلیم کرلیے پھر انبیا اور ائمہ میں سے بھی سید الانبیا صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم کے لیے تسلیم نہ کیے۔ اللہ ایمان دے اور ہدایت نصیب کرے **سہم الغیب** مولفہ عبد المجید بریلوی صـ۱۴ سطر۶ میں ہی

کوئی کہہ سکتا ہی کہ البتہ یہ کلام تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماعدا میں نا قدر و تام ہی لیکن حقیقتہ محمدیہ سو وہ صوفیہ کرام کے نزدیک جامع شیون الٰہیہ و کونیہ ہی اور مرتبہ تعین اول کا ہے جس کو حقیقتہ الحقائق بھی کہتے ہیں تو اب آنحضرت کو علم محیط ہونا چاہیے جواب اسکا یہ ہی کہ اگر یہ کلام مسلم ہی تو صوفیہ کرام سے یہ کلام حضرت کے عین ثابتہ میں واقع ہوا ہی اور ہمارا کلام منزل خامس میں ہی۔ ہمکیں اس موقع پر صرف یہ دکھانا ہی کہ منکرین علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقرار کرتے چلے جاتے ہیں اور جو سقم یا خوش لیاقتیاں حضرات کی ہیں انکا بیان اسوقت مد نظر نہیں ہی **نصیحۃ المسلمین** صـ۶ سطر۱ میں مولوی خرم علی صاحب لکھتے ہیں۔

سوال بعضے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے بہت چیزوں کی خبر دی ہی کہ آگے یوں ہوگا۔ اگر علم غیب انکو نہ تھا تو خبر کیونکر دی اور اولیاء کا بھی اسیطرح حال ہی دیکھو فلانے بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلانے روز مرینگے ویسا ہی ہوا اور کسی سے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے سو چار ہی ہوئے اسکا **جواب** یہ ہی کہ یہ انکو اللہ کے بتانے سے ہوا تھا اسکو علم غیب نہیں کہتے۔ ایصاحب یہ کون کہتا ہے کہ انبیاء کو بے تعلیم الٰہی خود بخود علم ہی جو علم ثابت کرتے ہیں تعلیم الٰہی ہی ثابت کرتے ہیں۔ وہی ان مولویصاحب نے تسلیم کرلیا۔ رہا انکا یہ فرمانا کہ اسکو علم غیب نہیں کہتے یہ ایک لفظ نزاع ہی۔ علم غیب نہیں کہتے تو اور کچھ نام رکھ لو مگر وہ علم تو تسلیم کرگئے ہتنے مانا کہ لفظ غیب تمہاری چڑ سہی یونہی کہو گے کہ انہیں جمیع ممکنات ما وجد و یوجد کا علم اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا رہا منکرین کا یہ زعم کہ غیب وہ ہی جو بے تعلیم حاصل ہو یہ محض خام خیال ہی جسکی آئندہ انشاء اللہ العزیز تصریح و تشریح کیجائیگی۔ **ضمیمہ رسالہ کشف الغطاء** مولفہ مولوی محمد سعید محدث بنارسی صـ۶۲ سطر۱۱ اور **شرح عقائد** مطبوعہ مطبع نولکشور صـ۱۳۲ میں ہی۔ یہ وہ کتاب ہی جو حنفیہ کے عقائد میں درسیہ کتاب ہے

وَبِالْجُمْلَةِ اَلْعِلْمُ بِالْغَيْبِ اَمْرٌ تَفَرَّدَ بِهِ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ لِلْعِبَادِ

اِلَّا بِاِعْلَامٍ اَوْ اِلْهَامٍ بِطَرِیْقِ الْمُعْجِزَةِ اَوِ الْکَرَامَةِ اَوْ اِرْشَادٍ اِلَی الْاِسْتِدْلَالِ بِالْاَمَارَاتِ فِیْمَا یُمْکِنُ فِیْهِ ذٰلِکَ وَلِهٰذَا ذُکِرَ فِی الْفَتَاوٰی اَنَّ قَوْلَ الْقَائِلِ عِنْدَ رُؤْیَةِ هَالَةِ الْقَمَرِ یَکُوْنُ مُدَّعِیًا عِلْمَ الْغَیْبِ لَا بِعَلَامَةٍ کُفْرٌ۔ یعنی حاصل کلام کا یہ ہو کہ علم غیب کا ایک ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کے منفرد ہی بندوں کو اسکے حصول کا کوئی طریقہ نہیں مگر اللہ بطریق وحی یا الہام کے بتائے یا بطریق معجزہ یا کرامت کے یا استدلال کرنا علامت سے جسمیں ممکن ہو اسلیے فتاوی میں ذکر کیا ہی کہ چاند کے ہالہ کو دیکھکر کوئی غیب کا مدعی بنکر کہے کہ پانی برسے گا یہ کفر ہے۔ انتہی ملفظہ۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندونکو علم بالغیب کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں۔ مگر اللہ جلشانہٗ کی تعلیم اور وحی و الہام کے ذریعہ سے بطور معجزہ اور کرامت کے ہوتا ہے۔ پس حاجۃ مثبتین یہی کہ رہے ہیں کہ حضرت کو یہ علم باعلام الٰہی حاصل ہوا اور یہ آنحضرت کا معجزہ ہی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔۔ رد السیف مولفہ مولوی عبدالکریم کوچینی صہ۹ سطر۲۲ میں ہی۔ پس علم ماکان و مایکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم خواطر و نیات کا جس وقت اللہ نے معلوم کرادیا اسی وقت میں ہوا اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتادیے اسی مجلس میں رہا نہ دایم و مستمر۔ پس جن جن واقعات کا کہ آپ بیان کیے ہیں سرور عالم سردار بنی آدم نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے سو وہ بطریق معجزہ بتعلیم الٰہی اوقات معینہ متعددہ میں ہوئے ہیں جسکو دوام و استمرار فی کل الاوقات نہیں ہی۔ یہی قاعدہ سارے معجزات کا انبیاء علیہم السلام کے اور کرامات کا اولیاء عظام کے ہونہ فی سائر الازمنۃ والامکنۃ انتہی ملفظہ۔ صاحبان عقل و فہم اس عبارت پر غور فرمائیں اور یہ ملحوظ رکھیں کہ مولوی عبدالکریم جنکی یہ عبارت ہی علم نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے بکلے منکر ہیں مگر بیان ادلہ ثبوت سے مجبور ہو کر کیسی صراحت سے اقرار کر رہے ہیں کہ علم ماکان و مایکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم خواطر و نیات کا جس وقت اللہ تعالیٰ نے معلوم کرادیا اسی وقت میں ہوا اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتادیے اُسی مجلس میں رہا۔ اب دیکھیے کہ یہ کیسا صاف اقرار ہے کہ گرچہ نکہ منکرین میں ہیں تو اب سوچے ایک حیلہ بھی کرینگے کہ وہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ اور یہ صرف زبانی بات ہی اسپر کوئی دلیل کتاب کی نہیں ہو سکتی

مولوی [illegible] کا اقرار

مولوی عبدالکریم کا اقرار

آپ نے کہاں تصریح پائی کہ علم عطا فرما کر چھین لیا جاتا ہے۔ بے دلیل محض تعصب سے یہ کہدیا کہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپنے اقرار کر لیا تو تھوڑی دیر کے لیے مانا مگر اس سے آپکے مذہب کے سب تار و پود ٹوٹ گئے کیونکہ جب اکابر طائفہ نے اثبات علم ماکان و مایکون کا ہی شرک بتایا ہی اور آپنے وہ تھوڑی دیر کے لیے ثابت کیا تو آپکا مدعا یہ ہوگیا کہ تھوڑی دیر کے لیے تو شرک ہو سکتا ہے یعنی انبیاء و اولیاء (معاذ اللہ) خدا بن سکتے ہیں۔ استغفر اللہ ای حضرت تو یہ کیجیے اگر علم ماکان و مایکون کا اثبات کسی مخلوقات کے لیے تعلیم الٰہی شرک ہوتا تو اک لحظہ کے لیے بھی شرک ہوتا۔ اور جب آپ تھوڑی دیر کے لیے مان رہے ہیں تو ہمیشہ کے لیے تسلیم کرنا بھی شرک نہیں ہو سکتا۔ پھر کسیطرح ممکن نہیں کہ آپ یہ ثابت کر سکیں کہ وہ علم تھوڑی دیر کے بعد جاتا رہا۔ اور اگر ممکن ہو تو ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اور یہ تو عجب تماشہ کی کہی کہ سب معجزات کا یہی حال ہو کہ انہیں بقا نہیں ہوتی۔ کیا خوب! ابھی حضور کو معجزات کا حال معلوم نہیں۔ فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا سایہ نہ تھا تو آپکے قاعدہ کے بموجب تو تھوڑی دیر کے لیے یہ معجزہ رہنا چاہیے تھا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ملاحظہ ہو مدارک التنزیل مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر صـ ۳۲۱ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَنَا قَاطِعٌ بِکِذْبِ الْمُنَافِقِیْنَ لِاَنَّ اللّٰہَ عَصَمَکَ مِنْ وُقُوْعِ الذُّبَابِ عَلٰی جِلْدِکَ لِاَنَّہٗ یَقَعُ عَلَی النَّجَاسَاتِ وفیہ ایضًا قَالَ عُثْمَانُ اِنَّ اللّٰہَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ الظِّلِّ اب آیات و احادیث و اقوال اکابر است اور خود مخالفین کے اقرار و تسلیم سے نبی کریم رؤف و رحیم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے لیے علم ماکان و مایکون ثابت ہوگیا اور یہی مدعا تھا۔ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ توبصراحت نہایت مدلل لکھا گیا۔ اب میں حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد شروع کرتا ہوں۔

وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

مولوی حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ
اعلاء کلمۃ الحق کا رد

قولہ الحق ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اسکی شان ہے۔ ہمارا یہی ایمان ہے (او رحاشیہ پر ہے) اور مولف اعلام الاذکیاء نے اپنے رسالے کے آخر میں یوں لکھا ہے (وصلی اللہ علی من ھو الاول و الآخر و الظاہر و الباطن و ھو بکل شیئ علیم)

اقول مولف اعلاء کلمۃ الحق نے گویا یہ اعتراض کیا کہ مولف اعلام الاذکیاء یعنی جناب مولانا مولوی شاہ محمد سلامت اللہ صاحب نے جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں ھو الاول و الآخر الخ لکھا اور یہ جناب حق سبحنہ تعالی کے ساتھ خاص ہے۔ پس مخفی نہ رہے کہ یہ کلمات جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی ثنا میں بیان کرنا نہ شرک ہے نہ گناہ جیسا کہ جانب مخالف نے سمجھا بلکہ ایسے کلمات وصف جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لانا جائز اور اکابر امت کا طریقہ ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ کے خطبہ میں فرماتے ہیں ھو الاول و الآخر و الظاہر و الباطن و ھو بکل شیئ علیم این کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر ثناء الٰہیست تعالی و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائے خود خواندہ و ہم متضمن نعت حضرت رسالت پناہی است کہ وے سبحنہ او را بدان تسمیہ و توصیف فرمودہ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی توصیف میں یہ الفاظ کہنا درست اور علماء امت کا طریقہ ہے بلکہ خود حضرت حق سبحنہ تعالی نے رسول اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کلمات فرمائے ہیں۔ پس اب منکرین جو ان کلمات کو جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں ناروا جانتے ہیں خدائے کریم مولائے رحیم پر کیا اعتراض کرینگے کہ اس نے خود حضرت کی شان میں یہ کلمات فرمائے ہیں۔

یگانۂ زمانہ جناب الحاج حضرت مولانا المولوی احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی مدظلہ

حاشیہ: یہ عبارت ... السیف ... مولف مولوی عبد الکریم ... یعنی کا بھی رد ہے کا نمونہ ... کتاب کے صد میں لکھا ہے ... یہ صفات جناب باری کی ... حضرت کے لیے ثابت ... ہیں۔ ١٢

نے اپنے رسالہ مبارکہ جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ صفحہ میں نقل فرمایا علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہوکر مجھے یوں سلام کیا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عز وجل کی ہیں کہ اسی کو لایق ہیں۔ مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں جبریل نے عرض کی کہ اللہ تبارک تعالی نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یوں سلام عرض کروں اللہ تعالی نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے وسماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا وسماک بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصر و خاتم الانبیاء الی آخر الامم حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں موخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا۔ پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا اور ہزار سال بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے حضور کو مبعوث کیا۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلاتا اور چمکتا سورج حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سموات و ارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجی ہوں۔ اللہ حضور پر درود بھیجے فربک محمود و ربک الاول والآخر والظاہر و الباطن وانت الاول والآخر والظاہر والباطن پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے۔ حضور اول و آخر ظاہر و باطن ہیں۔ سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ و اصحابہ و بارک وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنِیْ عَلٰی جَمِیْعِ النَّبِیِّیْنَ حَتّٰی فِیْ اِسْمِیْ وَصِفَتِیْ سب خوبیاں اللہ عز وجل کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں انتہی۔

قولہ اس علم غیب کے باب میں دو فرقے ہوگئے جس سے عوام طلجان میں پڑ گئے۔ ایک وہ گروہ جو پرانی چال ڈھال پر جما ہوا ہے یعنی جنکا عقیدہ سلف صالح کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ علم غیب جس کا ایک شمہ اس راقم نے لکھا یہ علم بذاتہ تعالیٰ مختص ہے۔ رہا دوسرا گروہ جنکو ایجاد و اختراع کی وصیتیں ملیں ان لوگوں نے تیرھویں صدی میں اپنا خیال دگرگوں ظاہر کیا یعنی سوائے رب العزۃ دوسرونکے لیے بھی علم غیب کے قائل ہوئے۔

علم غیب کے متعلق فریقین کے اعتقاد

اقول مولف اعلاء کلمۃ الحق نے دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرنے میں انصاف کا خون ناحق کیا ہے پہلے فریق کا عقیدہ پورا ظاہر نہیں کیا۔ خیر اب میں دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرتا ہوں۔ **فریق اول یعنی وہابی** جسکو جانب مخالف یعنی مولف اعلاء کلمۃ الحق نے سلف صالح کے موافق بتایا ہے اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیم کا علم شیطان لعین کے علم سے بھی کم ہے {نعوذ باللہ من ذلک} چنانچہ **براہین قاطعہ** جو اس فریق کی قابل فخر کتاب ہے صفحہ ۴۷ میں موجود ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے اے حضرت جانب مخالف صاحب آپنے اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے عقیدہ میں اسکے یہ تقریر بیان نہ کی۔ اب ذرا انصاف تو فرمایئے کہ شیطان اور ملک الموت کے لیے یہ وسعت نص سے ثابت مان لی۔ اور فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اس وسعت کا قائل ہونا شرک بتا دیا۔ اسکے کیا معنی۔ اگر بفرض محال یہ وسعت غیر خدا کے لیے تجویز کرنا اور مان لینا شرک ہے تو بھلا شیطان اور ملک الموت کے لیے تسلیم کرنا کیوں شرک نہیں۔ اور اس پر طرہ یہ کہ وہ نص سے ثابت کہہ رہا ہے یعنی اسکا مطلب یہ ہے کہ شرک نص سے ثابت ہے {معاذ اللہ} اب جانب مخالف سے سوال ہے کہ کیا وہ اپنے اس سلف صالح کے موافق کو مسلمان کہیں گے جسنے نعوذ باللہ خدا اسے پاک اور قرآن مجید دونوں کو شرک گر بنایا۔ ظاہر ہے کہ شرک نص سے ثابت بتایا۔ اگر سلف صالح کی موافقت اسیکا نام ہے اور آپ کے سلف صالح ایسے ہی تھے تو ہمارا انکو سلام ہے۔ خدا ہمکو اور سب مسلمانوں کو ان کی موافقت سے محفوظ رکھے۔

براہین میں شیطان و ملک الموت کی وسعت علم کا اقرار اور فخر عالم کی وسعت علمی کا انکار کیا ہے۔

صاحب براہین کا شرک کو نص سے ثابت بتانا۔

دوسرے یہ کہ جانب مخالف نے اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صفحہ میں لکھا ہے کہ حضرت

جانب مخالف کے قول سے فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعلم الخلق ہونا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلائق ہیں یعنی مخلوقات میں سب سے بڑھکر عالم ہیں کیونکہ یہ بات اولا اجماع سے ثابت ہے۔

اقول

اب میں پوچھتا ہوں کہ جناب مخالف صاحب کے نزدیک شیطان اور ملک الموت مخلوقات میں ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کہیے تب تو کیا ٹھکانا ہے۔ اور اگر کہیے کہ ہاں مخلوق ہیں تو براہین قاطعہ کی عبارت مذکورہ کے اعتبار سے شرک ہے اسلیے کہ صاحب براہین کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی برابر وسعت ثابت کرنا ہی شرک ہے اور یہ حضرت تو سب خلق سے زیادہ وسعت ثابت کرتے ہیں اور سب سے بڑھکے عالم بتاتے ہیں تو اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے نزدیک تو پکے مشرک ہوے۔ اب جناب مخالف سے یہ سوال ہے کہ وہ اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے حکم کی بموجب اپنا مشرک ہونا تسلیم کرینگے یا انکو سلف صالح کے موافق ہونیسے انکار۔ صاحبو انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مولف اعلاء کلمۃ الحق کا فریق اول کو سلف صالح کے موافق کہدینا اور فریق ثانی یعنی اہلسنت کو برا بتانا کیا انصاف کی گردن پر چھری پھیرنا نہیں ہے۔ ابھی اتنے ہی سے نہ گھبرایئے بلکہ اپنے سلف صالح کے سرغنہ اور پیشوا مولوی اسمعیل دہلوی کی خبر سنیئے اور انکا قول انصاف کی میزان میں تولکر خود اپنے انصاف پر آفرین کہیے کہ آپ کے گروہ کے معلم اول مولوی اسمعیل تقویۃ الایمان میں یہ لکھتے ہیں۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرضکہ اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ از تقویۃ الایمان صث مطبوعہ مجتبائی۔

جناب رسالتمآب عدیم النظیر یعنی نبی علیم وخبیر کے عدیم المثل وبے نظیر ہونے کے انکار میں تو محالات تک تحت قدرت بتائیں۔ کذب جیسے قبیح امر کو خدائے پاک کے لیے جائز کہیں۔ اہلسنت کو منکر قدرت قرار دیں۔ معاذ اللہ اور نبی کریم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے علم کے انکار میں اللہ جلشانہ کو تعلیم پر بھی قادر نہ جانیں۔ اور آنکھیں بدل کے صاف کہ جائیں کہ اللہ کی تعلیم سے بھی حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہیں ہو سکتا جسکے یہ معنی کہ یا تو وہ علام الغیوب تعلیم پر قادر نہیں نعوذ باللہ یا اسکی تعلیم ایسی ناقص کہ جسکو تعلیم کرے اُسے علم نہیں آسکتا۔ معاذ اللہ ہمارے جناب مخالف صاحب کہ ان سب باتوں کو سلف صالح کے موافق بتارہے ہیں ورنہ وہ اپنے سلف صالح مولوی

اسمعیل دہلوی کے قول کے بموجب یہ ثابت کردیں کہ اللہ کے دینے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہی
یعنی اللہ کا تعلیم کرنا بھی شرک ہی۔ یہ سارا تو صاف بتا رہا ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک
علم آلہی بہی (نعوذ باللہ) عطائی یعنی کسی کی تعلیم سے ہے اسلیئے کہ شرک تو جبہی لازم آئیگا کہ اسم
جل شانہ کا علم بھی ذاتی نہ ہو ورنہ اتنا بڑا فرق ہونے پر کیسے شرک ہو سکتا ہے۔ ابھی تو علم
رسول اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہمارے جانب مخالف بڑے سلف صالح کی موافقت
میں تنقیص علم نبوی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے درپے تہے کہ اُن کے سید الطائفہ سلف صالح مولوی
اسمعیل دہلوی کے نزدیک اللہ جل شانہ کے علم کی بھی خیر نہ تھی پر ڈگئی (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ تقویۃ
الایمان میں یوں لکہتے ہیں۔ سو اسطرح کا غیب کہ جبوقت چاہے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہی
اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کو بھی ہر وقت تمام چیزوں کا علم نہیں ہی بلکہ جب کبھی کسی چیز
کا علم چاہتا ہی معلوم کر لیتا ہی۔ اب ذرا جانب مخالف غور کریں کہ انہوں نے انصاف کا خون کیا۔
یا نہیں کہ جو فریق اللہ جل شانہ کے علم کو بھی ناقص بتاتا ہو اسکو سلف صالح کے موافق بتا دیا۔
فریق ثانی یعنی اہلسنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم الٰہی
جمیع کائنات کا علم ہے اور وہ علم الٰہی کے دریائے عظیم کا ایک قطرہ ہی چنانچہ یہ مضمون بارہا
رسالوں میں شائع ہو چکا ہی۔
فریق اول یعنی وہابی اسکو شرک کہتے ہیں۔ جانب مخالف انصاف کریں کہ اسکو شرک کہنے
کے یہ معنے ہیں کہ یہ صفت خاص خدا کی تھی جو بندہ میں ثابت کی گئی تو ضرور معترض یعنی
وہابیہ کے نزدیک (معاذ اللہ) خدا کا علم بھی تعلیمی ہی اور خدا کا بھی کوئی نہ کوئی ضرور استاد
ہی جس نے اسکو تعلیم کیا (الٰہی توبہ) کیا جانب مخالف کے نزدیک فریق اول سلف صالح
کے موافق ہی۔ جو حضرت حق سبحنہ و تعالی اور اسکے حبیب معظم محمد مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے
علم کا انکار کرتا ہے۔ جس کے نزدیک خدا کے لیے شاگرد بن کر علم سیکھنا ضروری ہی۔ رسول
کے لیے ہر طرح کا علم ثابت کرنا شرک ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ الٰہی جانب
مخالف اور اسکے فریق کو ہدایت فرما۔

قولہ اور بعض اہل علم نے غیب کی یوں تعریف کی ہی کہ غیب وہ ہی جو حواس یا عقل سے

معلوم نہ ہو سکے۔ ورنہ حضرت حق سبحانہ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو خاص رب العزۃ ہی کو معلوم ہو نہ غیر کو۔

اقول واہ جناب آپ کی لیاقت علمی بھی قابل تعریف ہے۔ علاوہ بعضے اہل علم کون سے ہیں جنہوں نے غیب کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ سوائے رب العزت کے اور کوئی اُسکو نہ جانے اور نہ حق سبحانہ تعالی نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو۔ غالبًا یہ بعض اہل علم بھی ویسے ہونگے جیسے وہ آپ کے سلف صالح کے موافق گروہ والے نکلے ہیں۔ اکثر جہلاء کو دیکھا ہے کہ وہ یہ کہا کرتے ہیں کہ جب اللہ نے تعلیم کیا تو وہ غیب کہاں رہا۔ یہ غلطی اسی باعث سے ہوئی کہ یہ لوگ غیب کے معنی سے ناواقف ہیں۔

لو اب غیب کے معنی سن لو **تفسیر** بیضاوی میں ہے وَالْمُرَادُ بِهِ الْخَفِيُّ الَّذِي لَا يُدْرِكُهُ الْحِسُّ وَلَا تَقْتَضِيهِ بَدِيهَةُ الْعَقْلِ یعنی غیب اُس پوشیدہ چیز کا علم ہے جسکو حس ادراک نہیں کرتی اور بداہتہ عقل بھی نہیں لیتی۔ اسمیں یہ کہیں ذکر نہیں کہ اس کی علم نہیں ہو سکتی یا تعلیم سے غیب پر غیب کا اطلاق نہیں ہوتا نہ تعریف کو اس سے علاقہ بلکہ بعض تفسیروں میں تو اسکی تصریح ہے کہ اسکی تعلیم ہو سکتی ہے اور تعلیم کیے ہوئے علم پر بھی غیب کا اطلاق ہوتا ہے۔

تفسیر کبیر میں تحت آیہ یُؤْمِنُونَ بِالْغَیْبِ کے مسطور ہے قول جمہور المفسرین اَنَّ الْغَيْبَ هُوَ الَّذِي يَكُونُ غَائِبًا عَنِ الْحَاسَّةِ ثُمَّ هٰذَا الْغَيْبُ يَنْقَسِمُ اِلٰى مَا عَلَيْهِ دَلِيلٌ وَاِلٰى مَا لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ یعنی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس سے غائب ہو۔ پھر اس غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر دلیل ہو۔ دوسری وہ جس پر دلیل نہو جس غیب پر دلیل نہو وہ جناب حق سبحانہ تعالے کے ساتھ خاص ہے۔ رہا وہ غیب جس پر دلیل ہو وہ ہمارے سرکار حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا گیا اور آپ کے نیاز مند دنکو۔ وہ حق سبحانہ تعالی کے ساتھ خاص نہیں۔ اگر پہلے نہ معلوم تھا تو اب تو معلوم ہو گیا کہ ایک قسم غیب کی اُس غیب کو بھی شامل ہے کہ جو تعلیم ہوا اور اس معنے سے اُسکو غیب کہہ سکتے ہیں۔ البتہ وہ غیب سرور اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر غیب نہیں رہا بلکہ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے حبیب خدا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر تمام غیوب جنکی تعلیم ہوئی حاضر و ظاہر ہو گئے۔ ہماری نسبت سے غیب ہیں اُنکی نسبت سے حاضر ایسی ہی باری تعالی کے علم میں جملہ غیوب غیر متناہیہ حاضر ہیں۔ کوئی غائب نہیں مگر غیب ہماری نسبت سے

فتوی سوئے غلام محمد از کشف الغطاء و نصیحۃ المسلمین وغیرہ بعض کی اس قول کی تردید کہ جو بتا دیا جائے اسے غیب نہیں کہتے۔

غیب کے معنی کی تحقیق میں تفاسیر کی عبارتیں

بتائے ہوئے کو غیب کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے یا اس وجہ سے کہ انکی شان ہے کہ حواس سے غائب رہیں بداہۃً عقل سے دریافت نہوں

قولہ چنانچہ اس نفی غیر پر آیہ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو

اقول جناب مخالف نے یہ آیت اسلیے نقل کی ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ سوائے خدا کے کوئی غیب کو نہیں جانتا مگر ہم اوپر بوضاحت بیان کر چکے ہیں کہ وہ غیب جس پر دلیل ہو اللہ جل شانہ کے ساتھ خاص نہیں۔ آیت بیشک حق ہے لیکن اس سے یہ ثابت کرنا سراسر باطل کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے کسیکو غیب کا علم تعلیم نہیں فرمایا۔ نہ آیت کا یہ ترجمہ ہے نہ مفاد بلکہ آیت میں اُس غیب کی نفی ہے جس پر دلیل نہیں اور جسکو علم ذاتی بھی کہہ سکتے ہیں یعنی جو بے تعلیم خود بخود حاصل ہوا اور اگر بفرض محال آیت کا یہ مطلب ہو کہ اللہ جل شانہ کے سوا کسی کو غیب کا علم تعلیم الٰہی سے بھی نہیں ہو سکتا تو اول تو اللہ جل شانہ کا عجز لازم آئیگا۔ (نعوذ باللہ) اور ثانیاً آیہ وافی وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اور آیہ کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے بالکل خلاف ہو گا اسلیے کہ ان آیتوں سے خوب ظاہر ہو کہ اللہ جل شانہ اپنے مجتبے مرتضے رسولوں کو غیب پر مطلع فرما دیتا ہے۔ پھر یہ کیسا کیونکر صحیح ہو گا کہ یہ علم تعلیم الٰہی سے بھی حاصل نہیں بلکہ ضرور یہی مطلب ہو گا کہ خود بخود اپنی ذات اور عقل سے کوئی غیب کو نہیں جانتا البتہ بتعلیم الٰہی انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں چنانچہ **امام سخاوی** رحمہ الباری **روض النضیر شرح جامع صغیر** میں تحریر فرماتے ہیں فاما قولہ لا یعلمہا الا ھو فمفسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ و من ذاتہ الا ھو لکن قد یعلم باعلام اللہ تعالیٰ فان ثمہ من یعلمہا و قد وجدنا ذلک بغیر واحد کما رأینا جماعۃ علموا متی یموتون و علموا ما فی الارحام حال حمل المرأۃ و قبلہ یعنی آیہ وعندہ الایہ کی تفسیر یہ ہے مفاتح غیب کو کوئی خود بخود سوائے خدائے تعالیٰ کے نہیں جانتا اور اسکی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے اور ہمنے ایسی جماعتوں کو دیکھا ہے کہ جنہوں نے یہ جان لیا کہ کہاں مرینگے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی **تفسیر احمدی** میں ہے ولک ان تقول ان علم ھذہ الخمسۃ وان کان لا یعلمہا احد الا اللہ

آیہ عندہ مفاتح الغیب کا جواب

جس غیب پر دلیل ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔

غیب کا علم اللہ جل شانہ کی تعلیم سے انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے

لکن یجوز ان یعلمها من یشاء من محبیه و اولیائه بقرینة قوله تعالی ان الله علیم
خبیر بمعنی المخبر اس تفسیر سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے محبین اور اولیاء میں سے
جسکو چاہے امور خمسہ کا علم بھی تعلیم فرمادے **الغرض** جتنی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو
نہیں جانتا سب میں یہی مقصود ہے کہ خود بخود بے تعلیم الٰہی جاننا۔ جمع النہایہ فی بدء الخیر والغایہ
میں **علامہ شنوانی رحمہ اللہ تعالیٰ** فرماتے ہیں لا یعلم متی تقوم الساعة
الا الله فلا یعلم ذلک ملک مقرب ولا نبی مرسل قال بعض المفسرین لا یعلم
هذه الخمس علما لدنیا ذاتیا بلا واسطة الا الله فالعلم بهذه الصفة
مما اختص الله تعالی به اما بواسطة فلا یختص به تعالی حاصل یہ کہ امور خمسہ کا
علم ذاتی لدنی بے واسطہ اللہ جل شانہ کے سوا کسی کو نہیں لیکن علم بواسطہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
مختص نہیں وہ جسکو چاہے تعلیم فرمادے اور اس نے جسے چاہا تعلیم فرمایا۔ **شیخ
عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات**
شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں ومراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہارا
نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را
بوحی والہام بداناند۔ ان کو بالکل پردہ اٹھ گیا کہ یہ مراد ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی شخص ان امور کو
عقل سے نہیں جانتا کہ یہ امور غیب ہیں سوائے خدا کے کوئی اسکا جاننے والا نہیں مگر وہی شخص
کہ جسکو اللہ جل شانہ نے وحی و الہام کے ذریعہ سے تعلیم فرمایا ہو۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ آیہ شریفہ
میں غیب کی نفی مطلق نہیں بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہے

قولہ اور اسی معنی کے اعتبار سے ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح فقہ اکبر میں تحریر فرمایا ہے
ذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب
لمعارضة قوله تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب
الا الله۔

اقول یہاں بھی ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اسی غیب پر حکم تکفیر نقل کرتے ہیں کہ جس پر دلیل نہو
اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جس غیب پر دلیل نہو وہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ متکلمین کا

رہا وہ غیب جسپر دلیل ہو وہ حضرت حق سبحٰنہ تعالے نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہی۔ مناسب معلوم ہوتا ہو کہ میں اس مطلب پر علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کا قول دکھاؤں کہ جن سے جانب مخالف نے استدلال کیا ہو **ملا علی قاری** رحمہ اللہ **شرح شفا** جلد اول صفحہ ۱۱ میں فرماتے ہیں (ما اطلعہ علیہ من الغیوب) ای الامور الغیبیۃ فی الحال (وما یکون) ای سیکون فی الاستقبال مطلب یہ کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امور غیبیہ حال و استقبال پر مطلع فرمایا ہے اور یہی ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ **مرقاۃ شرح** مشکوٰۃ شریف جلد پنجم صفحہ ۲۲۲ میں امام ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہیں دل ذلک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبداء والمعاد والمعاش تیسیرا یراد بذلک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضور سید یوم النشور صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ نے ایک ہی مجلس میں مبدا اور معاش اور معاد دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادت میں سے ایک بڑا امر ہے۔ اور ابھی یہی نہیں کہا جا سکتا کہ جناب مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اسی میں منحصر ہے بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درک ہماری قدرت سے باہر ہے اس سے وہی ذات پاک واقف ہے جسنے عطا فرمایا۔

اب فرمایئے کہ یہی ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ جنکی عبارتیں رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عطائی نسبت امور غیب صاف ثابت کر رہی ہیں۔ اور اس وضاحت سے کہ حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین اور دنیا کے سب امور سے واقف تھے بلکہ انکی اطلاع بھی دی کیا یہی علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اسی اعتقاد والے کو کافر کہہ سکتے ہیں؟ مجھے مخالفین کی عقلوں پر تعجب آتا ہے کہ الٰہی یہ کس فہم کے لوگ ہیں جو اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری اپنی ہی اعتقاد پر کفر کا فتوی دے سکتے ہیں وہ عبارت جو جانب مخالف نے نقل کی ہیں اس غیب کے اعتقاد پر تکفیر کی ہو کہ جسپر دلیل نہیں یعنی علامہ علی قاری رحمہ اللہ نے کسی مخلوق کے بالذات و بے تعلیم الٰہی عالم ہونے کے اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا ہو اور یہی ہمارا مذہب ہو۔ یہ جانب مخالف کی خوش اعتقادی کہیے یا عالی فہمی سمجھو کہ انہوں نے مثبتین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زبردستی حکم تکفیر لگا دیا اور

ملا علی قاری کی شرح شفا سے عزیز عالم کے ما کان و ما یکون کے علم کا اثبات
حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات دنیا و آخرت کی خبر دینا ایک بڑا معجزہ ہے۔

کی صفائی یہ کہ پوری عبارت ہی نقل نہیں کی جو مطلب صاف بتاتی۔ پوری عبارت علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی کی یہ ہے ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم اللہ تعالی وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالی قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام غیب نہیں جانتے مگر اسی قسم کا جو تعلیم الٰہی ہو اور حنفیہ نے اس اعتقاد پر تکفیر کی ہو کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم خود بخود یعنی بے واسطہ تعلیم الٰہی کے عالم الغیب ہیں اور یہ بالکل بجا ہے۔

قولہ پس اس بیان سے یہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جناب رب العالمین مطلقاً علام الغیوب ہے اور خلائق کو باطلاعہ تعالی بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے (الی ان قال) تو مخلوق کا علم خالق رب الارباب کے علم کے مساوی اور برابر نہیں ہو سکتا۔ الخ

اقول اگر آپ حضرات کا یہی قاعدہ ہو کہ آنحضرت کو باطلاعہ تعالی کل اشیاء کا علم ہو گیا ہو جنہیں ایک اعتبار سے بعض مغیبات بھی کہہ سکتے ہیں اور کسی مخلوق کا علم خالق جل شانہ کے علم کی برابر نہیں ہو سکتا یہ تسلیم۔ مگر آپ کے تقریریں تو عجیب ہیں کہیں اقرار کہیں انکار۔ ایک پہلو پر جمتے ہی نہیں آپکا یہ فرمانا کہ خالق کا علم مخلوق کے علم کے مساوی نہیں ہو سکتا کیا محل رکھتا ہو۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ اسکا کوئی قائل بھی ہے جسکی تردید میں آپ کو نفی مساوات کرنی پڑی ہنوز اب تک کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو حق سبحانہ تعالی کے علم کی برابر کہے اور کیے خیال میں آپنے مسلمانوں پر یہ بدگمانی کی ہو کہ وہ حضرت کے علم کو خدا تعالی کے علم کی برابر سمجھتے ہیں یا عوام کے برانگیختہ کرنیکی تدبیر نکالی ہو یا شرک کہنے کے لیے بہانہ تجویز کیا ہے ؎

چاہیے کچھ تو بہانہ ظلم بیجا کے لیے

اسی اعلام الاذکیاء میں جسکے جواب سے عاجز ہو کر آپ پریشان تقریریں کر رہے ہیں صفحہ ۲۶ پر عالیجناب مولنا الحاج مولوی احمد رضا خانصاحب مجدد ملت مدظلہ العالی کی تقریظ میں موجود ہو۔ بصیرت کے اندھو تمکو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الٰہی ذاتی علم خلق عطائی وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث وہ نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقا یہ

جائز الفناوہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک ہوگا مگر کسی مومن
کو۔ اب کہیے کہ باوجود اتنے تفرقوں کے کوئی عاقل مساوی علم الٰہی کے کہہ سکتا ہے یا نہیں۔
ہرگز نہیں۔ پھر بھلا کیا ضرورت تھی جو آپ نے ایک رسالہ لکھدیا اور بیت سا خون جگر کھایا۔ مگر
آپ کے فریق کی تقریروں سے یہ ظاہر ہے کہ وہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی گنتی کی دو
چار چیزیں بتادی گئیں باقی انہیں دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں۔ (معاذ اللہ) بالکل
غلط ہے اور آپکی منقول عبارت سے ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث فتجلی لی کل شی سے
ظاہر ہے اور آیندہ بوضاحت بیان کیا جائے گا۔ رہا جانب مخالف کا یہ کہنا کہ وہ علم محیط نہیں
رکھتے یہ بھی جس معنی پر کہ وہ گمان کرتے ہیں بالکل نادرست ہے اور اس مدعا پر جو استدلال
شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کیا ہے وہ جانب مخالف کی بے احتیاطی اور
بیجا تصرف پر محمول ہے۔ بے احتیاطی تو یہ کہ شاہ صاحب کی عبارت فارسی ہے آپنے اردو لکھی
اور نسبت شاہ صاحب کی طرف کردی۔ اور بیجا تصرف یہ کہ بموقع نقل کی اس سے مراد غلط سمجھی
جا بین شاہ صاحب کی مراد یہ ہے کہ علم الٰہی کو کسی مخلوق کا علم محیط نہیں۔ ورنہ رسول اکرم صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر محیط کا اطلاق درست ہے۔ چنانچہ **تفسیر** روح البیان جلد سادس ص ۳۴
مطبوعہ مصر میں ہے وکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ
کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ انہ قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا
بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایۃ علم ما کان وما سیکون
حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مغیبات ملکوتیہ پر محیط تھا
چنانچہ حدیث اختصام ملائکہ میں ہے کہ آپنے فرمایا کہ پروردگار نے اپنا کف دست فیض ورحمت
میرے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھا میں نے اسکے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے
درمیان پائی پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا اور ایک روایت میں ہے کہ گزشتہ
اور آیندہ کا تمام علم حاصل ہوگیا **مرقاۃ شرح** مشکوۃ شریف جلد پنجم ص ۱۳۲ میں تحت
حدیث انی لاعرف اسماءھم واسماء اٰباءھم والوان خیولھم کے مسطور ہے فیہ
مع کونہ من المعجزات دلالۃ علی ان علمہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محیط بالکلیات
والجزئیات من الکائنات وغیرھا یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس خبر میں

باوجود معجزہ ہونے کے اسپر بھی دلالت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا علم کائنات و غیرہا کے کلیات
و جزئیات پر محیط ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی اشعۃ اللمعات
شرح مشکوۃ میں حدیث اختصام ملائکہ کے جملہ فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض کی
شرح میں فرماتے ہیں۔ پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ
علوم جزوی و کلی و احاطہ آن اور بھی شیخ مدارج شریف کے خطبہ میں فرماتے ہیں
و وی صلے اللہ علیہ وسلم دانا است برہمہ چیز از شیونات ذات و صفات حق و اسماء و افعال
و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ است و مصداق فوق کل ذی
علم علیم شدہ۔ منصف کے لیے یہ چار گواہ کم نہیں وہ سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم کو حضرت حق تعالی نے کائنات و غیرہا کے تمام علوم ظاہر اور باطن اول آخر جزوی
اور کلی پر محیط کر دیا ہے۔ مگر جسکے دل میں انصاف اور حق طلبی کا مادہ ہی نہ ہو اسکے لیے تو
ہزار بھی کم ہیں۔ اور آپنے جو آیۂ شریفہ ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء نقل فرمائی وہ
بالکل حق ہے مگر فہم نصیب اعداء آپنے اسکا ترجمہ تک غور سے نہیں دیکھا اسلیے کہ وہ آیت بصراحت
پکار کر کہہ رہی ہے کہ وہ علم الٰہی کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور جو عبارت تفسیر کبیر سے جناب نے نقل
کی ہے اسمیں بھی ہو ان یعلمہ سے ظاہر ہے کہ نفی احاطہ علم باری سبحانہ تعالی کی ہے اور یہ عین
ہمارا مذہب ہے کہ علم الٰہی محیط ہے محاط نہیں۔ رہا آپکا یہ فرمانا کہ مخلوق کا علم زیادہ ہو۔ اسکا جواب
یہ ہے کہ جناب باری عز اسمہ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے۔ اور وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو ذرہ
کو آفتاب سے قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے جیسا کہ آپنے آیہ شریفہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا
نقل فرمائی ہے۔ اور نیز اور عبارتیں نقل کی ہیں اور بخاری شریف میں ہے وقع
عصفور علی حرف السفینۃ فغمس منقارہ فی البحر فقال الخضر لموسی ما علمک
وعلمی وعلم الخلائق فی علم اللہ تعالی الا مقدار ما غمس ہذا العصفور منقارہ
الحدیث حاصل یہ کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا نے چونچ دریا میں ڈبوئی تو خضر
نے ایسا فرمایا موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ میرا اور تمہارا اور تمام مخلوقات کا علم جناب
باری تعالی کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ میں اس چڑیا کا چونچ تر کر لینا

اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں کہ درہیچ سلیم دل نبود کہ

اینقدر نداند کہ علم فرشتگان وآدمیان در جنب علم حق ناچیز است و ہمہ را گفتہ کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اور تمام غیوب آسمانوں اور زمین کے اللہ جل شانہ کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں چنانچہ علامہ خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے نقل فرماتے ہیں ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا وغیب السموٰت والارض وما یبدونہ وما یکتمون قطرۃ منہا اب اگر ان تمام غیوب سموات وارض کو قلیل کہا جائے تو بیشک بجا ہے لیکن ان غیوب کو بجائے خود قلیل کہنا کثیر نہ ماننا جنون یا نابینائی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الٰہی سے ایک قطرہ عطا ہوا۔ اور خفاجی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب سموات و ارض علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں پھر اس جاہل پر افسوس ہے جو اب بھی علم نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم الٰہی کے مساوی سمجھے تمام غیوب سموات وارض کا عالم ہو کر بھی کوئی خدائے تعالیٰ جل شانہ کے علم کی برابر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے تفسیر روح البیان میں ہے وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ما کان وما سیکون در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ما کان وما سیکون۔ ان عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا اسکے فیضان سے مجھے ما کان اور ما یکون کا علم حاصل ہو گیا۔ اب یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ما کان اور ما یکون کا علم بھی علم الٰہی سے ایک قطرہ ہے اور اس معنے سے اسکو بعض یا قلیل کہہ سکتے ہیں۔ پس جہاں کہیں تفاسیر وغیرہ میں بعض یا قلیل کا لفظ یا اس کا ہم معنے استعمال ہوا ہے اُس سے یہی مراد ہے کہ علم جناب باری تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم گو کتنا ہی ہو قلیل ہے۔ اور قلیل کے لفظ سے اُنکے جمیع اشیاء کے عالم ہونیکا انکار کرنا جہالت اور سفاہت ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے ابنائے نوع کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کے اعتقاد پر کفر و شرک کا فتویٰ دیدیا اور یہ خیال کر لیا کہ یہ احاطہ خدا ہی کو ہے انہوں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہی علم میں نقصان نہیں ثابت کیا بلکہ خدا کی طرف بھی قصور عائد کر دیا (نعوذ باللہ من ذلک) اور اسکے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ بیٹھے

حالانکہ علوم ماکان وما یکون اور مغیبات سموات وارض سب کے سب اُن کے علم عظیم کا ایک قطرہ ہیں جیسا کہ فقیر کی منقولہ عبارات سے ثابت ہوا۔ کاش اگر وہ حضرات بھی توجہ فرماویں اور ان عبارات پر غور فرماویں تو ہرگز مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دیکر اُنہیں مشرک نہ بتائیں۔ خدایا ہمکو اور ہمارے بنی نوع کو اپنے سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کر اور توفیق و رحمت فرما کہ ہم بہت ناتوان ہیں۔

اس تقریر کے بعد مولف رسالہ اعلاء کلمۃ الحق نے توحید کے معنی بیان کیے ہیں اور علوم شرعی و غیر شرعی کا بیان بقدر اپنی لیاقت کے کیا ہے۔ اور حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب مولف رسالہ نافعہ اعلام الاذکیاء کی نسبت جیسی کہ اس فریق کی عادت ہے اپنی ہمت کے موافق کلمات بد کہے ہیں ہم کو اُن سے کچھ تعلق نہیں لہذا ہم اس پر بحث نہیں کرتے۔ البتہ انہوں نے صفحہ ۱۸ پر یہ بحث کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ تعالی نے علم شعر عطا نہیں کیا اور اس مدعا پر آیہ کریمہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ سے استدلال کیا ہے۔ اور ملا کمال الدین کاشفی کی تفسیر سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی زبان مبارک وزن شعر کے ساتھ موافقت نکرتی تھی اور اسی صفحہ کے آخر میں اپنے اجتہاد و خانہ زاد سے یہ قیاس ایجاد کیا ہے۔

قولہ بھلا جو علم کہ مستحسن ہیں اُنکی قباحت اور برائی شرع شریف میں ثابت ہے جیسے علم سحر اور طلسم اور کہانت وغیرہ اُن علوم کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ قدس صفات کیونکر متصف ہو سکتے ہیں۔ پس جن لوگوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمیع اشیاء اور غیوب کے عالم ہیں کیا ناعاقبت اندیشی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن علوم کے ساتھ متصف کرنا چاہتے ہیں کہ جو شان نبوت کے بالکل منافی بلکہ نفس ایمان کے بھی ضد ہیں۔

اقول جناب مخالف اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰ میں خود فرما چکے ہیں کہ ہر کس و ناکس ناحق شناس کا قیاس اصول دین میں معتبر نہیں ہو سکتا۔ پھر کس طرح اُنکا اجتہاد تسلیم کر لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علم سحر و کہانت سے غافل ہیں۔ پس اب ہم انہیں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اُنکا یہ قیاس قابل قبول ہے یا نہیں قطع نظر اس کے کہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انا اعطیناک الکوثر کو بیحد صحیح پڑھا اور اس کے سوا اور مصرعوں اور شعروں میں بھی زبان مبارک نے وزن شعر کو صحیح ادا فرمایا اور قطع نظر اس کے کہ وزن کے ساتھ زبان کا موافقت نکرنا علم نہ ہونے کی دلیل نہیں نہ فن شعر کی ناواقفیت کی علامت ہے بہت

عروض وقوافی کے جاننے والوں کو دیکھا گیا کہ وزن شعر ٹھیک نہیں ادا کرسکتے تھے اور بے لحاظ اسکے کہ آپ
مطلب سے کتنے دور ہیں۔ شاید آپ نے کبھی سنا ہوگا کہ حدیث شریف میں اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَةً
وارد ہے جس سے ظاہر ہے کہ بعض شعر حکمت ہے۔ اور کلام اللہ شریف میں موجود وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ
فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا یعنی جسکو حکمت دی گئی اسکو خیر کثیر دی گئی۔ اور بر ظاہر کہ اگر ہمارے حضور
کو خیر کثیر دی گئی تو بہر کیف شعر کہا جائیگا۔ اب نتیجہ نکلا آیا کہ چونکہ شعر حکمت ہے اور حکمت ہونیکی وجہ سے خیر کثیر ہے اسواسطے
اس کا علم ہمارے آنحضرت کو ضرور مرحمت ہوا۔ ان سب امور سے قطع نظر کرکے میں عرض کرتا ہوں کہ
علم سے ملکہ مراد ہے۔ نہ یہ مطلب ہے کہ آپ اسکے سرے سے جانتے ہی نہیں۔ جیسے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں عالم
لکھنا نہیں جانتا۔ تو اُس کے یہ معنی نہیں کہ اسکو علم نہیں کہ لکھنا کیا چیز ہے قلم کسکو کہتے ہیں اور اُسکو کیونکر
پکڑتے ہیں ہاتھ سے یا دوات سے اور کاغذ کیسے چلاتے ہیں انگلیوں سے کام کرتا یا کسی مشین کی مدد سے
الف کی شکل کیسی ہوتی ہے ناخنگیر کی سی یا کاف یا دال کی سی۔ رسم الخط اور املا کس جانور کا نام ہے۔ بلکہ مراد یہ
ہے کہ اُس عالم کو لکھنے کا ملکہ نہیں۔ اگرچہ یہ سب کچھ جانتا ہو۔ کیا آپکے روزمرہ کے محاورہ میں نہیں ہے کہ مثلاً
زید بولنا نہیں جانتا (اس شخص کی نسبت جسکی عادت خموشی کی ہو) بکر لڑنا نہیں جانتا (اُس آدمی
کی نسبت جو سلیم المزاج نیک خو ہو) عمرو احسان کرنا نہیں جانتا (اُس رئیس کی نسبت جو بخیل ہو) اور
لاکھوں محاورے ایسے آپکی زبان میں موجود ہیں کہ جہاں علم کی نفی کیجاتی ہے اور ملکہ کی نفی مراد ہوتی
ہے۔ اس آیہ شریفہ میں بھی علم کی نفی سے ملکہ کی نفی مراد ہے چنانچہ مفسرین نے اور خود جناب مخالف نے
کہا ہے کہ وزن شعر کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک موافقت نکرتی تھی۔ بس یہی
مطلب یہ کا ہے کہ ملکہ نہ تھا ورنہ زبان ضرور موافقت کرتی۔ نہ یہ کہ آپ فن شعر سے بالکل ناواقف تھے
(نعوذ باللہ من ذلک) یا آیہ شریف کے یہ معنی ہیں کہ قرآن شریف کوئی شاعرانہ اقوال
نہیں ہیں کہ جو ہمنے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم کیے ہوں۔ بلکہ قرآن معجز بیان
کلام الٰہی ہے کہ ایسا کلام بنا لانا شعرا کی قدرت سے باہر ہے۔ یا یہ کہ ہمنے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم
کو قرآن میں شعر تعلیم نہ کیا۔ چنانچہ تفسیر مدارک التنزیل کے صفحہ ۱۴۲ میں ہے (وَمَا عَلَّمْنَاهُ
الشِّعْرَ) ای وَمَا عَلَّمْنَا النَّبِیَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَوْلَ الشِّعْرِ او وَمَا عَلَّمْنَاهُ
بِتَعْلِیْمِ الْقُرْاٰنِ الشِّعْرَ عَلٰی مَعْنٰی اَنَّ الْقُرْاٰنَ لَیْسَ بِشِعْرٍ۔ ان عبارات سے صاف معلوم

ف۔ [illegible]

ہوگیا کہ آیہ وما علمناہ الآیہ کی مراد یہ ہے کہ قرآن پاک ایک سچی آسمانی کتاب ہے کوئی شاعرانہ من گڑھت
نہیں جو قابلِ اعتبار نہ ہو۔ یہ بات خوب واضح ہے کہ عرب کے پہلے شعراء لغو باتیں جھوٹے قصے نظم کرتے
تھے اور لوگ اُنکے کلام کو اعتبار کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اسلیے حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کلام
پاک کچھ شاعرانہ من گڑھت اور یاوہ گوئی نہیں بلکہ کتاب آسمانی نہایت قابلِ اعتبار ہے۔ **رہا جانب**
مخالف کا یہ وہم کہ علم سحر شان نبوۃ کے خلاف بلکہ نفسِ ایمان کی بھی ضد ہے۔ اور نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ہرگز اسکے عالم نہیں۔ اسکا **جواب** یہ ہے کہ آپکے اس انکار کا باعث یہ ہے کہ آپکے
نزدیک یہ علم نہایت درجہ کی خباثت رکھتا ہے اور اپنی خباثت کیوجہ سے ذات پاک نبی صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے لائق نہیں اسی بنا پر آپکی تقریر سے ظاہر ہے۔ جناب میں یہ دریافت کرنا ہے کہ علم سحر جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کے
لائق نہیں تو یا وجود اس خباثت کے ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے لائق بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو
بتاؤ کہ وہ پاک ذات ایسے خبیث علم کے ساتھ کیسے متصف ہوئی کہ جو شان نبی کے بھی لائق نہ تھا۔ برتقدیر
ثانی فما ہو جوابکم فہو جوابنا کا مضمون ہے۔ کیا دنیا سے انصاف مٹ ہی گیا۔ رسول اکرم صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار میں تو سحر کا عالم ہونا قرار دیا جائے اور خدائے پاک کیلیے یہ عیب ثابت کرتے
ہوئے شرم نہ آئی۔ **استغفر اللہ العلی العظیم دوم** یہ کہ آپکا یہ خیال کر لینا کہ یہ علم فی نفسہٖ
مذموم ہے قطعاً غلط اسلیے کہ کوئی علم فی نفسہٖ مذموم نہیں خواہ کسی طرح کا ہو۔ چنانچہ شاہ **عبد العزیز**
محدث دہلوی رحمہ اللہ تفسیر فتح العزیز پارہ اول صفحہ ۴۸۰ میں فرماتے ہیں

ف۔ کوئی علم فی نفسہٖ مذموم نہیں ہوتا

ودرینجا باید دانست کہ علم فی نفسہ مذموم نیست ہرچہ باشد۔ البتہ علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی
اور ناقابلیت ہے۔ یہی شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں صفحہ ۴۸۱ پر فرماتے ہیں دوم آنکہ آن علم
اگرچہ فی نفسہ ضررے ندارد لیکن آنکس بسبب قصور استعداد خود دقائق آن علم را نفہمید تا اندر یافت
وچون بدقائق آن نرسید در جہل مرکب گرفتار شد۔ یہ خوب ظاہر اور مسلم ہے کہ قصور استعداد اور
ناقابلیت اور جہل مرکب ہمارے حضرت کیلیے ناممکن تو حضرت کیلیے اس علم کا عالم ہونا نہ شان نبوت
کے خلاف نہ خلاف واقع بلکہ ہمارے حضرت اس علم کے بھی عالم ہیں۔ انسان کی اسمیں کوئی خوبی نہیں کہ
علم تو نہ ہو مگر اُسپر تبرا بھیجتا اور برا کہتا پھرے بلکہ خوبی یہ ہے کہ باوجود علم کے ناجائز امور سے بچیں اسلیے
کہ جسکو علم سحر حاصل ہی نہیں اسکو اُسپر عمل کرنے کی قدرت بھی نہیں پھر اُس کا عمل ناجائز سے بچنا

کب ہے ہاں کمال یہ ہے کہ عالم ہو عمل پر قدرت رہو پھر بچے تو معلوم ہو کہ باوجود قدرت ہونیکے اس کلام کو نہ کیا۔ اللہ جل شانہ کی رضا چاہیے۔ نابینا آدمی کا نامحرم کو نہ دیکھنا کوئی کمال نہیں کہ وہ دیکھنے پر قادر ہی نہیں البتہ بینا کا نامحرم کے دیکھنے سے باز رہنا کمال ہے۔ چنانچہ یہی شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ اپنی تفسیر کے صفحہ میں فرماتے ہیں۔ وہنر چون شخصے قواعد سحر را دانستہ از استعمال او در محل ناپسندیدہ احتراز نماید مستحق مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت گناہ از گناہ باز ماند۔ اب جانب مخالف کا انکار کرنا گویا نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی ایک فضیلت کا انکار ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس علم سے واقف ہیں مگر احکام شرعی کی طرح اسکی تعلیم نہیں فرماتے۔ پھر یہی شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنی تفسیر کے صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں علم سحر نیز از علوم الٰہیہ است بقاے آن علم در نوع انسان منظور نظر خداوندی بود وشان انبیا نیست کہ این قسم علوم ضارہ را کہ بسبب آن علوم اعتقاد تاثیرات مخلوقات وغفلت از تاثیر خالق جل وعلا بہم میرسد تبلیغ نمایند مانند علوم فلسفہ از ریاضیات وطبیعیات کہ ضرر آنہا از نفع بیشتر است نیز انبیاء علیہم السلام البیان واز ان دیدہ ودانستہ سکوت میفرمایند۔ خلاصہ یہ ہے کہ علم سحر یعنی جادو بھی علوم الٰہیہ میں سے ہے اور نوع انسان میں اس علم کا باقی رکھنا اللہ جل شانہ کو منظور۔ انبیاء کی شان نہیں کہ اس قسم کے علوم کی تبلیغ فرمائیں اور لوگوں کو سکھائیں۔ اسلیے کہ کم ظرف اور کم استعداد والونکے لیے یہ علوم ضارہ ہیں کہ انکو انکی وجہ سے مخلوقات یعنی کواکب وغیرہا کی تاثیرات کا اعتقاد اور خالق جل شانہ کی تاثیر سے غفلت ہوگی اس صورت میں مثل علوم فلسفہ ریاضی۔ طبیعیات کے اُن علوم کا ضرر انکی نفع سے زیادہ ہوگا۔ اسیوجہ سے انبیاء علیہم السلام دیدہ ودانستہ باوجود جاننے اور عالم ہونے کے ان علوم سے سکوت فرماتے ہیں اور لوگونکو نہیں سکھلاتے ہیں۔

قولہ زید نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کیواسطے استغراق علم کا دعوی کیا جو صفت خاص جناب رب العالمین عز اسمہ کی ہو کہ یہ توجیہ کے خلاف ہے۔

اقول زید کے جو الفاظ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہیں وہ جانب مخالف نے خود بھی نقل کیے ہیں اُن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتعلیم الٰہی بدء الخلق یعنی ابتداے آفرینش سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونیوالونکے داخل ہونے تک کا احوال بخوبی جانتے اور بالتفصیل پہچانتے ہیں۔ اور زید اس دعوی پر دلائل لاتا ہے جنکے جواب سے عاجز ہوکر جانب مخالف

اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۱ میں اسپر زور دیا ہے کہ قرآن شریف سے استدلال کرنا مجتہد کا کام ہے تو گویا مدعا یہ ہے کہ کلام اللہ سے استدلال کرنا غیر مجتہد کے لیے جائز نہیں اور یہ بالکل غلط ہے اسواسطے کہ غیر مجتہد جو کلام اللہ کی تفسیر جانتا ہو وہ صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کر سکتا ہے۔ اور کہیں اسکی ممانعت نہیں۔ طحطاوی مراقی واما فہم الاحکام من نحو الظاہر والنص والمفسر فلیس مختصا به ای بالمجتہد بل یقدر علیه العلماء الاعلام مسلم الثبوت میں ہے وایضا شاع وذاع احتجاجہم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر ہے آپکا فاسئلوا اہل الذکر نقل فرمانا وہ دیانت کے خلاف اسوجہ سے ہے کہ آپنے اُسکا ایک جزو جو آپکے مدعا کے خلاف تھا چھوڑ دیا اور وہ ان کنتم لا تعلمون ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال نہ جاننے کی حالت میں ہوتا ہے۔ مخبر صادق صلے اللہ تعالی علیه وسلم نے ارشاد فرمایا انما شفاء العی السوال آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صریح آیتوں سے بھی استدلال نکرو۔ جیساکہ آپنے سمجھا اور حسب مضمون ع دروغگورا حافظہ نباشد خود آپ ہی اس علت میں مبتلا ہو گئے جسے زید کے لیے ناروا بتا رہے تھے۔ چنانچہ آیہ شریفه وما علمناہ الخ سے استدلال کیا اور بے سمجھے جیساکہ ظاہر ہو چکا۔ اور اسکے سوا اور جگہ بھی

قوله وعلمک مالم تکن تعلم کے معنی اسکے مدعا کے موافق تسلیم کرلیے جاویں تو لازم ہے کہ دوسری آیت وعلم الانسان مالم یعلم سے تمام مرد وزن صغیر وکبیر برنا وپیر عالم ہو یا جاہل شہرستانی ہو یا دہقانی۔ ہر ایک علوم غیر متناہیه کے ساتھ موصوف ہو جاوے اور ہر کس وناکس کا علم جناب رسول اکرم سرور عالم صلے اللہ علیه وسلم کے علم کے مساوی اور برابر ہو جاوے۔

اقول افسوس کہ آپنے کچھ بھی غور نفرمایا اور یہ خیال نہ کیا کہ انسان علم الانسان میں معرف باللام ہے اس سے فرد کامل شخص معین مراد ہے۔ بس اس تقدیر پر حسب مقتضاے دیگر آیات قرآنیه اس لفظ سے آنحضرت صلے اللہ تعالی علیه وسلم ہی مراد ہیں۔ چنانچہ **تفسیر معالم التنزیل** میں آیه وعلم الانسان مالم یعلم کے تحت میں ایک قول یہ بھی لکھا ہے وقیل الانسان ههنا محمد صلی الله علیه وسلم وبیانه وعلمک مالم تکن تعلم یعنی کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے محمد صلی اللہ علیه وسلم مراد ہیں اور اسکا بیان آیہ شریفه وعلمک مالم تکن تعلم ہے اور ایسے ہی آیه شریفه خلق الانسان علمه البیان میں بھی انسان سے حضرت

عالم غیر مجتہد کو صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال جائز ہے۔

آیہ وعلمک مالم تکن تعلم پر مخالفین کے اعتراض کا جواب

آیہ وعلم الانسان مالم یعلم میں انسان سے آنحضرت مراد ہیں

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں چنانچہ امام بغوی نے معالم التنزیل میں اس آیت کے
تحت میں فرمایا ہے قَالَ ابْنُ کَیْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ یعنی مُحَمَّدًا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم عَلَّمَہُ
الْبَیَانَ یعنی بیان مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ تفسیر حسینی میں ہے یا بوجود آور د محمد را و بیاموزانید
وے را بیان انچہ بود وہست و باشد۔ اب ثابت ہوگیا کہ آیہ کریمہ علم الانسان مالم یعلم میں انسان
سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں پس وہ اعتراض جو جانب مخالف نے کیا وارد نہیں ہو سکتا۔ اور
نہ آیہ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم سے معارضہ ہوتا ہے بلکہ یہ دونوں آیتیں ایک ہی مضمون کی ہیں جیسا کہ
اوپر تفسیر معالم التنزیل سے ظاہر ہوا۔

ایک نئے مہربان کا نیا شبہ

شبہ قرآن شریف میں سرور اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت وارد ہے وَیُعَلِّمُکُمْ
مَا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمکو تمام وہ چیزیں تعلیم فرماتے ہیں جنکو تم نہیں
جانتے تھے۔ اس آیت میں بھی آیہ وعلمک مالم تکن تعلم کی طرح کلمہ ما علم ہے تو ثابت ہوا کہ سب لوگ عالم الغیب ہوئے
جواب قطع نظر اس سے کہ اس آیت میں مخاطب کون ہے یہ آیت ہمارے مدعا کو ہرگز مخل نہیں۔ نہ اس سے
یہ ثابت ہو سکے کہ سب عالم الغیب ہیں البتہ اگر یہ منظور کر لیں کہ ہمارے سرکار عالم جمیع اشیا حضرت محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کو جو کچھ وہ جانتے تھے بتایا اور قیامت کا احوال بتایا تو بھی کوئی حرج نہیں
بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جو کچھ قیامت تک ہونیوالا تھا سب بتایا
جس کو یاد رہا یاد رہا۔ جو بھول گیا بھول گیا۔ پھر بھی سب ایک سے نہیں جسکو زیادہ یاد ہے وہ بڑا عالم ہے
جو بھول گیا وہ تو بھول ہی چکا۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن کی فصل اول میں
بخاری اور مسلم سے مروی ہے عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَقَامًا مَا تَرَکَ شَیْئًا مَا یَکُوْنُ فِیْ مَقَامِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا حَدَّثَ
بِہٖ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ انتہی بقدر الحاجۃ
قولہ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ اَیِ الْقُرْاٰنَ وَالْحِکْمَۃَ اَیْ مَا فِی الْقُرْاٰنِ
مِنَ الْاَحْکَامِ وَعَرَّفَکَ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَعَلَّمَکَ مَا اُوْحِیَ مِنَ الْغَیْبِ
وَخَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ذٰلِکَ اِلٰی وَقْتِ التَّعْلِیْمِ اس تفسیر نجم

من ہے - پہلا بیان کے واسطے اور دوسرا تبعیضیہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن اور جو قرآن میں احکام نازل کیے ہیں اور بعض غیب اور امور مخفیہ جو ابھی تک آپ کو معلوم نہ تھے تعلیم فرمائے۔

اقول وباللہ التوفیق **روح البیان** کی اس عبارت کے نقل کرنے سے جانب مخالف کا یہ مدعا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک سب کا علم نہ تھا جسکا زید دعویٰ کرتا ہے - اور یہ بات تفسیر روح البیان سے ثابت نہیں بلکہ زید کا مدعا بخوبی ثابت ہو - جب جانب مخالف کو کوئی مفر نہ ملا تو انہوں نے بقول شخصیکہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہو من کو پکڑ لیا اور اس بیچارہ کو تبعیضیہ بنا دیا۔ ذرا اس ذی ہوش سے کوئی یہ تو پوچھے کہ پہلے من کے بیانیہ ہونے پر کونسا قرینہ قائم تھا جو یہاں نہیں پھر وہاں بیانیہ مانکر یہاں تبعیضیہ کہدینا بالکل نادانی ہی نادانی ہے - اگر جانب مخالف کو زیادہ جوش آجائے اور وہ پہلے من کو بھی تبعیضیہ بنا کر یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کا بھی علم نہ تھا (نعوذ باللہ) تو کون انکے قلم اور زبان کو پکڑ لیگا - مگر اب ہم اس روح البیان کے من کا تبعیضیہ یا بیانیہ ہونا روح البیان ہی کے قرینہ پر موقوف کرتے ہیں کہ وہ دوسرے مقام پر کیا کہہ رہی ہیں - ملاحظہ ہو روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۲۴ وَكَذَا صَارَ عِلْمُهُ مُحِيْطًا بِجَمِيْعِ الْمَعْلُوْمَاتِ الْغَيْبِيَّةِ الْمَلَكُوْتِيَّةِ كَمَا وَرَدَ فِي حَدِيْثِ اِخْتِصَامِ الْمَلٰئِكَةِ اَنَّهٗ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ عِلْمَ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ یعنی جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے جیسا کہ حدیث اختصام الملٰئکہ میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رب العزۃ نے اپنا کف دست فیض ورحمت میرے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھا میں نے اس فیض کی سردی اپنی چھاتیوں کے درمیان میں پائی پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا اور ایک روایت میں ہے کہ علم ما کان اور ما سیکون روشن اور ہویدا ہوگیا - اب خوب ظاہر ہوگیا کہ صاحب روح البیان سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

[illegible]

کو تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا عالم بتعلیم الٰہی جانتے ہیں لہٰذا اُنکی عبارت میں ہرگز من تبعیضیہ نہیں جو کوتاہی علم عالم ما کان و ما یکون صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر دلالت کرے بلکہ یہ آپکا فہم اور اجتہاد نہیں وہم ہے جو آپنے ایسا سمجھ لیا۔ آیۂ شریفہ کا مطلب تو یہ ہے کہ اے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اللہ جلشانہٗ نے آپ پر کتاب یعنی قرآن شریف اور حکمت یعنی جو احکام کہ قرآن شریف میں مبین نازل فرمائے اور حلال و حرام کی معرفت کرادی اور ما یوحی کی کہ وہ غیب اور ایسے مخفی امور ہیں جنکو آپ ابتک نہ جانتے تھے تعلیم فرمادی۔ اب فرمائیے کہ اس عبارت کو جانب مخالف کے مدعا سے کیا مناسبت ہے اور اُنکے منشاء کو اُس سے کیا لگاؤ۔ یہ تو مثبت عین علم نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مؤید ہے۔ نہ مخالف ذی ہوش کی جسکو ابھی تک یہ خبر نہیں کہ اس عبارت میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے اثبات کے سوا انکار کا حرف تک نہیں۔ اگر بچارے جانب مخالف کی عاجزی پر رحم کرکے ہم یہ فرض بھی کرلیں کہ من تبعیضیہ ہے تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہوگا اور جانب مخالف کو بشرط حیاداری ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اسلئے کہ من تبعیضیہ ہونیکی حالت میں اس عبارت سے موجبہ جزئیہ نکلیگا اور وہی ہمارا مطلوب ہے عه جیسا کہ ابتدائے رسالہ میں ظاہر ہوچکا کہ علم جناب باری کے سامنے جمیع مخلوقات کے علم کو وہ نسبت بھی نہیں جو سمندر کے سامنے قطرے کو ہے مخالف پر یہ لازم کہ سالبہ کلیہ عه پیش کرے اسلئے کہ موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوتا ہے نہ موجبہ جزئیہ۔ اور اگر جانب مخالف نے یہ سمجھا کہ اہلسنت والجماعۃ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جمیع اشیا کا علم ثابت کرتے ہیں کہ اس صورت میں اُنکا دعویٰ موجبہ کلیہ عه ہوا تو یہی موجبہ جزئیہ عه پیش کرتا ہے اُسکو کیا مفید اور خصم کو کیا مضر۔ موجبہ جزئیہ کا صدق موجبہ کلیہ کے صدق کا منافی نہیں۔ بعض الانسان ناطق کا صدق کل انسان ناطق کے کذب کو مستلزم نہیں۔ بہرحال تہذیب پڑھنے والا بچہ بھی ایسی غلطی نکرتا جیسی جانب مخالف نے کی۔ جانب مخالف کو ہنوز یہ خبر نہیں کہ ثبوت شئے نفی ما عدا کو مستلزم نہیں۔ رد المحتار صفحہ ۔ میں ہے و فی شرح التحریر عن شمس الائمۃ الکردری ان تخصیص الشئ بالذکر لا یدل علی نفی الحکم عما عداہ۔

عه کہ ہم بعض مغیبات اللہ تعالیٰ معلوم نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے ہیں۔ ۱۲

عه و فی بعض مغیبات اللہ تعالیٰ بعلوم نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

عه یعنی بعض شئ معلوم نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

عه بعض الاشیاء معلوم نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

غلام احمد شوق۔

قولہ اور تفسیر کبیر میں اس آیت کو دو وجہوں کے لیے محتمل کیا ہے ایک یہ کہ مراد اس سے دین کے امور ہیں یعنی کتاب اور حکمت اور انکے اسرار و حقائق۔ اور دوسرے یہ کہ مراد و علمک ما لم تکن تعلم سے اولین کے اخبار مراد ہیں اور منافقین کے مکر اور حیلوں پر اطلاع

اقول آپ کی یہ تقریر آپ کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی۔ اسی تفسیر کبیر اور اسکے سوا اور کتب کثیرہ میں مثلا اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں تصریح بتایا ہے کہ قرآن عظیم ذی وجوہ ہے اور ہر وجہ پر صحیح ہے۔ یہ دو وجہیں کہ قفال نے اپنے دل سے نکالیں یہ بھی محتمل ہیں اور اسی محال اطلاق میں داخل ہیں جیسے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی تین سو تفسیریں کی گئیں اور وہ سب اسی اطلاق لفظ حسنة میں داخل ہیں نہ ایک دوسرے کی منافی نہ اسقدر زیادت کی نافی مگر لطف تو یہ ہے کہ آپکا اس عبارت سے استدلال بے مصادرہ علی المطلوب کے پورا نہ ہوگا۔ تعجب تو کیجیئگا کہ یہ کیونکر۔ ہاں سنیئے یہ اسلیے کہ آپ لفظ علم امور دینیہ سے علم ماکان و مایکون کی نفی چاہتے ہیں۔ اور یہ جبھی صحیح ہوگی کہ ماکان و مایکون کا علم نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو۔ کہ اگر حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ علم دیا گیا تو یہ حضور کے فضائل جلیلہ سے ایک فضیلت ہوئی اور حضور کے معجزات جمیلہ سے ایک معجزہ اور حضور کے فضائل معجزات قطعا اعظم امور دینیہ سے ہیں اور انکا علم بیشک امور دینیہ کا علم ہے اور امور دینیہ کا علم تم خود تسلیم کرتے ہو تو ضرور حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ علم بھی دیا گیا کہ حضور کو ماکان و مایکون کا علم ہے ہاں اگر یہ ثابت ہوتا کہ معاذ اللہ حضور کو علم ماکان و مایکون نہیں تو البتہ انکا علم امور دینیہ سے نہ ہوتا کہ اس عبارت سے استناد صحیح ہونے کے لیے آپ کو اپنے اصل دعوے کے استناد کی حاجت ہوگی اور یہی مصادرہ علی المطلوب ہے اور فضول و لغو کہ دعوی اگر خارج سے ثابت ہے تو اس عبارت کی کیا حاجت اور ثابت نہیں تو یہ عبارت بھی محض بیکار و اجنبی **تعجب خیز** امر تو یہ ہے کہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ مراد اس سے دین کے امور ہیں اور پھر جا بجا انکار کرتے جاتے ہیں کہ حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ تھا۔ آپ نے جسطرح علم نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کم سمجھ لیا ہے اسیطرح دین کے امور کو بھی چھوٹا سا فرض کر لیا ہے۔ ابھی آپ کو اتنی تمیز بھی نہیں کہ معجزہ بھی دین کے امور میں سے ہے

تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو جمیع معلوماتِ غیبیہ ملکوتیہ کا علم عطا فرمانا بطریق
معجزہ کے دین ہی کے امور میں سے ہے چنانچہ اس سے قبل مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف جلد پنجم
سے نقل ہو چکا اَنَّہٗ اَخْبَرَ فِی الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِیْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ مِنَ الْمَبْدَأِ اِلَی
الْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وتیسیر ایراد ذٰلک الشکل فی مجلس واحد من خوارق العادۃ
اَمْرٌ عَظِیْمٌ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں ابتداء
اور معاش اور معاد یعنی دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادۃ میں سے ایک امر عظیم ہے
بخاری شریف کی ایک حدیث جو مشکوۃ شریف صفحہ ۱۸۵ میں بروایت ابوہریرہ مروی ہے جسکا
یہ مضمون ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرورِ اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
مجکو صدقہ فطر کی نگہبانی پر مامور فرمایا۔ میں اس طعام صدقہ کی نگہبانی کرتا تھا کہ ایک شخص آکر اس کھانے
میں سے لپ بھر کر لیجانے لگا میں نے اسکو پکڑ لیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں محتاج اور عیالدار
سخت حاجتمند ہوں میں نے اسکو چھوڑ دیا اور صبح کو خدمت اقدس نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا
کہ حضور اس نے کثرت عیال اور شدت احتیاج کی شکایت کی مجھے رحم آیا تو میں نے اسکو چھوڑ دیا
حضور سراپا نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے تجھسے جھوٹ بولا اور وہ
پھر آئیگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ بے شک پھر آئیگا اسلیے کہ
حضور نے فرما دیا ہے۔ قصہ مختصر اسی حدیث کے تحت میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ میں
تحریر فرماتے ہیں فیہ اخبار النبی بالغیب معجزۃ لہ اب ثابت ہوا کہ علم بالغیب
نبی کریم علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ الصلوۃ والتسلیم کا معجزہ ہے۔ اب جانب مخالف اپنے دل میں انصاف
کریں کہ معجزہ امور دین میں سے ہے اور امور دین کا علم جانب مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ رہا آپکا
یہ فقرہ یعنی کتاب اور حکمت اور انکے اسرار و حقائق اسمیں بھی تمام علوم آگئے اسلیے
کہ جناب حق سبحٰنہ تعالیٰ کلام اللہ کی شان میں ارشاد فرماتا ہے وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ
تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمنے تم پر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر چیز
کا بیان واضح ہے۔ پس جبکہ آپکے نزدیک بھی فخر عالم اعلم الخلائق صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کتاب

اور حکمت اور انکے اسرار و حقائق تعلیم فرمائے گئے تو احاطہ علم نبوی صلعم سے کونسی شی باہر رہ گئی نہ معلوم کہ آپنے تفسیر کبیر کی عبارت کیوں نقل فرمائی۔

قولہ اور اس تفسیر کے ضمن میں اور دو فائدے حاصل ہوئے ایک علم کی غایت درجہ کی فضیلت دوسرے یہ کہ حقتعالی نے کسی مخلوق کو سوائے قدر قلیل علم کے نہیں عطا فرمایا۔

اقول تسلیم کہ کسی مخلوق کو حق تعالی نے قدر قلیل علم کے سوا نہیں عنایت فرمایا جیسا کہ کریمہ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا اسپر دال ہے اور سب کا علم جناب باری تعالی کے علم کے سامنے قلیل ہے جیسا کہ ابتداء رسالہ ہذا میں مذکور ہو چکا۔ لیکن علم نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اگرچہ بمقابلہ علم الہی کے قلیل ہے مگر بجائے خود ایسا وسیع ہے کہ کوئی شئے اسکے احاطہ سے خارج نہیں چنانچہ اسی تفسیر کبیر کی اُس عبارت میں جو آپنے نقل کی ہے اسپر اشارہ ہے وسمی جمیع الدنیا قلیلا حیث قال قل متاع الدنیا قلیل اس سے ظاہر کہ نعیم آخرت کے سامنے تمام دنیا کا متاع بھی قلیل ہے۔ اسیطرح اس جناب سبحانہ کے علم کے سامنے تمام مخلوقات کا علم بھی قلیل ہے لیکن جسطرح کہ ہم اپنے نزدیک تمام دنیا کو قلیل نہیں جانتے اسیطرح تمام مخلوقات کا علم بھی ہمارے نزدیک قلیل نہیں۔ اگر ہم اسکو فی نفسہ قلیل جانیں تو بڑی حماقت ہے۔ اسکی مثال یوں سمجھو کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو خوش ہو کر ہزار گانوں عطا کیے تو بادشاہ کی سلطنت اور دولت کے سامنے تو کچھ نہیں۔ یہ سب گانوں نہایت ہی قلیل ہیں مگر مفلس تہیدست بیچارے جسنے پیسونکے سوا کبھی روپیہ دیکھا ہی نہیں وہ تو ہزار گانوں کو متاع سلطنت سمجھے گا اور تعجب سے کہیگا کہ بادشاہ نے ہرگز وزیر کو ہزار گانوں نہ دیے ہونگے ورنہ وزیر بادشاہ سے کس بات میں کم رہا اب اُسے ہر چند سمجھائیے کہ بادشاہ کے سامنے ہزار گانوں کیا چیز ہیں اور وزیر کو ہزار گانوں ملنے سے بادشاہ کی ہمسری نہیں آ جاتی مگر نے تو دیے ہیں وہی تو معطی ہے۔ اسیطرح ایک اور حکایت مشہور ہے کہ کسی گانو میں ایک عقلمند رہتے تھے اور ہمیشہ اپنے عقل کی سن گن ہٹ لوگوں کو سنا کر محظوظ کیا کرتے تھے جاڑونکے موسم میں گانو میں تیونکا وہاں گذر ہوا۔ عقلمند صاحب کو کبھی ہیولے کے دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا دیکھتے ہی فرمایا کہ لے عزیز دیتے اپنے کندھے پر یہ بوجھ کیسا لادے ہو کیا ہی اسمیں کونسی ایسی نعمت ہے جسکے لیے تمنے یہ تکلیف گوارا کی۔ انھوں نے جواب دیا کہ صاحب اسمیں

گنگا کا پانی ہے اور وہ نہایت عمدہ ہوتا ہے مدتوں رکھ لیجئے بدبو نہ دے گا نہ سڑے گا۔ یہ سنا تھا کہ عقلمند صاحب کو جوش آیا اور آنکھیں نکالکر فرمانے لگے کہ تم سخت بیمروت اور بیعقل لوگ ہو اور تمہیں اتنی ہوس ہے کہ جتنا پانی گنگا میں تھا سب لے آئے اور ایک قطرہ نہ چھوڑا اب کوئی دیوتا جائے گا تو کیا لائے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ صاحب وہاں بہت پانی ہے جتنا چاہیے لے آئیے۔ عقلمند صاحب ناراض ہوکر فرمانے لگے کہ بس خاموش زیادہ بے ادبی مت کرو ہم تمہارے بہکانے کے نہیں ہیں بھلا جب پانچ چھ سو آدمی پانی بھر لائے تو اب کیسے رہ سکتا ہے بس ہمکو ایسا نہ بننا چاہیے اور یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ جلشانہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کے علوم تعلیم فرمائے تو باقی کیا رہ گیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ جل شانہ برابر ہوگئے۔ معاذ اللہ۔ جملہ اشیاء کے علوم اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب اللہ جل شانہ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں علامہ شہاب الدین خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے ناقل ہیں اِنَّ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا نِہَایَۃَ لَہَا وَغَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا یُبْدُوْنَہٗ وَمَا یَکْتُمُوْنَہٗ قَطْرَۃٌ مِّنْہَا یعنی اللہ جلشانہ کے معلومات کی کوئی نہایت نہیں اور آسمانوں اور زمینوں کے غیب اور جو ظاہر کرتے اور جو چھپاتے ہیں۔ یہ سب تو علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں۔ ہمارے مخالفین یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اتنا اللہ تعالے نے کسی کو تعلیم فرمایا تو وہ اللہ تعالیٰ کی برابر ہوگیا۔ میاں برابر کیا معنے تو اسکے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ ابھی تک علم الٰہی کی وسعت بھی معلوم نہ تھی۔ اب ذرا آنکھیں کھلیں گی پھر ان عقلمندوں سے پوچھو کہ اگر اللہ جلشانہ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب تعلیم فرمائے تو یہ انکے علم کا ایک قطرہ ہے اُسکے علم کے سامنے قلیل ہے یا نہیں لیکن ہمارے حق میں کثیر قلیل نہیں۔ تفسیر مدارک التنزیل میں ہے اِنَّ حُیَیَّ بْنَ اَخْطَبَ قَالَ فِیْ کِتَابِکُمْ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ثُمَّ تَقْرَءُوْنَ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا فَنَزَلَتْ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ

[illegible]

رَبِّی الآیہ یعنی اِنَّ ذٰلِکَ خَیْرٌ کَثِیْرٌ وَّ لٰکِنَّہٗ قَطْرَۃٌ مِّنْ بَحْرِ کَلِمَاتِ
اللّٰہِ تَعَالٰی ام حیی ابن اخطب نے کہا کہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پاک میں ہے کہ جسکو حکمت
دی گئی خیر کثیر دی گئی پھر تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ تمہیں علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا تو یہ آیت نازل
ہوئی قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر الآیہ خلاصہ یہ کہ یہ خیر کثیر تو بیشک ہے لیکن
اللہ جلشانہ کے کلمات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ یہ علم بے شک کثیر اور
اور اللہ جلشانہ نے خود کثیر فرمادیا لیکن اللہ جلشانہ کے علم کا ایک قطرہ ہے اور اسکے سامنے قلیل
تفسیر روح البیان ص۳ میں ہے قَالَ شَیْخُنَا الْعَلَّامَۃُ اَبْقَاہُ اللّٰہُ بِالسَّلَامَۃِ
فِی الرِّسَالَۃِ الرَّحْمَانِیَّۃِ فِیْ بَیَانِ الْکَلِمَۃِ الْعِرْفَانِیَّۃِ عِلْمُ الْاَوْلِیَاءِ مِنْ
عِلْمِ الْاَنْبِیَاءِ بِمَنْزِلَۃِ قَطْرَۃٍ مِّنْ سَبْعَۃِ اَبْحُرٍ وَعِلْمُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ عِلْمِ
نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذِہِ الْمَنْزِلَۃِ وَعِلْمُ نَبِیِّنَا مِنْ عِلْمِ الْحَقِّ
سُبْحَانَہٗ بِھٰذِہِ الْمَنْزِلَۃِ اِنْتَھٰی ہمارے شیخ نے رسالہ رحمانیہ میں فرمایا کہ اولیاء کا علم
انبیاء کے علم سے وہ نسبت رکھتا ہے جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہے اور
انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے بھی نسبت رکھتا ہے اور ہمارے نبی
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا علم حق سبحانہ تعالی کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے۔ الغرض تمام
مخلوقات کے علوم کا بمقابلہ باری تعالی قلیل ہونا مسلم۔ اور فریق مخالف کو اس سے
کچھ فائدہ نہیں اسلیے کہ وہ قلیل بھی کثیر ہو کر اُسکے مدعا باطل کا خون کر رہیں دریغ نہیں کرتا
پس اگرچہ علم سرور اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم علم الٰہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر
اس تقابل کے وہ علم عظیم ہے اور تمام ماکان وما یکون الی یوم القیمہ کو حاوی۔ جناب
مخالف نے تفسیر کبیر کے بعض الفاظ کا خلاصہ لکھا جو انکو بھی مضر تھا یہ دیانت سے بعید ہے
اب اس آیت کی تفسیریں نقل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہوجائے کہ معترض کسقدر خلاف
صواب ہیں تفسیر بیضاوی مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ اَوْ مِنْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ
وَالشَّرَائِعِ تفسیر مدارک { وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ } مِنْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ
وَالشَّرَائِعِ اَوْ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ۔ تفسیر خازن و

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ای یعنی من احکام الشرائع و امور الدین
وَقِیْلَ عَلَّمَکَ مِنْ عِلْمِ الْغَیْبِ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَ قِیْلَ مَعْنَاہُ وَ
عَلَّمَکَ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَ اَطْلَعَکَ عَلٰی ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَ عَلَّمَکَ
مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِیْنَ وَ کَیْدِھِمْ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ
عَلَیْکَ عَظِیْمًا یعنی وَ لَمْ یَزَلْ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ عَظِیْمًا ان عبارات کا

خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو جناب حق سبحنہ تعالی نے اپنے فیض عظیم سے
احکام شرع اور امور دین اور علوم غیب اور خفیات امور اور ضمائر قلوب غیر ہا جنکو ابتک
حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نہیں جانتے تھے تعلیم فرمائے۔ اور آپکے فضل ہی

تفسیر آیہ وعلمک الآیہ ۔ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے علم ماکان و مایکون کا ثبوت :-

اور تم اے محمد صلے اللہ تعالے علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم اسکا فضل ہمیشہ رہے گا۔ تفسیر حسینی میں
ہے وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ آنچہ نبودی کہ بجود بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر
و جمہور گفتہ اند کہ آن علم ست بر بوبیت حق سبحانہ و جلال او و شناختن عبودیت
نفس و قدر حال او و در بحر الحقائق میفرماید کہ آن علم ماکان و مایکون ست کہ حق سبحانہ
و تعالی در شب اسرا بدان حضرت علیہ الصلوۃ و السلام عطا فرموده چنانچہ در احادیث
معراجیہ آمده ست کہ در زیر عرش قطره در حلق من ریختند فعلمت ماکان و مایکون
پس دانستم آنچہ بود و آنچہ خواہد بود حاصل یہ کہ خفیات امور اور مکنونات ضمائر جو تم
نہ جانتے تھے تمھے تعلیم فرمائے اور جمہور مفسرین نے کہاہے کہ وہ ربوبیت حق اور جلال
حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور اسکی قدر حال کا پہچاننا ہے اور بحر الحقائق میں
فرماتے ہیں کہ وہ علم ماکان اور مایکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے شب معراج
میں آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیث
معراجیہ میں آیاہے کہ میں عرش کے نیچے تھا کہ ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اسکے
ورود فیضان سے میں ماکان اور مایکون یعنی گزشتہ اور آئندہ کے سب امور کا عالم
ہوگیا۔ اسکے بعد جانب مخالف نے کریمہ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا

آیہ ویکون الرسول علیکم شہیدا پر جانب مخالف کا اعتراض اور اسکا جواب :-

شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ادعس سے

امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب سرور کائنات علیہ الصلاۃ والسلام کا قیامت میں
دونوں ہی کے سب پر گواہ ہونا ثابت ہے اور مفسرین نے وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے تحت میں بیان کی ہے اسکی نسبت یہ لکھا ہے

قولہ اگر اس آیہ کریمہ کا وہی مطلب ہے جو زید ابیہاد بہ ہے تو لازم آتا ہے کہ مزید جسے
آیت کے ترجمہ میں ایک زمانہ خامہ فرسائی کی مگر نصیب نے یاوری نہ کی علام الغیوب بن جائے

اقول جانب مخالف کا یہ منشا ہے کہ اگر شہید کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت
علمی پر دال ہو تو یہی لفظ لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ میں تمام امتیان مصطفے صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ وہاں بھی اگر تمام امتیونکی وسعت علم پر
دال ہو تو لازم آئے گا کہ سب عالم ماکان وما یکون ہوں۔ جانب مخالف کے اس شبہ کا
جواب یہ ہی کہ یہ سب جانب مخالف کا قیاس ہے اور قیاس اس طرح والونکا خود جانب
مخالف کے نزدیک ناقابل اعتبار نہ آیت کا یہ مطلب نہ مفسر کا قول سب سے پہلے تفسیر قرآن
ہاتھ میں لیجیے اور اس سے دریافت کر لیجیے کہ اس آیہ سے وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دلالت
ہے یا نہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل کہ اسمیں محی السنہ امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
اس آیت کے تحت میں یہ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے
قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ فَمَا
تَرَکَ شَیْئًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا ذَکَرَہٗ فِیْ مَقَامِہٖ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا
کَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رُءُوْسِ النَّخْلِ وَاَطْرَافِ الْحِیْطَانِ قَالَ اَمَا اِنَّہٗ
لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا فِیْمَا مَضٰی مِنْہَا اِلَّا کَمَا بَقِیَ مِنْ یَوْمِکُمْ ھٰذَا الحدیث
خلاصہ یہ ہے کہ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت نے ایکروز عصر کے بعد ہم میں کھڑے
ہو کر قیامت تک ہونیوالی خبریں سب ہی بیان کر دیں اور کوئی چیز چھوڑ نہ دی یہانتک
کہ جب دھوپ کھجوروں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کنارے پر پہونچی تو فرمایا کہ دنیا کے
احوال میں سے صرف اسقدر باقی رہ گیا جتنا دن باقی رہا ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ
کا اس حدیث شریف کو اس آیہ شریفہ کے تحت میں لانا صاف بتلا رہا ہے کہ آیہ شریفہ

میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسعت علمی مذکور ہے۔ جب تفسیر سے ثابت ہوا کہ یہ آیت
علم نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دال ہے تو ایک ایسے شخص کے قیاس پر کیا توجہ کیجائے جو
آجتک آیت کی تفسیر سے غافل ہے غرضکہ جب ہمارا مدعا آیت سے اور تفسیر حدیث سے
ثابت پھر کسی منکر کا اعتراض قابل سماعت نہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اسکی طرف توجہ کرتے
ہیں۔ جاننا چاہیے کہ صحت شہادت کے لیے شاہد کو مشہود علیہ پر علم یقینی ہونا چاہیے
اور یہ بواسطہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے امت کو حاصل اور اُس جناب کی بدولت انکا
یقین کامل۔ یہی جواب جو جانب مخالف پر پیش کیا گیا انشاء اللہ العزیز روز شہادت اُن
امتوں پر پیش کیا جاویگا جو تبلیغ انبیاء کا انکار کرینگی۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث
دہلوی رحمۃ اللہ نے تفسیر عزیزی میں تحریر فرمایا ہے وہذا چون امم دیگر در مقام رد شہادت
ایشان خواہند گفت کہ شما از چہ رو شہادت مید ہید حال آنکہ در وقت ما نبودید حاضر واقعہ
نشدید ایشان جواب خواہند گفت کہ ما را خبر خدا بوساطت پیغمبر خود رسیدہ در مادہ افادہ یقین بہتر
از دیدن و حاضر شدن گردید و در شہادت علم یقینی بر مشہود علیہ میباید بہر طریق کہ حاصل شود
تعجب ہے کہ جانب مخالف نے آنحضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جملہ امت محمدیہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر سمجھ لیا اور کچھ فرق نہ کیا۔ شہادت کا لفظ جب امت کی طرف
منسوب دیکھا اور پھر اسکو سب امت کی صفت پایا تو فوراً مرتبہ برابر سمجھ لیا اور یہ کچھ خیال نہ کیا
کہ امت کا علم تعلیم نبی کریم سے ہے اور نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تعلیم الٰہی سے پھر وہ منصب
رسالت کے لائق کہ جس سے تمام عالم کا نظام متعلق اور یہ مرتبہ عبدیت کے موافق جو فقط اپنی اصلاح
کے لیے ہے اس شہادت پر پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت ضروری جیساکہ ارشاد ہوا
یکون الرسول علیکم شہیدا یہ شہادت خود ہی کافی جو اور کسی دوسری شہادت کی محتاج
نہیں۔ ان سب سے قطع نظر کیجیے اور یہ غور فرمایے کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے
ایک ہی ہونے ضرور نہیں بلکہ کبھی ایک لفظ کے معنی ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہیں
اور دوسرے کی نسبت سے کچھ اور چنانچہ صلوٰۃ اور ہمارے غیر ہمارے الفاظ مختلف ہو کر بھی مختلف
معانی میں مستعمل ہو جاتے ہیں اور ان کی بھی کوئی تخصیص نہیں بلکہ تمام الفاظ مختلف مواقع پر مختلف

معانی میں مستعمل ہوتے ہیں چنانچہ آیہ کریمہ ومکروا ومکر اللہ ملاحظہ ہو کہ وہاں ایک ہی لفظ مکر ہے جو کفار کے لیے اور دوسری جگہ حق تعالیٰ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اور ایک جگہ معنے کچھ ہیں دوسری جگہ کچھ اور حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت کلام میں لفظ ظلم وارد ہے چنانچہ فرمایا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین وقولہ تعالیٰ ربنا ظلمنا انفسنا ان دونوں مقاموں میں ظلم بمعنی ترک اولیٰ ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں مذاق جمہور اہل تفسیر آنست کہ ظلمی کہ این ہر دو بزرگ بخود نسبت فرمودہ اند ظلم حقیقی نبود بلکہ ترک اولیٰ۔ اور دوسری آیت لا ینال عہدی الظالمین میں ظلم کے حقیقی معنی جو فسق ہیں مراد ہیں چنانچہ یہی شاہ صاحب رحمہ اللہ اسی تفسیر میں یہ آیہ لا ینال عہدی الظالمین کی نسبت فرماتے ہیں۔ ودر آیت مراد ظلم حقیقی است کہ فسق است۔ غرضکہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہے اور دوسری جگہ کچھ۔ اور اسی لفظ شہادت کو نہ دیکھیے کہ بیان امت کے لیے بمعنی گواہی مستعمل ہوا اور واللہ علیٰ کل شیء شہید میں بمعنی علیم کے۔

اگر جانب مخالف کے قاعدے کے بموجب لفظ شہید بمعنی علیم ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللہ جل شانہ کا علیم ہونا ہی ثابت نہ ہو سکیگا معاذ اللہ العلیم پس جناب مخالف کو یہ خیال کر لینا تھا کہ جائز ہے کہ امت کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہوا وہ اور معنی میں ہو اور سرور اکرم کی نسبت جو مستعمل ہوا وہ علم کے معنی میں ہو جیسا کہ مفسرین نے فرمایا ہے۔ چنانچہ مولوی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی جنکو جناب مخالف معتبر اور بزرگ جانتے ہیں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں بلکہ میتوان گفت کہ شہادت درینجا بمعنی گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع ونگہبانی است تا از جادۂ حق بیرون نروید چنانچہ واللہ علی کل شیء شہید ودر مقولۂ حضرت عیسیٰ کہ کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علیٰ کل شیء شہید وچون این نگہبانی واطلاع طریق تحمل شہادت است وتحمل شہادت برائے ادائے شہادت میباشد ودر احادیث این شہادت را بگواہی روز قیامت تفسیر فرمودہ اند بنابر تحاصل المعنی لا تفسیر اللفظ۔ پس اب بخوبی ظاہر ہو گیا کہ لفظ شہادت جو آنحضرت کے لیے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی میں ہے جیسا کہ اور کہ

تفسیر سے نقل کیا گیا ہے۔ اور اس موقع پر کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت
ارشاد ہوا ہے اطلاع اور نگہبانی کے معنی میں ہے چنانچہ واللہ علیٰ کل شیٔ شہید اور
کنت علیہم شہیدا میں کلام اللہ میں بھی اسی معنی کے لیے استعمال ہوا ہے چونکہ نگہبانی
اور اطلاع طریق تحمل شہادت ہے اور تحمل شہادت ادائے شہادت کا باعث ہوتا ہے
اسلیے احادیث میں اس شہادت کو روز قیامت کی گواہی سے تفسیر فرمایا۔ اور یہ حاصل
معنی کا بیان ہے نہ الفاظ کی تفسیر پس ہمارا مدعا بخوبی ثابت ہو گیا اور جانب مخالف کو
کوئی محل اعتراض نہ رہا۔ ثالثاً جانب مخالف کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مفسرین نے آیہ
شریفہ وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس
ویکون الرسول علیکم شہیدا سے کیا مراد لی ہے اسلیے کہ انکا یہ خیال ہے
کہ شہید دونوں جگہہ ایک ہی معنی میں ہے اور جہاں امت کے لیے ارشاد ہوا ہے اس سے
تمام امت مراد ہے۔ پس اگر ہم اس موقع پر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب فرض
بھی کر لیں کہ لفظ شہید دونوں جگہہ ایک ہی معنی کے لیے ہے تو بھی ان کا مقصود ثابت
نہ ہو سکے گا۔ اس لیے کہ تمام امت اول سے آخر تک سب کا گواہ ہونا مراد نہیں ہے جو
جانب مخالف یہ اعتراض کریگے کہ سب کے لیے علم غیب کا ثبوت لازم آئے گا۔ بلکہ یہان
امت سے مہاجرین اولین اور انصار سابقین یا علما مجتہدین مراد ہیں کہ جنکا اجماع
خطا پر ممکن نہیں وہ حضور رب العالمین میں شہادت کے لیے منظور فرمائے گئے ہیں۔ اجماع امت خطا پر ممکن نہیں۔
اللھم ارزقنا اتباعھم واحشرنا معھم۔ چنانچہ شاہ صاحب
موصوف اسی تفسیر میں فرماتے ہیں ودرینجا تفسیرے ست بغایت دلچسپ کہ از بعضے
قدماے مفسرین منقول شدہ و از اکثر اشکالات مذکورہ نجات میدہد حاصلش آنکہ
وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا مخاطب کسانے اند کہ نماز بسوے
قبلتین گزاردہ اند یعنی مہاجرین اولین وانصار سابقین کہ علو درجۂ آنہا در ایمان
معروف و مشہور ست اور اس سے کچھ آگے چلکر تحریر فرماتے ہیں۔ لیکن اگر درینجا تمام
امت را از اول تا آخر اعتبار کنیم فائدہ تکلف بر ہم میگردد۔ زیرا کہ بعد از انقضاے

تمام امت ہیچ کس باقی نخواہد ماند کہ قول ایشان بر وے حجت تواند شد پس معلوم شد کہ
مراد اہل ہر زمانہ اند و چون اہل ہر زمانہ مخلوط مے باشند عالم و جاہل و صالح و
فاسق ہمہ در آنہا موجود مے شوند بقرائن عقلیہ معلوم شد کہ اعتبار بہ گفتہ علمائے
مجتہدان متدین ست نہ غیر ایشان و بہر حال اجماع ایشان بر خطا ممکن نیست والا این امت
خیار و عدول نباشد و در میان ایشان و امم دیگر فرقے نماند و این شرفے ست عظیم
کہ این امت را بہ حیات اجتماعیہ حکم پیغمبر زادہ اند چنانچہ حکم پیغمبر معصوم از خطا
واجب القبول ست ہمچنان حکم این امت باجماع معصوم از خطا و واجب القبول

اس عبارت سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ تمام امت اول سے آخر تک مراد نہیں بلکہ کبرائے
امت مراد ہیں۔ پس ہم کو تسلیم کہ کبرائے امت کو بھی امور غیب پر اطلاع فرمائی جاتی
ہے۔ اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے۔ البتہ معتزلی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے
حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی ولی کو علم حاصل نہیں۔ زرقانی شرح
مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ میں ہے قال فی لطائف المنن اطلاع العبد علی
غیب من غیوب اللہ تعالیٰ بنور منہ بدلیل خبر اتقوا فراسة
المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ لا یستغرب وہو معنی کنت بصرہ
الذی یبصر بہ فمن کان الحق بصرہ فاطلاعہ علی غیب اللہ لا یستغرب

واقعی امر یہ ہے کہ حسب مضمون حدیث شریف پروردگار جسکی بینائی ہو اسکا غیب پر
مطلع ہونا کیا بعید ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ زبدة الاسرار میں
حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رح کا ارشاد نقل فرماتے ہیں قال رضی
اللہ عنہ یا ابطال یا اطفال ہلموا وخذوا من البحر الذی لا ساحل لہ
وعزة ربی ان السعداء والاشقیاء یعرضون علی وان بؤبؤ عینی
فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم اللہ الخ بمنہ تعالیٰ وکرمہ اس عبارت سے
ثابت ہو گیا کہ سعداء اور اشقیاء اولیاء پر پیش کیے جاتے ہیں اور ان کی آنکھ کی پتلی
لوح محفوظ میں رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں۔

جیسا کہ پیغمبر معصوم کا حکم واجب القبول ہے ایسے ہی امت کے اجماع کا حکم واجب القبول ہے۔

غوث اعظم کا ارشاد کہ لوح محفوظ میرے سامنے ہے اور میں علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

مولانا جامی قدس سرہ السامی **نفحات الانس** میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان میگفتہ اند کہ زمین در نظر این طائفہ چون سفرہ ایست و ما میگوئیم چون روے ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست۔ یعنی حضرت عزیزان رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی مثل ہے اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ روے ناخن کی مثل ہے اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ اکبر میں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے **جامع کبیر** میں حارث بن مالک اور حارثہ بن نعمان انصاری سے اور طبرانی اور ابو نعیم کی روایت میں حارث ابن مالک انصاری سے مروی ہے قال مررت بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کیف اصبحت یا حارث قلت اصبحت مؤمنا حقا فقال انظر ما تقول فان لکل شیء حقیقۃ وما حقیقۃ ایمانک قلت قد عزفت نفسی عن الدنیا واسہرت لذلک لیلی واظمأت نہاری وکانی انظر الی عرش ربی بارزا وکانی انظر الی اہل الجنۃ یتزاورون فیہا وکانی انظر الی اہل النار یتضاغون وفی روایۃ یتعادون فیہا فقال یا حارث عرفت فالزم قالہا ثلثا وفی روایۃ ابن عساکر قال لہ علیہ السلام مؤمن امرؤ نور اللہ قلبہ عرفت فالزم اور اسی قصہ کو مولانا **جلال الدین** رومی رحمہ اللہ نے **مثنوی معنوی** میں نظم فرمایا ہے جو بطریق اختصار اس مختصر میں نقل کیا جاتا ہے وہو ہذا۔

گفت پیغمبر صباحے زید را	کیف اصبحت اے رفیق با صفا
گفت عبدا مؤمنا باز اوش گفت	کو نشان از باغ ایمان گر شگفت
گفت تشنہ بودہ ام من روزہا	شب نخفتیم من ز عشق و سوزہا
تا ز روز و شب جدا گشتم چنان	کز اسپر بگذرد نوک سنان

که ازان سو جمله ملت یکی ست — صد هزاران سال و یکساعت یکی ست
هست ازل را و ابد را اتحاد — عقل را ره نیست الا افتقاد
هشت جنت هفت دوزخ پیش من — هست پیدا همچو بت پیش شمن
یک بیک وا می‌شناسم خلق را — همچو گندم من ز جو در آسیا
که بهشتی که و بیگانه کی ست — پیش من پیدا چو مور و ماهی ست
هین بگویم یا فرو بندم نفس — لب گزیدش مصطفی یعنی که بس

اب ثابت ہوا کہ اطلاع غیب سوائے انبیاء کے اکابر امت کو بھی رحمت الٰہی سے میسر ہوئی ہے چنانچہ جب سید کائنات سرور موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے زید تم نے کس حال میں صبح کی عرض کیا کہ اس حال میں کہ میں مومن تھا فرمایا کہ حقیقت ایمان کا کیا نشان رکھتے ہو عرض کیا کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا راتوں عشق میں جاگا دنوں بھوکا پیاسا رہا اب گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہوں اور اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتا ہوں۔ اور یہی مولانائے رومی رح اسی مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

لوح محفوظ ست پیش اولیا — از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا

اور امام شعرانی کبریت احمر میں فرماتے ہیں واما شیخنا السید علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسمعتہ یقول لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریدہ فی انتقالہٖ فی الاصلاب وھو نطفۃ من یوم الست بربکم الی استقرارہٖ فی الجنۃ او فی النار یعنی ہمارے شیخ سید علی خواص رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو آدمی جبتک کامل نہیں ہوتا جبتک اسکو اپنے مرید کی حرکتیں اسکے آباء کی پیٹھ میں نہ معلوم ہوں یعنی جبتک یہ نہ معلوم کرے کہ یوم الست سے کس کس کی پیٹھ میں پھرا اور اُس نے کسوقت حرکت کی۔ اور جنت میں قرار پکڑے گا یا دوزخ میں۔ قصیدہ غوثیہ میں حضرت پیران پیر دستگیر حضرت محبوب سبحانی سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

نظر تا لی بلاد اللہ جمعا — کخردلۃ علی حکم اتصال

حبیب اللہ کے اولیاء کو تمام بلاد اللہ کے مثل رائی کے دانے کے معلوم ہوں تو اگر جانب مخالف کا قول تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی کچھ اعتراض نہیں وارد ہو سکتا۔ اسلیے کہ انکے نزدیک اگرچہ لفظ شہادت جو آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت ہے علم پر دال ہو تو وہ لفظ شہادت بھی جو امت کی نسبت ہے مثبت علم ہوگا۔ ہمیں یہ تسلیم۔ اسلیے کہ جب کہ امت گواہ ٹھہرے اور انکو بطلاع غیب بعطائے الٰہی علم حقیقی میسر تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرات کے لیے بھی مثبت علم ہوگا تو بیشک حق اور بجا ہے اب جانب مخالف کو دوسرا چون و چرا کا موقع نہیں تسلیم کریں یا خاموش رہیں۔

اس کے بعد جانب مخالف نے کریمہ وما ہو علی الغیب بضنین کی طرف توجہ فرمائی ہے اور اسمیں اختلاف قراء اور اختلاف مرجع ضمیر ہو کو محض بیجا طور نقل کیا ہے اور ہمکو قطعا مضر نہیں۔ نہ اس سے انکا مدعا ثابت نہ ہمارے مدعا کو کچھ نقصان۔ بلکہ وہ ہمارے سود مند ہے اسلیے کہ اگر جانب مخالف کی مرضی کے موافق ظنین ظا سے مانیں تو جانب مخالف کے نزدیک آیت کے یہ معنے ہونگے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم غیب کی بات بتانے پر متہم نہیں کہ بغیر علم کہدیں کہ مجکو علم ہے۔ یہ تہمت کسی کی انپر نہیں لگ سکتی۔ پس جانب مخالف کی اس تقریر سے یہ ہرگز نہیں ثابت ہو سکتا کہ آنحضرت کو امور غیب کا علم اللہ نے مرحمت نہ فرمایا تھا بلکہ اس سے بھی ظاہر ہے کہ آپ کو علم تھا اور اسی وجہ سے آپ پر بغیر علم کہدینے کی تہمت نہیں لگ سکتی کیونکہ آپ جو کچھ فرماتے تھے علم سے فرماتے تھے یہ تہمت تو اسپر لگ سکتی ہے جو علم نہ رکھتا ہو اور کہتا پھرے۔ اور اگر جانب مخالف کی رائے کے موافق ھو کا مرجع قرآن ہو تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں بلکہ ہمارا مدعا بخوبی ثابت ہے۔ اسلیے کہ کلام اللہ میں جمیع اشیاء کا علم ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء یعنی اے محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا بیان واضح ہے اور یہ مسلم کہ حضرت اسکے عالم تھے بے شک جمیع اشیاء کے عالم ہوئے۔ نہ معلوم کہ اس

یہی نقل اگر لفظ شہادت سرور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے علم کو ثابت کرے گا تو امت کے علم کو بھی ثابت کرے گا ۱۲

اور وما ہو علی الغیب بضنین کی بحث

آیۃ کے متعلق جناب مخالف نے کیون بحث کی جبکہ وہ اس سے اپنے مدعا کے موافق ایک
حرف نہ ثابت کرسکے البتہ اپنے خلاف مدعا کو ثابت کیا ہم انکی اس عنایت کے ممنون ہیں ایسی ہی جناب مخالف نے
آیۃ شریفہ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء
کے متعلق بھی وہ بیفائدہ تقریر کی ہے جس سے انکے مدعا کو کچھ ربط نہیں بلکہ خلاف مدعا
ثابت ہوتا ہے۔ کسی مفسر کا یہ کہدینا کہ فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات
نقص علم آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر ہرگز دال نہیں اسلیے کہ ایام نزول وحی مین
وقتا فوقتا بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور جب تمام کلام اللہ نازل ہوچکا
تو تمام مغیبات پر اطلاع ہوگئی چنانچہ تبیانا لکل شیء تمام کلام اللہ کی صفت ہے نہ بعض
کی پس یہ شبہہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا جتنا کلام اللہ اترتا تھا
علم ہوتا تھا۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آنحضرت صلے
اللہ تعالی علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہوا۔ اور نیز ہم خوب اچھی طرح ثابت کرآئے ہیں کہ
مفسرین کا نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی نسبت ایسا لفظ کہنا جس سے قلت ظاہر ہو
اس عظمت کے منافی نہیں اسلیے کہ وہ بہ نسبت علم الہی کے قلیل کہتے ہیں اور بے شک
تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب جناب باری عز اسمہ کے علم کا ایک قطرہ ہیں اور تمام مخلوق کا
علم اسکے علم کے مقابلہ میں قلیل چنانچہ ارشاد ہوا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا
چونکہ ابتدا رسالہ ہذا میں اس مطلب پر کافی بحث کرچکا ہوں اسلیے یہاں چھوڑتا ہوں
ہاں یہی صاحب روح البیان جنسے آپنے بعض کا لفظ نقل کرکے اپنے مدعا کو جو اس سے
کوسوں دور ہے ثابت کرنا چاہا ہے۔ اسی تفسیر روح البیان کی جلد سادس صفحہ ۲۴
میں فرماتے ہیں وکذا صار علمہ محیطا بجمیع معلوماتہ الغیبیۃ الملکوتیۃ
کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ اس عبارت سے مصرح ہے کہ نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کا علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔ پھر کیا انہیں صاحب روح البیان نے انکار اس علم سے کیا ہی نہیں نہیں اُنھون نے ہرگز انکار نہیں کیا آپ کو اُس عبارت کے سمجھنے مین کسی وجہ سے خطا ہوئی۔ اب یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسی آیہ وما کان اللہ کے شان نزول میں محی السنۃ امام بغوی رحمہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہی کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھپر میری اُمت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھپر ایمان لاے گا اور کون کفر کرے گا جب یہ خبر منافقین کو پہونچی تو وہ تمسخر سے کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ کون اُنپر ایمان لاے گا اور کون کفر کرے گا اُن لوگوں میں سے جو ابھی نہیں پیدا ہوئے اور آیندہ پیدا کیے جائینگے یہ تو بڑی بات ہی ہم تو اب موجود ہیں وہ بتائیں کہ ہم میں سے کون مومن اور کون کافر ہے۔ یہ خبر سنکر آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کر کے فرمانے لگے کہ اُن قومون کا کیا حال ہی جنھون نے میرے علم میں طعنہ کیا وہ مجھ سے جو سوال کرینگے اب سے قیامت تک کا میں اُنکو اسکی خبر کر دونگا۔ پس عبد اللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پس عمر رضی اللہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے قرآن کے امام ہونے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرمائیے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے قَالَ السُّدِّیُّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ فِیْ صُوَرِھَا فِی الطِّیْنِ کَمَا عُرِضَتْ عَلٰی اٰدَمَ وَاُعْلِمْتُ مَنْ یُّؤْمِنُ بِیْ وَمَنْ یَّکْفُرُ فَبَلَغَ ذٰلِکَ الْمُنَافِقِیْنَ فَقَالُوْا اسْتِھْزَاءً زَعَمَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ یَعْلَمُ مَنْ یُّؤْمِنُ بِہٖ وَمَنْ یَّکْفُرُ مِمَّنْ لَّمْ یُخْلَقْ بَعْدُ وَنَحْنُ مَعَہٗ

فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ
شَیْءٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَۃِ اِلَّا اَنْبَأْتُکُمْ بِہٖ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ حُذَافَۃَ
السَّہْمِیُّ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ حُذَافَۃُ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِکَ نَبِیًّا
فَاعْفُ عَنَّا عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَہَلْ اَنْتُمْ
مُنْتَہُوْنَ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ **جانب** مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر آیۂ شریفہ
قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ نقل کرکے آنحضرت
سراپا برکت صلعم سے علم غیب کی نفی کرنا چاہی ہے اور یہ محض اُنکا خیال ہے آیت سے تو اس مدعا
پر استدلال محال ہے یہاں جو نفی ہے وہ غیب ذاتی کی ہے۔ یا تواضعا نفی کی گئی چنانچہ
جمل حاشیہ جلالین میں اسی آیت کے تحت میں تفسیر خازن سے منقول ہے وانما نفی
عن نفسہ الشریفۃ ہذہ الاشیاء تواضعا واعترافا بالعبودیۃ الی
ان قال انما یتبع ما یوحی الیہ من ربہ عز وجل فیما اخبر عنہ عن غیب
فانما ہو بوحی اللّٰہ الیہ **تفسیر عرائس البیان** میں ہے (ولا اعلم الغیب) و
تواضع حین اقام نفسہ مقام الانسانیۃ بعد ان کان اشرف عن خلق اللّٰہ
من العرش الی الثری واطہر من الکروبیین والروحانیین خضوعا للجبروتہ
وخشوعا فی ابواب ملکوتہ ان عبارتوں سے ظاہر ہوا کہ نفی علم کی تواضع پر محمول
ہے۔ پھر کیا کوئی سلیم الطبع اس نفی علم نبی کریم پر اس آیت سے استدلال کر سکتا ہے۔
قولہ علمت ما کان وما یکون میں جو لفظ کان ماضی کا صیغہ ہے یہ باعتبار اپنے
حدوثی معنی کے زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے گزشتہ زمانہ میں ان چیزوں کا تحقق ثابت ہوتا ہے
اگر علم ان چیزوں کے ساتھ متعلق ہوا جیسا کہ غرض ما کان وما یکون سے واضح ہے تو وہ علم ازلی نہیں کیونکہ

[illegible]

مجموعۃ الفتاوی مطبوعہ
لاہور اور رسالہ غیبیہ وہ
تعزیہ اور دیگر رسائل
مخالفین میں جو بحث
پیش کیا گیا ہے اس کا جواب
کافی دیا گیا سب حضرات
بغور ملاحظہ فرمائیں

سلم
علم الله تعالی
[illegible]

اقول ہوا معلوم ہوا کہ کان بعض جگہ حال و زمانہ خلاف زمانہ ماضی کے جو زمانہ ہو
اس فقیر جانب محی النبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سب جو زمانہ سے متعلق ہیں ہر ایک علم سے قیامت تک جو کہ زید کو
دعویٰ ہو انکار نہیں ورنہ باوجود اس صراحت کے انکار ہو سکتا ہے مگر اس رسالہ میں ان حضرت کی نظر سے انکار ہی ہوگا یہ
ایک حیرتناک قصہ ہے۔ رہا اس موقع پر جناب کا کان کے معنی میں جدت طبع کو صرف فرمانا اسکو
بھی ملاحظہ فرمایئے کہ عجب سے خالی نہ ہوگا چونکہ اس فقیر عربیت سے بحث کرنے میں طول ہوتا ہے اسلیئے
اس سے درگزر کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر جناب مخالف کے فرمانے کے بموجب تسلیم کر لیا جاوے کہ
لفظ کان زمانہ گذشتہ پر ہی دلالت کرتا ہے اور اس سے گذشتہ زمانے میں ماضی چیزوں کا ثبوت ہوتا ہے
تو آیہ شریفہ ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا میں کیونکر لفظ کان زمانہ گذشتہ پر دلالت کرے گا
کہ یہاں تو استقبال پر دال ہے اور آیہ کریمہ کیف نکلم من کان فی المہد صبیا میں اگر جناب مخالف کے
فرمانے کے بموجب کان سے زمانہ گذشتہ مراد لیا جاوے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ نہ ثابت
ہو سکے اسلیئے کہ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان سے دریافت کر لو تو
یہودیوں نے کہا کہ ہم کیونکر ایسے شخص سے دریافت کریں کہ جو گہوارے میں بچہ تھا یہاں
وہی لفظ کان ہے ذرا جناب مخالف صاحب اب ماضی کا صیغہ فرما کر مطلب تو کہیں۔ اور آیہ شریفہ
وکان اللہ بکل شئ علیما میں بھی اگر حسب رائے جناب مخالف کو کان زمانہ ماضی میں زمانی
چیزوں کے ثبوت کے لیے ہو تو نعوذ باللہ خدائے کریم کے اوصاف علم وغیرہ بھی زمانی
ہو جائیں گے بلکہ بعض مواضع میں کان کو اس معنی پر محمول کرنے سے وجود الٰہی کو بھی ایسا ہی
کہنا پڑیگا چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کان اللہ ولم یکن معہ شیئا۔ اب اس فقیر کا التماس
ہے کہ مولف رسالہ اعلاء کلمۃ الحق توبہ کریں کہ انہوں نے اعتراض کرنے کے شوق میں ایک ایسی نازیبا تقریر
فرمائی کہ جس سے ازلیت صفات الٰہی کا اور معجزہ نبی کا بلکہ خود وجود الٰہی کا انکار لازم آتا ہے۔
ایسی وقتیں جب ہی پیش آتی ہیں کہ جب آدمی باوجود علم نہ ہونے کے محض طباعی سے مسائل دینیہ میں

علیہم السلام ۱۲

وکان اللہ بکل شئ علیما

دخل دی۔ اور اسی لیے سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے افتوا بغیر علم
فضلوا و اضلوا۔ ثانیاً یہ کہ محدثین کے نزدیک یہی مقرر و مشہور ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ
لفظ کان دوام و استمرار کے معنی میں آتا ہے چنانچہ یہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالےٰ
اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۲۳ میں فرماتے ہیں۔ در لفظ کان محمد نازا سخن

مقرر و مشہور در میان جمہور آنست کہ افادہ دوام و استمرار میکند۔ بس جناب نے کسطرح سے علم نبی
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہو قبح کان کا زمانی ہونا ضروری سمجھ لیا ہے۔ حضرت محض ایجاد سے
کام نہ لیجیے کہ دین کے مسائل میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ فقیر اس قبح اس بحث کو اختصار
کے لیے چھوڑتا ہے کہ مقربان بارگاہ زمانہ میں فرق نہیں کرتے جیسا کہ احادیث سے ثابت اور شیخ
عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی عبارت سے مصرح ہے رہا جانب مخالف کا سیکون کو سین کی وجہ سے
استقبال قریب کے لیے بتانا تو یہ خود ظاہر ہے کہ جب یکون کو زمانہ سے تعلق کامل ضرور نہیں تو سین اس پر
داخل ہو کر اپنا پورا اثر کرے یہ بھی کچھ ضرور نہیں پھر نہ معلوم کہ جانب مخالف کے نزدیک سین کیا
معنی دیتا ہے اور سوم قبح کسطرح اپنے معنی بتاتا ہے بر تقدیر استقبال قریب مراد ہونے کے اس کے قرب کی
کیا حد ہے۔ آیا ایک دن یا دو دن یا چھ مہینے قریب اور اس سے زیادہ زمانہ بعید ہے کہا گیا پہلے قرب اور
بُعد کی مقدار سمجھانی ضرور ہے تاکہ دریافت ہو جائے کہ اس سے بر تقدیر لحاظ معنی قرب کے کتنا زمانہ مفہوم
ہوتا ہے۔ شاید آپ نے کبھی سنا ہو کہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اقتربت الساعۃ وانشق
القمر قریب آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور فرمایا یرونہ بعیدا ونراہ قریبا کفار قیامت
کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم قریب جان رہے ہیں بلکہ فرمایا اقترب للناس حسابھم وھم
فی غفلۃ معرضون قریب آیا ان کے لیے ان کا حساب اور وہ غفلت میں روگردان پڑے
ہیں دیکھیے کہ رب العزۃ ساعۃ و حساب کو قریب بتا رہا ہے۔ اور زید کا دعوی اسیقدر
تھا کہ بدء الخلق سے یوم آخر تک تمام ماکان و ما یکون حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو

محدثین کے نزدیک کان مفید دوام و استمرار ہے

جانب مخالف کی خوش فہمی

کو عطا ہوا ہے۔ پھر اس کے قرب سے اسکے دعوے میں کیا بعد پیدا کیا۔ شاید جانب مخالف
کہ نہایت ذہین ہیں اپنی کمال ذہانت سے یہ وہم تراشیں یعنی کہ لفظ قرب جو خاص نزدیکی
کے معنی کیلئے وضع کیا گیا ہے اتنی وسعت رکھتا ہو کہ قیامت وحساب تک کے لیے اطلاق
کیا جا سکے مگر سین اسپر دلالت کرتا ہے کہ ہرگز قیامت تک کی وسعت نہیں بلکہ وہ زمانہ جسپر فعل
مدخول سین دلالت کرتا ہے دو ایک روز سے زیادہ نہیں۔ اسلیے میں دو ایک مثالیں اسکی
بھی پیش کردون کہ جس فعل پر سین داخل ہوا اسمیں بھی قیام قیامت تک تو داخل ہے بلکہ
اس سے زیادہ بھی چنانچہ پروردگار عالم نے ان لوگون کے بارے میں کہ جو ظلم سے یتیموں کا مال
کھاتے ہیں ارشاد فرمایا ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون
فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا یعنی بے شبہ جو لوگ یتیمونکے مال ناحق کھاتے
ہیں جز این نیست کہ وہ کھاتے ہیں اپنے پیٹو میں آگ اور قریب ہے کہ وہ داخل ہونگے آگ میں
دوسری آیت سارھقہ صعودا یعنی اب چڑھاونگا اسے بڑی چڑھائی
ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صعود آگ کا
ایک پہاڑ ہے اسپر ستر برس چڑھایا جاتا ہے پھر گرایا جاتا ہے **تیسری آیت**
ساصلیہ سقر یعنی قریب ہے کہ داخل کرونگا میں اسکو سقر میں اور سقر جہنم کا نام ہے
ان تینون آیتون میں جو وعید فرمائی ہے انہیں مضارع کے صیغے اور پھر سین داخل ہے
جو بجانب مخالف کے نزدیک قرب کے معنی کے لیے آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرب
میں بھی اتنا بعد ہے کہ اسکا تحقق بعد قیام قیامت کے ہوگا۔ غرضکہ جس کے داخل ہونے کے بعد
بھی اسمیں اتنا قرب پیدا ہوا کہ جس سے علم الی یوم القیمۃ کی نفی ہو سکی تو زید کے قول کی
کیا تردید ہوئی اسکے علاوہ اور بہت سی تحقیقات اس مسئلہ سین کے متعلق تھی جو بنظر اختصار
چھوڑ دیگئی۔ **قولہ** علمت ما کان وما یکون کے یہ معنی ہوے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام

نے فرمایا جان لیا میں نے جو کچھ زمانہ گزشتہ میں ہو گیا اور جو عنقریب زمانہ آئندہ میں ہوگا
وہ حدیث ہی اور یہہ معنے ہیں اقول التسلیم ۵ آپ کی ایسی خوشی ہی مہربان یہ ہی سہی۔ ہمنے
آپکی خاطر تسلیم کر لیا مگر ذرا انصاف تو فرمایئے کہ جب زید کا یہی مدعا ہے کہ آنحضرت
سراپا برکت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے دنیا میں جو کچھ ہوا اُس کا یا جو
کچھ آئندہ ہوگا حتے کہ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش یعنی مخلوق کے پیدا کرنے کے وقت سے
لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک کا تمام احوال اور راست کا سب خیر و شر تعلیم فرمایا
اور آپ بھی اسوقت یہی فرماتے ہیں پھر کیا ضرورت رسالہ تحریر کرنیکی ہوی کہ بیفائدہ
کاغذ سیاہ کیے چند مسئلہ غلط لکھکر اُنکا بار گردن پر لیا۔ علماء کی جناب میں گستاخیاں کیں۔
خیر التسلیم فرماتے ہوی اب اپنے تمام گزشتہ حرکتوں سے توبہ کرو۔ **وہم جانب مخالف**
جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر جو وہم کیا ہے اُس کا حاصل یہہ ہے کہ آیہ شریفہ و علمک
ما لم تکن تعلم کے نزول کے بعد بھی وحی نازل ہوی تو اگر اس آیہ شریفہ سے ہی جمیع
اشیاء کا علم آنحضرت سراپا برکت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے ثابت ہو تو نزول وحی اس آیہ
شریفہ کے نزول کے بعد کیوں ہوا اور اس کا کیا فائدہ ہے اللہ اللہ کیا عجیب تقریر ہے
بھلا ان حضرات کو ابھی تک خبر نہیں کہ کلام اللہ میں احکام مکرر نازل ہوی ہیں آیتیں مکرر آئیں
کئی سورتوں کا نزول علماء نے مکرر بتایا ہے۔ پھر کیا شبہ اور جو شبہ بیان کر کے علم نبی صلے
اللہ تعالی علیہ وسلم کا انکار کیا ہے وہی شبہ ان آیتوں میں کر کے انکے کلام اللہ ہونیکا
انکار کرنا ممکن ہی خدا محفوظ رکھے ایسے تعصب سے کہ جو حق اور ناحق میں تمیز نہ ہونے دے۔
ایسی خرافات تو کب اس قابل تھی جسکی طرف توجہ کیجاتی مگر صرف اس نظر سے کہ لوگ دہوکا نکھائیں
ایک عبارت لکھی جاتی ہی جس سے معلوم ہو جائیگا کہ آیات کے نزول میں بھی تکرار ہوتی ہی اور

اسمہ العبد ... رسائل ... بیان سب کا جواب دیاگیا۔

علیہ وسلم الصلوات الخمس و اعطی خواتیم سورۃ البقرۃ کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ الباری اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرماتے ہیں فیشکل هکذا لکون سورۃ البقرۃ مدنیۃ وقصۃ المعراج بالاتفاق مکیۃ یعنی معراج میں خواتیم سورۂ بقر دیے جانے پر یہ اشکال آتا ہے کہ سورہ بقر مدنی ہے مدینہ میں نازل ہوئی اور قصہ معراج بالاتفاق مکی ہے کہ معراج مکہ سے ہوئی تو جب خواتیم سورہ بقر معراج میں عطا ہو چکی تھی تو پھر مدینہ میں اُنکا نزول کیوں ہوا اور اس سے کیا فائدہ یہ اعتراض بعینہٖ جانب مخالف کا سا اعتراض ہے اسکے جواب میں ملا علی قاری ؒ یہی فرماتے ہیں کہ حاصلہ انہ وقع تکرار الوحی فیہ تعظیما لہ واہتماما بشانہ فاوحی اللہ الیہ فی تلک اللیلۃ بلا واسطۃ جبرئیل وہذا یتم ان جمیع القراٰن نزل بواسطۃ جبرئیل اب ثابت ہوا کہ اول شب معراج میں بلاواسطہ وحی ہوئی پھر بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے تعظیم اور اہتمام شان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وحی نازل ہوئی۔ پس صاحب عقل فکر دریافت کر سکتا ہے کہ ایسے اعتراض بربنائے تعصب و عناد ہیں۔ تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ مصر کے صفحہ میں ہے (فاتحۃ الکتاب) مکیۃ وقیل مدنیۃ والاصح انہا مکیۃ ومدنیۃ نزلت بمکۃ حین فرضت الصلوۃ ثم نزلت بالمدینۃ حین حولت القبلۃ الی الکعبۃ اب جانب مخالف سے استفسار ہے کہ سورہ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ میں نازل ہوئی تو اُسکے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہیں فما ہو جوابکم فہو جوابنا مع ہذا قرآن عظیم وحی دائم مستمر اور الی یوم القیمۃ اُسکا ایک ایک لفظ باعث مزید ثواب کے لیے قراءۃ و سماعۃ و کتابۃ و حفظا و نظرا و فکرا بے شمار برکات کا ثمر اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا استنباط احکام میں یہی مرجع و مفزع اور جسقدر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے مجتہدین و اولیاء علماء کو بھی اسیقدر کافی ہوتا اور اپنی استعداد کے لائق قرآن عظیم سے اخذ علوم کے لیے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض باطل و ممنوع۔ علاوہ بریں اگر بتقدیر یہ

کو علم تمامی تعلیم کو زمانہ نزول آیہ سے پہلے منقضی ہو جانے پر دلالت کرے حالانکہ یہ ممنوع ہے۔ خود قرآن پاک میں ارشاد ہوا نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء کیا اسکے یہ معنی ہیں کہ جبوقت یہ آیت اتری تمام کتاب نازل ہو چکی تھی اسکے بعد کچھ نہ اترا ولکن النجدیۃ قوم یجہلون جانب مخالف نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ظہار کے مسئلہ میں بعد کفارہ کے عود کا جایز ہونا معلوم نہیں تھا یہ اعتراض جانب مخالف ہی کے قول سے رد ہوتا ہے چنانچہ وہ اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صفحہ ۳۶ میں تفسیر خازن سے یہ عبارت نقل کرکے فرماتے ہیں وعلمک ما لم تکن تعلم (یعنی من احکام الشرع امور الدین تو ما سے شرع کے احکام اور دین کے کام مراد ہوا انتہی بلفظہ اب فرمایئے کہ جب آپکے نزدیک بھی اس آیہ شریفہ سے آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے شرع کے احکام کا علم ثابت ہے تو پھر آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو بعد کفارہ کے عود کا جایز ہونا جو ایک حکم شرعی ہے کیوں معلوم نہ تھا۔ اور بھی جانب مخالف اسی رسالہ کے صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں۔

وعلمک ما لم تکن تعلم میں ما سے وہی امور حقہ اور کلمات حکمیہ اور احکام شرعیہ اور علوم کمالیہ جو شان مصطفوی کے شایان اور ختم رسالت کے سزاوار ہیں مراد ہیں اس سے بھی معلوم ہوا کہ آیہ شریفہ وعلمک ما لم تکن تعلم سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم ہوئی اسلیے کہ کوئی حکم شرعی ایسا نہیں ہے جو شان مصطفوی کے شایان نہو پس لامحالہ تمام احکام شرعی کا علم آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہونا جانب مخالف کو بھی مسلم اور انکے نزدیک اس آیہ شریفہ سے ثابت لیکن تعجب ہے کہ پھر یہ کہدیا کہ بعض احکام شرعیہ کا علم آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اس آیہ کے نزول کے بعد ہوا۔ اب صاحبان عقل انصاف فرماویں کہ ایک جگہ اس آیت سے تمام احکام شرعیہ کا سرور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے تسلیم کر لینا اور پھر اسکا انکار کر جانا کسی فہمیدہ شخص کا کام ہے۔ اور شاید جانب مخالف کو شبہہ ہوا کہ کوئی عام ایسا نہیں ہے جو خاص نہ کر لیا گیا ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مقولہ وما من عام الا وقد خص منہ البعض استدلال میں پیش کیا ہے۔ انتہی معلوم ہوا کہ مستدل صاحب کو کتب دینیہ کے دیکھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ اور اگر ہوا بھی تو تعصب نے سمجھنے سے محروم رکھا۔ اسلیے کہ کتب اصول فقہ میں جہاں یہ قاعدہ مذکور ہے وہیں اسکی

تردید بھی لکھی ہے اور یہ صراحت ہے کہ حنفیوں کے نزدیک یہ قاعدہ معتبر نہیں اور شافعیوں
کے نزدیک اس کی کلیّت صحیح اسلئے کہ اگر ہر عام خاص ہو جائے تو وضع کیا معتبر اور لغت کیا قابل اعتبار
جس صیغہ کو واضع نے عموم کے لیے وضع کیا وہ اگر کبھی عموم کے لیے استعمال نہ کیا جائے تو واضع
کی وضع کس کام آئے۔ تمام صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عمومات قرآن
سے استدلال کرتے آئے ہیں (نور الانوار ص۳۷ ملاحظہ ہو) قولہ قطعاً رد علی
الشافعیؒ حیث ذهب الی ان العام ظنی لانہ ما من عام الا وقد خص منہ
البعض فیحتمل ان یکون مخصوصاً منہ البعض وان لم نقف علیہ فیوجب
العمل لا العلم کخبر الواحد والقیاس ونقول هذا احتمال ناشئ بلا دلیل
وهو لا یعتبر واذا خص عنہ البعض کان احتمالا ناشیاً عن دلیل فیکون
معتبراً فعندنا العام قطعی فیکون مساویاً للخاص اور قمر الاقمار میں مسطور ہے
(قولہ وهذا احتمال الخ) توضیحہ ان دلالۃ صیغ العموم علی العموم بحسب
الوضع فانہ قد تواتر ان الصحابۃ رضوان اللہ علیہم یستدلون بالعمومات
ولا یحتاجون الی القرائن فلو لم یکن تلک الالفاظ موضوعۃ للعموم
لاحتیج فی فهم العموم الی القرائن ودلالۃ اللفظ علی المعنی بدون
ظهور القرینۃ الصارفۃ قطعی واما هذا ای احتمال الانصراف عن المعنی
الموضوع لہ فهو ناش بلا دلیل فلا یعتبر والا یلزم ان لا یقطع بمطلوب فی جمیع
العقود والفسوخ وان یرتفع الامان عن اللغۃ والحس فیقال لا
یجوز اکل ما فی بیتہ لاحتمال ان یکون غیر ملکہ ولا یحکم علی شیئ
بالشیئ لاحتمال ان یکون هو غیرہ وما الجرناہ یحتمل ان یکون غیر مبصرنا وهذا
کلہ سفہ فاحتمال التخصیص فی العام کاحتمال المجاز فی کل خاص ثم اذا لم یضر هذا
فی قطعیۃ الخاص کما مر لم یضر ذلک فی قطعیۃ العام الخ اور توضیح مطبوعہ

عام افراد کے شمول میں قطعی

مطبع نولکشور کے صفحہ ۱۱ میں سطور ہے وعندنا هو قطعی مساو للخاص وسیجیء
معنی القطع فلا یجوز تخصیصه بواحد منهما ما لم یخص بقطعی لان اللفظ
متی وضع لمعنی وکان ذلک المعنی لازما له الا ان تدل القرینة علی
خلافه ولو جاز ارادة البعض بلا قرینة لارتفع الامان عن
اللغة والشرع بالکلیة لان خطابات الشرع عامة والاحتمال الغیر
الناشی عن دلیل لا یعتبر فاحتمال الخصوص ههنا کاحتمال المجاز
فی الخاص فالتاکید یجعله محکما اور اسکے تحت تلویح میں سطور ہے هذا جواب
عما قال الواقفیة انه یؤکد بکل واجمع وایضا عما قال الشافعی رح
انه یحتمل التخصیص فنقول نحن لا ندعی ان العام لا احتمال فیه اصلا
فاحتمال التخصیص فیه کاحتمال المجاز فی الخاص فاذا اکد یصیر محکما
ای لا یبقی فیه احتمال اصلا لا ناش عن دلیل ولا غیر ناش فان قیل
احتمال المجاز الذی فی الخاص ثابت فی العام مع احتمال آخر وهو
احتمال التخصیص فیکون الخاص کالنص والعام کالظاهر قلنا
لما کان العام موضوعا للکل کان ارادة البعض دون البعض
بطریق المجاز وکثرة احتمالات المجاز لا اعتبار بها اور تلویح کے صفحہ ۶۲
میں موجود ہے فی له لکن عند الشافعی رح قد سبق ان القائلین
بان العام یوجب الحکم قطعا یقینا وله منهم من ذهب الی ان موجبه
ظنی ومنهم من ذهب الی انه قطعی بمعنی انه لا یحتمل الخصوص احتمالا
ناشیا عن الدلیل تمسک الفریق الاول بان کل عام یحتمل التخصیص والتخصیص
شائع فیه کثیرا بمعنی ان العام لا یخرج عنه الا قلیلا بمعونة القرائن کقوله تعالی
ان الله بکل شیء علیم ولله ما فی السموات والارض حتی صار بمنزلة المثل

الذکورة والجواب عنه ان من ضروریات العربیة ان اللفظ المجرد عن القرینة
الصارفة الظاهرة یتبادر منه الموضوع له ولا یحتمل غیره فی العرف والمحاورة
ومن اراد منه غیر الموضوع له ینسب الی المکره واما کثرة وقوع التخصیص
بالانواع المختلفة حسب اقتضاء القرائن الصارفة لا یورث الاحتمال
فی العام المجرد اصلا والکلام ههنا فی العام المجرد عن القرائن فلا مجال
للاحتمال کالخاص فان قلت کثرة وقوع التخصیص قرینة علی احتماله قلنا
انما یصح الکثرة قرینة لو کانت بحیث یکون کثیرا الاستعمال فی بعض
معین بحیث یفهم مع عدم الصارف کما اذا صارت الحقیقة مهجورة
او المجاز متعارفا ولیس الامر ههنا کذلک فان کثرة التخصیص فی العام
لیست الا بان یراد فی استعمال بعض بالقرینة وفی بعض اخر بقرینة اخری
فلا یکون هذه الغلبة قرینة وهل هذا الا ما یکون للفظ خاص معان
مجازیة یستعمل فی کل منها مع قرینة ولا یصلح هذه الکثرة قرینة وایضا
نقول لو کان الکثرة قرینة للتخصیص لما صح ارادة العموم اصلا فی عام ما
وهذا خلاف ما اتکم الضر فاحفظ هذا فانه بالحفظ حقیق اور بعد ایک تقریر طویل
کے لکھتے ہیں وثالثا ان غایة ما لزم منه ان بقاء العموم مغلوب من المخصص
والمغلوب انما یحمل علی الاغلب اذا کان مشکوکا ولیس العام الواقع فی
الاستعمال المجرد عن القرینه الصارفة مشکوکا فی عمومه کیف وقد دلت
الادلة القاطعة علی انه موضوع للعموم والضرورة العربیة شهدت بان
اللفظ المجرد عن القرینة یتبادر منه الموضوع له ولا یخطر بالبال معناه
المجازی البتة فتامل فانه دقیق لا یتجاوز الحق عنه ابدا غایة التحقیق شرح حسامی
کے صفحہ ۱۰ من سطور ے ثم صیغة العموم موضوعة له وحقیقة فیه فکان معنی

العموم ثابتا بها قطعا حتی یقوم الدلیل علی خلافہ بہ تو حنفیوں کی تقریریں تھیں
جن سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ عام اپنے عموم پر رہے گا جب تک دلیل اسکے خلاف پر قائم نہو
اب شافعیوں سے سنیے کہ وہ بھی اس امر کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہو بلکہ
انہوں نے اس بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ کے بارہ میں ہے اور احکام فرعیہ کے سوا
ہر جگہ یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رح نے اتقان کے صفحہ ۲۴۴ میں
فرمایا العام علی ثلثۃ اقسام الاول الباقی علی عمومہ قال القاضی جلال الدین
البلقینی ومثالہ عزیز اذ ما من عام الا و یتخیل فیہ التخصیص فقولہ یا
ایہا الناس اتقوا ربکم قد یخص منہ غیر المکلف وحرمت علیکم المیتۃ
خص منہ حالۃ الاضطرار ومیتۃ السمک والجراد وحرم الربا خص
منہ العرایا وذکر الزرکشی فی البرہان انہ کثیر فی القرآن واورد منہ
واللہ بکل شیء علیم وان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولا یظلم ربک
احدا واللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم اللہ الذی خلقکم
من تراب ثم من نطفۃ ۔ اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا قلت ہذہ
الآیات کلہا فی غیر الاحکام الفرعیہ فالظاہر ان مراد البلقینی انہ
عزیز فی الاحکام الفرعیہ وقد استخرجت من القرآن بعد تفکر آیۃ
فیہا وہی قولہ حرمت علیکم امہاتکم الآیہ فانہ لا خصوص فیہا اب
روشن ہو گیا کہ قاعدہ وما من عام الا وقد خص منہ البعض جس سے جانب مخالف نے
کریمہ وعلمک ما لم تکن تعلم کے ما کے عام مخصوص البعض ہونے پر تمسک کیا ہے نہ علماء حنفیہ کے
نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک حتی کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ میں بھی کلیہ نہیں جیسا کہ
اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے پس اس موقع پر کہ یہ آیۃ شریفہ علم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ثبت
ہے اور اس آیت سے وہ مسئلہ دریافت ہوتا ہے جو احکام فرعیہ کا غیر ہے تو بیان اسمیں

[illegible]

شافعیون کے نزدیک بھی احتمال تخصیص کا نہیں ہے بلکہ اوپر کی عبارات سے ثابت ہوا کہ
عام افادہ عموم میں قطعی ہے اس لیے اس آیہ شریفہ سے آنحضرت سراپا رحمت صلے اللہ
تعالی علیہ وسلم کے لیے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا اب ضرور ہوا کہ جانب مخالف
اس آیت کا ناسخ لاے مگر نہ لاسکیگا اور ہرگز نہ لاسکیگا اسلیے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے - اب
ذرا غور فرمایے کہ جانب مخالف اپنے اس قاعدہ ما من عام الخ پر کہانتک جمتاہے جس سے
اس آیت کو خاص کرکے تنقیص علم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کرتا تہا - ہان ذرا اسے تو کوئی
مرد میدان - قرآن شریف میں ہے لله ما فی السموت وما فی الارض یعنی خدا ہی کا ہے
جو کچہہ کہ آسمانون اور زمینون میں ہے - کیا جانب مخالف کو جرات ہوگی کہ یہان بہی ما کو
اپنے قاعدہ ما من الخ سے خاص کرکے کہدے کہ بعض چیزین اللہ کی ہیں بعض نہیں (العیاذ
باللہ من ذلک) کیا ہمت ہے کہ ان اللہ بکل شیء علیم کو بہی اسی قاعدہ سے خاص کرکے
لکہہ جاوے کہ اللہ کو بہی بعض چیزون کا علم نہیں (معاذ اللہ) پس جب قرآن شریف میں
وہی ما کا کلمہ اس قاعدہ سے خاص نہیں کیا جاسکتا تو آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے
کیا دشمنی ہے کہ انکا علم گہٹانیکو وہی کلمہ ما اسی قرآن شریف میں اسی مردود قاعدہ سے خاص
کیا جاتاہے جو بالکل نامعتبر ہے اور جسکی کلیت کسیطرح ٹہیک نہیں جو خود باطل ہو جسکو
قرآن شریف ہی میں جاری نہیں کیا جاتا - رہا آیہ وما علمناه الشعر الایہ کو قرینہ تخصیص
بنانا یہ صحیح نہیں اسلیے کہ یہ آیت نافی علم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نہیں ہے جیسا کہ پہلے مذکور
مذکور ہوچکا ہے - اب جانب مخالف کا یہ کہنا کہ آنحضرت علوم شمارہ کے ساتہ کیونکر متصف
ہوسکتے ہیں اسکا جواب بہی گزرچکا - اور جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹ پر لکہا ہے
قولہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے بخود زبان فیض ترجمان اپنے صحابہ کو مخاطب کرکے
فرمایا کہ دنیا کے امور مین تم مجہ سے زیادہ جاننے والے ہو - **اقول** یہ کسی حدیث میں
نہیں بلکہ جانب مخالف نے اپنی طبعیت کے زور سے ایجاد کردیا غالبا حدیث تلقیح کے ترجمہ

جانب مخالف کے قاعدہ ما من الخ سے لازم آتا ہے کہ بعض چیزین اللہ کی ہون اور بعض غیر کی اور
اللہ تعالی کو بعض اشیاء کا علم ہو بعض کا نہ ہو (معاذ اللہ منہ)

انتھے بیجا کیا۔ اب میں وضاحت کیلیے اس حدیث کو مع شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نقل کرتا ہون
شرح شفا قاضی عیاض کے صفحہ جلد اول میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ
آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپکے
واسطے معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ
جمع کیے اور آپکو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دیکر خاص کیا۔ اس پر یہ اشکال وارد
ہوسکتا ہے ایک مرتبہ حضرت نے ملاحظ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل کر رہے تھے یعنی خرما کے نر کی
کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آوے آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ
وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایسا نکرتے تو شاید بہتر ہوتا۔ لوگون نے چھوڑ دیا
پس پھل نہ آے یا کم اور خراب آئے تو آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے
دنیوی کامونکو خوب جانتے ہو اس اشکال کے جواب میں کہا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی
علیہ وسلم نے خود گمان فرما لیا تھا اور کوئی وحی اس بارہ میں نازل نہوئی تھی۔ شیخ سنوسی رح
نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے انکو خرق و خلاف عوائد کیے پر انگیختہ کرنیکا اور باب
توکل کیطرف پہونچانیکا ارادہ کیا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی تو حضرت نے فرمایا
کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح نکرتے اور
امر نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا امتثال کرتے تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی چنانچہ
وہ عبارت یہ ہے ومن معجزاته الباهرة) ای آیاته الظاهرة (ما جمعه الله
له من المعارف) ای الجزئیة (والعلوم) ای الكلية والمدركات
الظنية واليقينية والاسرار الباطنة والانوار الظاهرة (و
خصه) من الاطلاع على جميع مصالح الدنيا والدين) ای ما يتم به
اصلاح الامور الدنيوية والاخروية. واستشكل بان صلى الله تعالى
عليه وسلم وجد الانصار يلقحون النخل فقال لو تركتموه فتركوه فلم يخرج شيئا او

اوخرج شیصا فقال انتم اعلم بامر دنیاکم واجیب بانہ کان ظنا منہ لا وحیا
وقال الشیخ سیدی محمد السنوسی اراد ان یحملہم علی خرق العوائد
فی ذلک الی باب التوکل واما ھنالک فلم یمتثلوا فقال انتم اعلم بدنیاکم
ولو امتثلوا وتحملوا فی سنۃ او سنتین لکفوا امر ھذہ المحنۃ اب
علامہ سنوسی کی تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ آنحضرت صلعم نے جیسا فرمایا تھا وہ حق اور بجا تھا اگر اسکے موافق (صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ۱۲)
عمل کیا جاتا تو بے شک تمام تکلیفیں رفع ہو جاتیں جو تلقیح میں اٹھانی پڑتی ہیں چنانچہ علامہ علی قاری
رحمہ الباری اپنی شرح شفا کی جلد ثانی میں صفحہ ۳۳۸ پر تحریر فرماتے ہیں وعندی انہ علیہ السلام
اصاب فی ذلک الظن ولو ثبتوا علی کلامہ لفاقوا فی الفن ولارتفع عنہم
کلفۃ المعالجۃ فانما وقع التغیر بحسب جریان العادۃ الا تری ان من
تعود باکل شیء او شربہ یتفقدہ فی وقتہ واذا لم یجدہ یتغیر عن حالہ
فلو صبروا علی نقصان سنۃ او سنتین لرجع النخیل الی الحالۃ الاولی وربما
کان یزید علی قدرۃ المعمول وفی القصۃ اشارۃ الی التوکل وعدم المبالغۃ فی
الاسباب وغفل عنہ ارباب المعالجۃ من الاصحاب واللہ اعلم بالصواب
شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ و
واصحابہ وسلم کو اس طرف التفات نہ تھا یہ فرمایا کہ والا وہی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم دانا ترست
از ہمہ بجمیع کارہائے دنیا و آخرت. فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم پر زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے
اعتبار سے یہ فرمادیں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہیں. و عبارت فصل الخطاب کی یہ ہے
ولا یعزب عن علمہ صلی اللہ علیہ وسلم مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء من
حیث مرتبتہ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم [illegible] کا یہ کہنا
آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے

بالکل نا انصافی ہے بھلا [بجہ سے] کس لفظ کا ترجمہ ہے ۔ جانب مخالف نے اس کو
قرینہ تخصیص بنایا ہے کوئی پوچھے کہ کتاب کے عموم کی تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے اور خبر واحد
بھی ایسی جس سے وہ مراد حاصل نہیں جسکے لیے جانب مخالف نے اسکو نقل کیا ۔

این گل دیگر شگفت جانب مخالف کو تخصیص عام میں وہ جوش آیا کہ کریمہ والسارق
والسارقة فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ واللہ
عزیز حکیم میں بھی **ما** کو خاص کر ڈالا اور یہہ کہدیا **قولہ** اگر ما عام کو ظاہر سے نہ پھیریں اور
خاص کسب سرقہ مراد نہ لیں تو لازم آتا ہے کہ جس سارق نے سرقہ کے ساتھ زنا بھی کیا
اور شرب خمر وغیرہ مختلف منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوا سب کی جزا میں فقط قطع ید کافی ہوجائے
انتہی ملخصا ۔ **اقول** کلی اسلامیہ مدرسہ کا ایک چھوٹا سا لڑکا جو اصول شاشی شروع کر چکا ہو سنتے
ہی کہدیگا کہ اس آیۃ میں **ما** کو اصولیوں نے عام کہا اور اسکے عموم سے استدلال کر کے مسائل
نکالے ہیں مجھے تعجب ہے کہ جانب مخالف کیسے عقلمند ہیں جنہوں نے ایسی لچر بات کہی ۔

سنو صاحب سارق کے معنی شاید آپ کو معلوم نہیں ہیں کہ وہ اسم فاعل ہے اور
اسم فاعل اس اسم مشتق کا نام ہے کہ جو من قام بہ الفعل کیلیے وضع کیا گیا ہو تو سارق کا مدلول
مطابقی من قام بہ السرقہ ہے اور اسکو سارق صرف سرقہ کے اسکے ساتھ قائم ہونیکی وجہ سے
کہتے ہیں پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ یا اسکے متعلق کے اور کچھ ہو نہیں سکتا
زنا زانی کا فعل ہے نہ سارق من حیث ہو سارق کا وعلے ہذا القیاس پس سارق من حیث ہو سارق
کا کسب جو کچھ بھی ہے وہ سرقہ یا متعلق سرقہ ہے اسپر بے شک حد سرقہ جاری ہوگی اسیوسطے جناب
باری تعالی نے الرجل والمرأۃ فاقطعوا ایدیھما بعد سرقتھما جزاء بما کسبا
نہ فرمایا کہ ما کو خاص کرنا پڑتا ۔ اصول فقہ میں مصرح ہے ان القطع جزاء جمیع ما اکتسبہ
السارق اس سے بھی ظاہر کہ سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ اور اسکے متعلقات
کے کچھ بھی نہیں ۔ اگر اس کا سمجھنا دشوار ہے تو کسی جاہل سے ہی دریافت کر لو کہ چور کا کیا کام ہے

وہ فوراً کہدے گا کہ چوری۔ اب تو جناب مخالف کو بے قرینہ ہی عام کے خاص کر ڈالنے میں بڑی
مشق ہوگئی ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں لله ما فی السموات وما فی الارض کے ما کی عمومیت
پر ہاتھ نہ صاف کریں الله ہدایت نصیب کرے۔ اسکے بعد جناب مخالف نے اور کچھ کاغذ
بیفائدہ سیاہ کرکے یہ لکھا ہے **قولہ** قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ یعنی کہو اے محمد صلے الله علیہ وسلم
کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کی بات کو مگر الله تعالیٰ جانتا ہے اور وہ
نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائینگے **اقول** اس آیہ شریفہ میں بھی نفی علم ذاتی ہی کی ہے
اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے یہ مطلب نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے جیسا کہ
عجیب الفہم جناب مخالف نے سمجھا ہے چنانچہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی
رحمہ الله فرماتے ہیں اما قولہ لا یعلمہ فمفسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ ولکن
ذاتی الا ھو امام نووی کے فتاوی میں ہے مسئلۃ ما معنی قول الله تعالیٰ لا یعلم
من فی السموات والارض الغیب الا الله واشباہ ذلک مع ان قد علم ما فی غد
من معجزات النبی علیہ الصلوۃ والسلام وفی کرامات الاولیاء رضی الله
عنہم الجواب معناہ لا یعلم ذلک استقلالا واما المعجزات والکرامات
فحصلت باعلام الله لہم استقلالا اور امام ابن حجر مکی رحمہ الله کے فتاوی حدیثیہ
میں ہے معناہا لا یعلم ذلک استقلالا وعلم احاطۃ بکل المعلومات الا الله
تعالیٰ واما المعجزات والکرامات فباعلام الله تعالیٰ لہم علمت وکذا ما علم
باجراء العادۃ شرح شفا خفاجی میں ہے ہذا لا ینافی الآیات الدالۃ علی
انہ لا یعلم الغیب الا الله تعالیٰ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما
اطلاعہ علیہ باعلام الله تعالیٰ فامر متحقق بقولہ فلا یظہر علی غیبہ
احدا ان عبارات سے خوب واضح ہوگیا کہ آیہ شریفہ مسطورہ بالا میں علم ذاتی ہی کی

دیکھو فتاوی رشیدیہ مطبوعہ مطبع ... حصہ اول ... علم غیب از مولانا محمد یحییٰ ... مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب ... اور علمی رسالہ ... اور کشف الغطاء ... غیر رسالہ ... کیا ہے سب حضرات بجواب یہاں ملاحظہ فرمائیں۔

نفی کی ہے اور جو تعلیم الٰہی سے ہو اُسکی نفی نہیں بلکہ ایسا علم انبیا اور اولیا کو حاصل ہے۔ اور پچھلی عبارت نے تو فیصلہ کر دیا کہ جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے اُنکا یہی مطلب ہے کہ غیب بے واسطہ سوائے خداوند کریم کے اور کسی کے لیے نہیں لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی بیشک انبیا اور اولیا کے لیے ثابت ہے چنانچہ کریمہ فلا یظہر علے غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول سے ظاہر ہے۔

حق تو بحمد اللہ تعالیٰ واضح ہے مگر متعصب کی چشم بصیرت وا نہیں **قولہ** ان اللہ عندہ علم الساعۃ ج و ینزل الغیث ج و یعلم ما فی الارحام ط وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ط وما تدری نفس بای ارض تموت ط ان اللہ علیم خبیر ع بیشک اللہ جو ہے اسکے پاس ہے قیامت کی خبر اور برساتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے لڑکا لڑکی پورا ناقص اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کمائی کرے گا کل اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ ہی سب جانتا ہے خبردار **اقول** یہ آیہ شریفہ منکرین کی بڑی دستاویز ہے کہ اسکو بے سمجھے پڑھ دیا کرتے ہیں۔ اُنکے خیال میں یہ ہے کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم جمیع اشیاء نہونے پر نص ہے۔ فقیر جیسا کہ بارہا کہہ چکا ہے کہ قرآن شریف میں اور نیز احادیث میں جہاں کہیں ایسے کلام ہیں اُنسے نفی اس علم کی مقصود ہے کہ جسپر دلیل نہیں اور جو حق سبحانہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرمائے ہیں اُنکی نفی کیونکر ہو سکتی ہے۔ کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اِن آیات کا یہ مطلب ہے کہ کسی مخلوق کو غیب کا علم خداوند عالم جلشانہ کے بتانے پر بھی نہیں نعوذ باللہ یہ کوئی ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ بے شک اُسنے جب کو تعلیم فرمایا اُسکے سامنے جمیع اشیاء ظاہر ہیں۔ ہاں اگر یہ مدعا ہے کہ ان اشیاء کا علم بے تعلیم الٰہی کسیکو نہیں تو مسلم اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ کے بتلانے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو یہ سخت بددینی ہے اور اگر یہ منشا ہے کہ اللہ جلشانہ نے کسی کو ان اشیاء کا علم عطا ہی نہیں فرمایا تو بھی غلط۔ چنانچہ مشکوۃ شریف کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وقت قیام قیامت دریافت کیا تو آنحضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ما المسئول عنها باعلم من السائل فرماکر یہی آیہ شریفہ جو جانب مخالف نے نقل کی تلاوت فرمائی
اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں تحریر فرمایا۔ مراد آنست کہ بے تعلیم
الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہارا نداند و آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے
تعالیٰ از نزد خود کسی را بوحی و الہام بدانا ند۔ اب اک فارسی دان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس کو جناب
حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ علم تعلیم فرما دیا اس سے اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اسی
سے ہے جو آجکل سے ان علوم کے جاننے کا مدعی ہو۔ علامہ ابراہیم بیجوری اپنی شرح قصیدہ بردہ
میں فرماتے ہیں وَلَمْ یَخْرُجْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ اَعْلَمَہُ اللّٰہُ
تعالیٰ بِہٰذِہِ الْاُمُوْرِ الْخَمْسَۃِ کتاب الابریز صفحہ ۱۸۵ میں ہے قلت للشیخ رضی اللہ
عنہ فان علماء الظاہر من المحدثین وغیرہم اختلفوا فی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ھل کان یعلم الخمس المذکورات فی قولہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ
الآیہ فقال کیف یخفی امر الخمس علیہ صلی اللہ علیہ وسلم والواحد من اہل التصرف
من امتہ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس یعنی میں نے اپنے شیخ
عبدالعزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ علماء ظاہر یعنی محدثین وغیرہ کا اس مسئلہ میں اختلاف
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا کہ جن میں آیہ ان اللہ عندہ
علم الساعۃ الخ وارد ہوئی تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان پانچوں کا علم حضور پر کیسے
مخفی رہ سکتا ہے۔ جبکہ اک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف ممکن نہیں
اس عبارت نے واضح کر دیا کہ حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں کے عالم ہیں۔ خلاصہ یہ ہے
کہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لیجانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا
تھا۔ چونکہ اب اختصار پر نظر ہے اس لیے اس موقع پر صرف ان تین کو جو ہر کتاب کے
مزید اطمینان کے لیے جدا جدا اثبات کیا جاتا ہے کہ ان پانچوں میں سے ہر اک کا علم سرور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور سوائے قیامت کے اور چیزوں کی خبریں لوگوں کو آنحضرت نے

نے سنائی ہیں۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ کے صفحہ ۳۸۹ پر آیہ یسئلونک عن الساعۃ
ایان مرسٰہا کے تحت میں ہے قد ذہب بعض المشائخ الی ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ تعالی وھو لا ینافی الحصر فی الآیۃ
کما لا یخفی فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ کے صفحہ ۲۱ میں ہے فان قیل قولہ صلی اللہ
علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کہاتین یدل علی ان عندہ منہا علما والآیات
تقتضی ان اللہ تعالی منفرد بعلمہا فالجواب کما قال الحلیمی ان معناہ انا النبی
الاخیر فلا یلینی نبی آخر وانما تلینی القیمۃ والحق کما قال جمع ان اللہ سبحانہ
وتعالی لم یقبض نبینا علیہ الصلوۃ والسلام حتی اطلعہ علی کل ما ابہمہ عنہ
الا انہ امرہ بکتم بعض والاعلام ببعض ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو وقت قیامت بتعلیم الٰہی معلوم تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو
اللہ تعالی نے ان تمام چیزوں کا علم دیکر اس عالم سے اٹھایا کہ جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا
اور بعض علوم کے پوشیدہ رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا اور مینہ کے بارے میں
بھی آیت کے یہ معنی نہیں کہ بتعلیم الٰہی بھی کوئی مینہ برسنے کا وقت نہیں جان سکتا مشکوۃ شریف صفحہ ۴۷۳ میں
ایک طویل حدیث ترمذی کی نواس بن سمعان کی روایت سے باب العلامات بین یدی الساعۃ
میں رسول اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں ثم یرسل اللہ مطرا لا
یکن منہ بیت مدر ولا وبر جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد فتنہ یاجوج وماجوج کے
اللہ تعالی ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا گانوں کا کوئی مکان خالی نہ رہیگا الخ
اور یہی مشکوۃ شریف کے صفحہ ۴۸۱ باب لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس میں عبد اللہ بن
عمر کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت
منہ اجساد الناس اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب آدمی مرجائیں گے تو
اللہ تعالی ایک مینہ بھیجے گا گویا کہ وہ شبنم ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اگیں گے۔ اب

خوب ثابت ہوگیا کہ سرور اکرم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت سنائی اور قبل از وقت بھی
کیسی سیکڑوں سال پہلے۔ اب یہ بھی خیال رکھیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بدولت یہ دولت
آپکے خادموں کو بھی میسر ہے۔ چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت شریفہ کے تحت میں فرمایا ہے
ولکن کثیرا ما سمعت من الاولیاء یقول یمطر السماء غدا او یوم لا یمطر
کما قال کما سمعنا ان یحیی بن معاذ کان علی راس قبر ولی وقت دفنہ
وقال لعامۃ من حضر وا ان ھذا الرجل من اولیاء اللہ الٰہی ان کنت صادقا
فانزل علینا المطر قال الراوی فنظرت الی السماء وما رأیت فیہا راحۃ
سحاب فانشأ اللہ سبحانہ سحابۃ مثل ترس فمطرت فرجعنا مبتلین

خلاصہ یہ کہ مینے اولیاسے یہ بہت سنا ہے کہ کل کو مینہ برسے یا رات کو یس برستا ہے یعنی اُسی
روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی ہے اور ہمنے سنا ہے کہ یحیی بن معاذ ایک ولی کے دفن
کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا کہ یہ شخص یعنی جو دفن کیے گئے ہیں
ولی ہیں اور یا الٰہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسا دے۔ راوی نے کہا کہ مینے آسمان کی طرف
دیکھا تو بادل کا پتہ نہ تھا پس اللہ نے بادل پیدا کرکے مینہ برسایا کہ ہم لوٹ کر بھیگے ہوئے آئے۔

(۳) اور اسیطرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے ما فی الارحام کی بھی خبر دی یعنی
قبل پیدا ہونے کے بتادیا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی چنانچہ امام مہدی کے پیدا ہونیکی خبر جو آنحضرت
نے سنائی ہے اور صحیح حدیثوں میں مذکور اور عام لوگوں کی زبانوں پر ہے صاف بتا رہی ہے کہ
آپکو لڑکا پیدا ہونیکی خبر اس وقت سے ہے کہ جب نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں بلکہ اس سے
بھی بہت پہلے۔ ایسی ہی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے پیدا ہونیکی
خبر دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۷۲ باب مناقب اہل بیت میں بروایت ام فضل وارد ہے کہ ام
فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مینے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب
دیکھا ہے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا عرض کیا وہ بہت سخت ہے فرمایا کیا ہے۔

کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ٹکڑا حضور کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا۔ حضرت نے
فرمایا کہ یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں
رکھا گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لڑکا ہوگا
اور وہ تیری گود میں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں تلد فاطمۃ ان شاء
اللہ غلاما یکون فی حجرک ذرا تفسیر عرائس البیان میں ویعلم ما فی الارحام کے
نیچے صفحہ ۱۸۴ میں ملاحظہ کیجئے کہ فرماتے ہیں: سمعت ایضا من بعض اولیاء اللہ انہ
اخبر ما فی الرحم من ذکر وانثی ورایت بعینی ما اخبر حاصل یہ کہ میں نے بعض
اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے ما فی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور میں نے
اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔ ذرا بستان المحدثین
حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی ملاحظہ ہو کہ وہ ص۱۲۲ میں فرماتے
ہیں۔ نقل میکنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزندے نزیست کبیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ
فرمود از پشت تو فرزندی خواہد بر آمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند۔ یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد ماجد
کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی۔ ایک روز رنجیدہ ہو کر اپنے شیخ کے حضور کے پہونچے شیخ نے فرمایا کہ
تیری پشت سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا کہ جسکے علم سے دنیا بھر جائے گی۔ چنانچہ علامہ ابن حجر
پیدا ہوئے۔ اب ذرا انصاف فرمائیے کہ ایک ولی کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا اور اُسکا عالم ہونا بھی معلوم
مگر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو خبر نہو گی کہ پیٹ میں کیا ہے۔ صاحبو بسر انصاف۔

اور اسیطرح کل کی بات کا جاننا۔ اسکے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان ص۱۲۹ جلد ۲ میں یوں مسطور ہے
رُبما سمعتُ واقعۃ غدٍ منہم قبل المجی یعنی میں نے اولیاء سے اکثر اگلے روز کا واقعہ
قبل اس دن کے سنا ہے۔ اور رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی خبریں دیدیں
چنانچہ مشکوٰۃ شریف ص۵۴۳ باب معجزات میں بروایت عمرو بن اخطب انصاری مروی ہے
کہ انہوں نے کہا کہ ہمکو ایک روز رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام ہو کر نماز فجر پڑھائی

پہر منبر پر چڑہکر ظہر تک خطبہ کیا پہر اُتر کر نماز پڑہی پہر منبر پر چڑہکر عصر تک خطبہ کیا پہر اُتر کر نماز پڑہی پہر منبر پر چڑہکر غروب تک خطبہ کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے اسکی خبر دیدی۔ پس ہم میں وہی سب سے زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکہنیوالا ہے۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں صلی بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم دو چار باتیں ہوں تو گن لیں کہ حضرت نے فلاں فلاں کی خبر دی اور جبکہ انہوں نے قیامت تک کے احوال بتا دیے تو کہانتک گن جاویں لیکن مخالفین کی سختی دیکہکر اس موقع پر ایک اور حدیث جسمیں صاف لفظ علم موجود ہے نقل کیجاتی ہے تاکہ پہر کسی طور پر انکار کی مجال نہو۔ وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے یوم خیبر میں فرمایا کہ میں کل کو ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دونگا کہ اللہ اسکے ہاتھ پر فتح کریگا۔ اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکہتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول اس شخص کو دوست رکہتے ہیں چنانچہ الفاظ اُس حدیث کے کہ بروایت سہل ابن سعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور مشکوۃ شریف کے صفحہ ۵۶۳ باب مناقب علی بن ابیطالب میں موجود ہیں یہ ہیں قال یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ اور ہمیں مخالفین کے اس شبہ کا بہی جواب سن لینا چاہیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیونکو جنہوں نے اپنے آباء مقتولین یوم بعاث کا مرثیہ گانے میں وفینا نبی یعلم ما فی غد کہدیا تہا یہ فرمایا کہ اس قول کو چہوڑدے اور جو کہہ رہی تہی وہی کہے جاؤ۔ یہ بہی دہابیونکا ایک بڑا اعتراض ہے اسکو انکے مرشد نے تقویۃ الایمان میں بہی لکہا ہے۔ اور مولوی غلام محمد راندیری نے عیبی رسالہ میں اور مخالفین نے اپنی اپنی تحریروں میں لکہا ہے۔ ہر چند کہ دیگر منقولہ عبارات سے منصف مزاج آدمی دریافت کرسکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ

چنانچہ الیاہی ہوا جیسا کہ حدیث میں موجود ہے۔ نمبر ۱۲

دیکہو نمبر ... مطبوعہ صدیقی لاہور اور عیبی رسالہ کشف الغطاء میں ہے۔

نے مافی غد بتادیا اور آپکو اُسکا علم تھا پر یہ اعتراض قابل جواب نہیں مگر وثوق کیلیے مرقاۃ المفاتیح سے
اسکی شرح بھی نقل کیجاتی ہی وانما منع القائلۃ بقولھا وفینا نبی الخ لکراھۃ نسبۃ علم
الغیب الیہ لانہ لا یعلم الغیب الا اللہ وانما یعلم الرسول من الغیب ما اعلمہ او
لکراھۃ ان یذکر فی اثناء ضرب الدف واثناء مرثیۃ القتلی لعلو منصبہ عن
ذلک اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اسواسطے منع کر دیا کہ انہوں نے
غیب کی نسبت مطلقاً آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی درآنحالیکہ آنحضرت علیہ الصلاۃ
والسلام بتعلیم الٰہی جانتے ہیں یا اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس بات کو مکروہ
جانا کہ دف بجانے میں آپکا ذکر کیا جاوے یا مقتولین کا مرثیہ گانے میں آپکی ثنا کیجاوے اسلیے کہ یہ
آپکے علوے منصب کے خلاف ہی۔ رہی یہ بات کہ کوئی نہیں جانتا کہ کہاں مرے گا۔ اس کے متعلق
بھی تفسیر عرائس البیان میں ملاحظہ کیجیو۔ وربما قالوا انی اموت بموضع کذا ومنھم
ابو غریب الاصفہانی قدس اللہ روحہ مرض فی شیراز فی زمان الشیخ ابی
عبد اللہ بن حنیف قدس اللہ روحہ وقال اذا مت فی شیراز فلا تدفنونی
الا فی مقابر الیھود فانی سالت اللہ ان اموت فی طرطوس فبرأ ومضی
الی طرطوس ومات بھا رحمۃ اللہ علیہ۔ حاصل یہ کہ اولیاء اللہ نے اکثر کہا ہے کہ میں فلاں
جگہہ مرونگا اور انہیں میں سے ابو غریب اصفہانی رحمہ اللہ بھی ہیں کہ وہ بھی شیراز میں ابو عبد اللہ
بن حنیف رحمہ اللہ کے زمانہ میں مریض ہو کر کہنے لگے کہ اگر میں شیراز میں مروں تو تم مجھکو مقابر یہود میں
دفن کرنا۔ میں نے اللہ سے سوال کیا ہی کہ میں طرطوس میں مروں پس وہ اچھے ہوگئے اور طرطوس
جاکر وفات پائی۔ کیا اب بھی کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ علم
بعطائے الٰہی حاصل نہ تھا۔ اب تو آپکے امتیوں کیلیے بھی ثابت ہو گیا خود ہمارے حضرت نے اپنی وفات
کی جگہہ بتادی چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کیطرف بھیجتے وقت حضور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم خود
انکے ساتھ وصیت فرماتے ہوے تشریف لائے اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا کہ اے معاذ اس سال کے

بعد ہماری تمہاری ملاقات نہو اور شاید کہ تم میرے اس مسجد اور قبر پر گزرو۔ یہ کلمہ جانگزا سنکر
معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فراق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے بیقرار ہو کر رونے لگے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے
(وعن معاذ بن جبل قال لما بعثہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الیمن خرج معہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوصیہ ومعاذ راکب ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمشی تحت راحلتہ
فلما فرغ قال یا معاذ انک عسیٰ ان لا تلقانی بعد عامی ہذا ولعلک ان تمر بمسجدی ہذا
وقبری فبکی معاذ جشعا لفراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اگر علاوہ اسکے اسی قسم کے
مضامین کو ثابت کروں بہت تطویل ہو جسکی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ اولیاء کے احوال بھی بکثرت ہیں جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت حق سبحٰنہٗ تعالیٰ نے انکو یہ علوم عطا فرمائے ہیں۔ شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ
خطیب تبریزی اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۶۲۴ پر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال میں لکھتے ہیں
قال المزنی دخلت علی الشافعی فی علتہ التی مات فیہا فقلت کیف اصبحت قال
اصبحت من الدنیا راحلا ولاخوانی مفارقا ولکاس المنیۃ شاربا ولسوء
اعمالی ملاقیا وعلی اللہ واردا الخ یعنی مزنی نے کہا کہ جس مرض میں امام شافعی رحمہ اللہ
نے وفات پائی اسمیں میں انکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپ نے کس حال میں صبح کی فرمایا اس حال
میں کہ میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں۔ اپنے بھائیوں سے جدا ہونے والا ہوں۔ موت کا جام
پینے والا ہوں۔ اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں۔ اللہ پر وارد ہونے والا ہوں۔ کہیے صاحب
یہاں تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی خبر دی اور آپکو ابھی سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے علم میں بھی شبہ ہو۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ اس آیت سے نفی علم عطائی کی گنجائش
رکھنا نفیین ہی کا کام ہو اور اسکے مضمون کے قریب قریب ایک دوسری آیت جو ہر دم مخالفین
کی زبانوں پر رہتی ہے اور جس سے بے محل استشہاد کیا جاتا ہے یہ ہے وعندہ مفاتح
الغیب لا یعلمہا الا ہو یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں نہیں جانتا ہو کوئی اسکو
مگر وہی۔ اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے۔ تفسیر عرائس البیان میں

(نوٹ: یہ حدیث پر اس روایت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں بھی آیت جسمیں نجی اور صحابہ الخ ... (اس مطبوعہ نسخہ الخ))

اسی آیہ کے تحت میں سطور ہے قال الجریری لا یعلمہا الا ھو ومن یطلعہ علیہا من صفی وخلیل وحبیب وولی یعنی جریری نے کہا کہ اُنکو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ اُنپر اطلاع دے خواہ وہ صفی ہوں یا خلیل یا حبیب یا ولی۔ اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے وقولہ لا یعلمہا الا ھو ای لا یعلم الاولون والاخرون قبل اظہارہ تعالیٰ ذلک لھم یعنی اس آیۃ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔ اب خیال فرمایئے کہ کیا اس آیۃ سے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اظہار کے بعد اُسکے اولیا و اصفیا تک کو ان مفاتیح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ سید الانبیاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔

الباب الثانی

ہر چند کہ گزشتہ تحریر علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت ثابت کرنے میں تام کافی نہیں ہے غور کرنے والے کو انمیں محل انکار نہیں لیکن وہابیہ کی یہ عادت ہے کہ وہ لوگوں کو چھوٹے چھوٹے شبہے بتاتے رہتے ہیں اسلیے اس باب میں اُنکے شبہات کے مختصر جوابات لکھے جاتے تاکہ مسلمانوں کو آگہی ہو اور وہابیہ کے اعتقادات سے بچیں۔ **شبہ اول** قرآن شریف کے بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب نہ تھا۔ چنانچہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب دوسری آیۃ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر اسپر دال ہے۔ **جواب** ان آیتوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم نہونے پر دلیل لانا خود قرآن سے جاہل ہونیکی دلیل ہے۔ یہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب نہیں جانتا تواضع ہے۔ چنانچہ تفسیر خازن میں ہے وانما نفی عن نفسہ الشریفۃ ھذہ الاشیاء تواضعا واعترافا بالعبودیۃ اور تفسیر عرائس البیان میں ہے ولا

اَعلم الغیب کی وتواضع حین اقام بنفسہ مقام الانسانیۃ بعد ان
کان اشرف عن خلق اللہ من العرش الی الثری و اطہر من الکروبین
ور وحانیاں خضوعا لجبروتہ وخشوعا فی ابواب ملکوتہ جمل حاشیہ جلالین
جلد۲ صفحہ ۲۵ میں تفسیر خازن سے نقل کیاہے فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم
عن المغیبات و قدجائت احادیث فی الصحیح بذلک وھو من اعظم معجزاتہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ و بین قولہ ولوکنت اعلم الغیب
لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب
والمعنی لا اعلم الغیب الا ان اطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون
قال ذلک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی علم الغیب ان تمام تفاسیر سے ظاہر ہے
کہ حضرت نے تواضعاً نفی علم کی اپنی ذات جامع کمالات سے فرمائی۔ یایہ کہ جس وقت یہ
فرمایا اُسوقت تک یہ علم مرحمت نہوا تھا۔ اسکے بعد عطا ہوا۔ غرضکہ یہ آیتیں حضرت
محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے غیب کے نہ جاننے پر دلیل نہیں۔ یا آیات
مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اور بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں۔ ہمارے حضرت صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہے تو بتعلیم الٰہی چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے ای قل لا اعلم الغیب
فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ خلاصہ
ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا عالم نہیں سوائے خدا تعالی
کے۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں
وقولہ لوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر
واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالی فامر متحقق قال اللہ
تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول
یعنی آیہ لوکنت الخ میں اس علم کی نفی ہے جو بےواسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی کے پس بے شک

ہمارے حضرت کے لیے ثابت ہی جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا عالم الغیب فلا یظہر الآیہ۔ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آیہ شریفہ میں لفظ لو کنت اعلم لاستکثرت اور ما مسنی سب صیغہ ماضی کے ہیں جو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں۔ آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھکو برائی نہ پہونچتی۔ اگر جملہ عبارات مسطورہ بالا سے قطع نظر کر کے حسب مدعائے مخالف یہ تسلیم ہی کر لیا جائے کہ اس آیہ شریفہ سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں۔ اسلیے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گزشتہ میں حاصل ہونیکا انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر کر لیتا اور برائی مجھے نہ پہونچتی۔ اس آیت میں اس امر پر دلالت نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے اس کا علم نہوگا۔ پس اگر آیت میں بیان ہی تو اسوقت کا بیان ہی کہ جسوقت حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی تھی نہ اسکے بعد کا جیسا کہ اوپر حاشیہ جمل کی عبارت سے واضح ہو چکا۔ **شبہ دوم** قرآن شریف میں ہے ومنهم من قصصنا علیك ومنهم من لم نقصص علیك اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحنہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے بعضے انبیا کا قصہ نہیں کیا۔ پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیونکر ہوے **جواب** آیہ شریفہ کی یہ مراد ہی کہ ہمنے بواسطہ وحی جلی کے قصہ نہیں کیا۔ یہ علم نہونیکی دلیل نہیں اسلیے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی خفی کے اسپر مطلع فرمایا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۵ صفحہ ۰ میں فرماتے ہیں هذا لا ینافی قوله تعالیٰ { ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا علیك ومنهم من لم نقصص علیك }

لان المنفی هو التفصیل والثابت هو الاجمال او النفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی۔ ہمارے حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحبہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور ان میں سے تین سو پندرہ

رسول میں پس ہماری حضرت کا انبیاء کی نعت دبتانا آیت کے منافی نہیں اسلیے کہ آیت
میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے۔ یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور
نبوت وحی خفی سے متحقق ہے۔ **شبہ سوم** کلام اللہ میں ہے لا تعلمہم نحن نعلمہم
اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو منافقین کے حال کی
خبر نہیں۔ **جواب** اول تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سرور اکرم صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کو تعلیم الٰہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے چنانچہ بیضاوی میں ہے تخفی
علیک حالہم مع کمال فطنتک وصدق فراستک مگر حضرت تعلیم الٰہی ضرور جانتے
ہیں چنانچہ جمل جلد ۴ صـ۲۸۷ میں ہے معنی الاٰیۃ وانک یا محمد لتعرفن المنافقین فیما
یعرضون بہ من القول من تہجین امرک وامر المسلمین وتقبیحہ والاستہزاء بہ
فکان بعد ھذہ الاٰیۃ لایتکلم منافق عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا عرفہ بقولہ ویستدل
بفحوی کلامہ علی فساد باطنہ ونفاقہ دوم یہ کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی اسکے بعد علم عطا
فرمایا گیا چنانچہ اسی جمل میں تحت آیہ لا تعلمہم کے مسطور ہے فان قلت کیف نفی عنہ علم بحال
المنافقین واثبتہ فی قولہ تعالی ولتعرفنہم فی لحن القول فالجواب ان اٰیۃ
النفی نزلت قبل اٰیۃ الاثبات فلا تنافی ام کرخی پس اب ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔ **شبہ چہارم** ویسئلونک
عن الروح قل الروح من امر ربی الخ مخالفین کی خوش فہمیوں نے انہیں اس
امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا
جواب سبحان اللہ جانب مخالف کس درجہ عقیل ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے
کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تم سے روح کی نسبت سوال کرتے ہیں تم کہدو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے) اس سے یہ ہرگز ثابت

یہ شبہ سوم البرہان میں بھی ہے ۱۲

حضرت کو اس کا علم نہ تھا اب محققین کا فیصلہ اس امر میں کیا ہے وہ ملاحظہ فرمایئے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ولا تظن ان ذلک لم یکن مکشوفا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان من لم یعرف الروح فکانہ لم یعرف نفسہ ومن لم یعرف نفسہ فکیف یعرف اللہ سبحانہ ولا یبعد ان یکون ذلک مکشوفا لبعض الاولیاء والعلماء یعنی گمان نکر کہ رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ظاہر نہ تھا اسلیے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ سبحنہ تعالی کو کیونکر پہچان سکتا ہے۔ اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیا اور علما کو بھی اس کا علم ہو۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ **مدارج النبوۃ** جلد دوم میں فرماتے ہیں۔ چگونہ جرات کند مومن عارف کہ نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین صلے اللہ علیہ وسلم کند و دادہ است اورا حق سبحانہ تعالی علم ذات وصفات خود و فتح کردہ بروے فتح مبین از علوم اولین و آخرین روح انسانی چہ باشد کہ در جنب جامعیت وی قطرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بیدا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روح کا علم حضرت کے علوم کے دریا کا ایک قطرہ ہے اور حق تعالی نے حضرت کو مرحمت فرمایا **شبہ ششم** منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا جب بہت روز دن کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی۔ اگر آگے سے معلوم ہوتا تو کیون غم ہوتا [از نصیحۃ المسلمین خرم علی بلہوری] **جواب** سرمایہ ناز مخالفین کا یہی شبہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو حفظ کرایا ہوا ہے اور اس بے باکی سے زبان پر آتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ پھر اگر انصاف سے غور فرمایئے تو کھلجائے کہ بجز ابلہ فریبی کے اور کچھ نہیں۔ اللہ ہوش درست نصیب فرماوے تو یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کو غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگون کے طعن سنیں اور یقینا جانیں کہ جو ہمکو کہا جاتا ہے بالکل غلط ہے اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیادار و نکو رنج نہو گا اور جو ہو کا تردد انکی بدگمانی کی دلیل ہو جاے گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی نسبت

کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی۔ پھر غم کیوں تھا۔ صرف اسوجہ سے کہ کافرون کی حرکت یعنی تہمت اور اُسکی شہرت پریشانی کا باعث ہوگئی تھی۔ یہ وجہ غم کی تھی نہ اصل واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ سفہاء زمانہ کا خیال ہے چنانچہ تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصر میں ہے فان قیل کیف جاز ان تکون امرأة النبی کافرة کامرأة نوح ولوط ولم یجز ان تکون فاجرة وایضا فلو لم یجز ذلک لکان الرسول اعرف الناس بامتناعه ولو عرف ذلک لما ضاق قلبه ولما سال عائشة کیفیة الواقعة قلنا الجواب عن الاول ان الکفر لیس من المنفرات اما کونها فاجرة فمن المنفرات والجواب عن الثانی انه علیه السلام کثیرا ما کان یضیق قلبه من اقوال الکفار مع علمه بفساد تلک الاقوال قال الله تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فکان هذا من هذا الباب جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کافرون کے مفسدانہ اقوال سے تنگدل ہوتے تھے جسکو خود حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد نعلم انک یضیق الآیۃ اور ان مفسدونکے اقوال کے فساد کو جانتے ہی تھے۔ اسیطرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں۔ صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت معقول ہے۔ ہر شخص جسکو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسیکا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اُسکے اقارب باوجود اُسکی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہونگے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا۔ مگر مخالف عنید یا بدبخت پلید نہیں مانے گا جبتک دو الزام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے۔ ایک عدم علم کا۔ اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی کی۔ جو شرعاً ناجایز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقوی اور متہمین کے منافق ہونیکی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی۔ چاہیے تو تھا گمان نیک اور کی بدگمانی معاذ اللہ۔ تفسیر کبیر جلد ۶ میں ہے۔ ثانیها انّ المعروف من حال عائشة قبل تلک الواقعة انّما هو الصّون والبعد عن مقدّمات الفجور ومن کان کذالک کان اللائق احسان الظنّ به وثالثها انّ القاذفین کانوا من المنافقین واتباعهم

بس اگر کہا جاوے کہ ... انبیاء علیہم السلام کی ... کافرہ ہونا ... حضرت نوح اور لوط علیہما السلام کی ... فاجرہ ... ہونا ... انبیاء علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ ... رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ... اور جب حضرت کو ... کی بیبیاں فاجرہ ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ کی کیفیت ... دریافت ... کا جواب ... فاجرہ ... انبیاء علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ ... دوسری بات کا جواب ... رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافرون کے اقوال ...

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۹۹ باید دید۔

وَقَدْ عُرِفَ اَنَّ كَلَامَ الْعَدُوِّ الْمُفْتَرِي غَرَابٌ مِنَ الْهَذَيَانِ فَلِجَمِيْعِ هٰذِهِ
الْقَرَائِنِ كَانَ ذٰلِكَ الْقَوْلُ مَعْلُوْمُ الْفَسَادِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْوَحْيِ۔ اگرچہ تفسیر کبیر کی
عبارتون سے یہ بات تصفیہ ہو چکی ہو کہ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر استدلال
کرنا سخت بیحیائی ہو اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تہا کہ صدیقہ پاک ہیں۔ پہر حضرت کا
ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق کہ کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کرلیتا۔ دوسرے
وحی کا انتظار کہ فضیلت اور برأۃ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہو۔ تاکہ
اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہو وہ سب کالعدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو۔ **مگر اب ہم ایک**
ایسی مضبوط دلیل لائیں جسکے بعد مجال گفتگو نہ ہو۔ **حدیث** افک جو بخاری کی کتاب
الشہادات باب **تعدیل النساء بعضهن عن بعض** میں ہو اسمیں ہو فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّعْذِرُنِیْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِیْ اَذَاہُ فِیْ اَہْلِیْ
فَوَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَہْلِیْ اِلَّا خَیْرًا وَقَدْ ذَکَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَیْہِ اِلَّا
خَیْرًا اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی
عنہا کی پاکی پر یقین تہا اور کفار کی تہمت سے شبہہ تک نہیں ہوا اسی واسطے آپنے قسم کہا کر فرمایا کہ
خدا کی قسم مجہ اپنی اہل پر خیر ہی کا یقین ہی۔ اب بہی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں
حضرت کو علم نہ تہا تو اس منکر متعصب کا دنیا مین تو کیا علاج مگر میدان حشر میں انشاء اللہ اس
بیباک کو ضرور اپنی اس بے باکی کی سزا ملیگی۔ کہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز پر
قسم کہا کر فرما دیا کہ میں خیر جانتا ہون۔ یہ بندۂ دنیا اُسکو کہی کہ وہ نہیں جانتے تہے معاذ اللہ
مومن کامل کے لیے تو اتنا ہی کافی تہا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہین تو سرور اکرم صلے اللہ
علیہ وسلم کو ہرگز شبہ بہی نہ تہا۔ اسلیے کہ آپ معصوم ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ حضرت صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر اب تو معاند کے لیے بہی بحمدہ تعالی حدیث
و تفسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تہی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی
عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی۔ اور دیکہنے پر توفیض نے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین کے سینون میں جلوے نظر آے اور انہون نے بوقت مشاورت

بیان فرمائے اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں۔ اور حضرت سرور اکرم صلے اللہ
علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا بھی اُن کی
طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حالت غم کا منشار عدم توجہی ہے۔ اور اگر خدا حق
نگہ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں
وہ بھید نظر آئیں جو مومنوں کی روح کے لیے راحت بے نہایت ہوں۔ انتظار وحی میں محبوبہ
کی طرف توجہ نہ فرمانا۔ وحی دیر میں آئی۔ اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش ہوتی
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا رہا۔ اور امتحان بھی ہو گیا کہ
کیسی صابرہ ہیں۔ ادھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔
واقعہ سامنے کر دیا جملہ حالات حق سبحنہ تعالیٰ نے حضرت کے پیش نظر فرما دیے۔ ادھر
کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوب اپنی محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا
کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کرکے اللہ جل شانہ پر معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل
کے ہے یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں۔ شاید تھوڑی
دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اس واسطے عرصہ تک تو وحی ہی نہیں
آئی کہ اسمیں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ انکی محبوبہ پریشان ہوں انکی تسکین فرماتے ہیں
یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملے
ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنیکی حکمتوں پر غور کرکے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر
ناکافی ہیں اسلیے اس مختصر میں اسی پر اکتفا کیا گیا۔ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو برأت
صدیقہ کا یقین ہونا ثابت ہوا مگر اب اُن حضرات کا مرتبہ دریافت کیجیے جنہوں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں۔ ایک یہ کہ انکو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
پر بدگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپکو واقعہ کا علم نہ تھا۔ عینی شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۲۲۴ میں ہے
فی التلویح ظن السوء بالانبیاء کفر یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے
تو جنہوں نے دو بدگمانیاں کیں اسکا کیا حال ہوگا۔ چاہیے کہ وہ توبہ کرے۔ [صفحہ ۹ تفسیر معظم میں بھی یہ مسئلہ]
سوال اگر سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برأت صدیقہ رضی پر یقین تھا تو حضور نے طلاق

حرف شرط جو شبہ اور شک پر دلالت کرتا ہے کیوں استعمال فرمایا۔ چنانچہ بخاری شریف میں یہ الفاظ مروی ہیں قل یلغنی عنک کذا و کذا فان کنت بریئة فسیبرئک اللّٰہ ۔

جواب اتنی تصریحوں کے بعد اگرچہ ایسے واہی شبہ محض نا قابل التفات ہیں مگر تسکین خاطر سائل کے لیے حوالہ قلم ہوتا ہے کہ کلمہ اِن کا تضمن معنی شک سے خالی ہونا محال نہیں۔ نہ اِس کلمہ کا استعمال شک کے موقع پر منحصر۔ (ومن ادعی فعلیہ البیان) ورنہ سائل کو کم از کم اتنا تو ضرور یاد ہوگا کہ حدیثوں میں زیارت قبور کے وقت جس دعا کی تعلیم ہوئی ہے اُسمیں انا ان شاء اللّٰہ بکم للاحقون مروی ہی تو اِس کلمہ اِن میں تضمن معنی شک ضروری ہوں تو کیا معاذ اللہ حضور نے موت میں شک کیا۔ استغفر اللہ ہرگز نہیں۔ ایسی ہی اور بہت نظائر ہیں جن سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمیشہ کلمہ اِن کا استعمال عدم یقین۔ باوجود شک پر دال نہیں ہوتا ولا یخفی ذلک علی من لہ ادنی مسکة فی العلم ۔

شبہ ششم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہی کہ محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا۔ اُن پانچ چیزوں کو جانتے تھے جنکا ذکر اِس آیت میں ہی ان اللہ عندہ علم الساعة الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہی۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ اَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِّمَّا اُمِرَ بِهٖ اَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ رواہ الترمذی

جواب اِس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے تین باتیں فرمائیں۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں۔ یہ صرف رائی تھی حضرة عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے نہیں مانی نہ حضرة صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کوئی حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرة صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مخالف وقوع رویت کا اثبات کیا اور اب تک جمہور علماء اسلام اسکو مانتے چلے آئے ہیں چونکہ بحث سے خارج ہے اسلیے اُسکی بحث نہیں کیجاتی۔ **دوم** یہ کہ آپ نے کسی علم کو

ص۱۹ غیبی رسالہ اور مجموعہ فتاوی مطبوعہ قنوجی مطبوعہ لاہور یہ شبہ کنندہ [illegible] اور فتوی [illegible] اور جو رسالہ اہلحدیث کا ہی اسکے صفحہ [illegible] میں ہی

نہیں چھپایا اس سے یہ مراد ہے کہ جنکی تبلیغ کا حکم تھا انمیں سے کچھ نہیں چھپایا اور جسکے چھپانیکا
حکم تھا وہ بیشک چھپائے ہے۔ **انوار التنزیل میں ہے** قولہ تعالیٰ بلغ ما انزل الیک
المراد تبلیغ ما یتعلق بمصالح العباد و قصد بانزالہ اطلاعھم علیہ فان
من الاسرار الالھیۃ ما یحرم افشاءہ **روح البیان جلد ۲ میں ہے**
وفی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع
یدہ بین کتفی بلا تکیئف ولا تحدید ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن
الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علم الاولین والاخرین وعلمنی علوما شتی
فعلم اخذ عھدا علی کتمہ اذ ھو علم لا یقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ
وعلم امرنی بتبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس والجن
والملک کما فی انسان العیون۔ **خلاصہ** یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب نہ دے سکا
پس اُس نے اپنا دست رحمت و قدرت بے تکیف و تحدید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا
میں نے اُسکی سردی پائی پس مجھے علم اولین و آخرین کے دیے اور کئی قسم کے علوم
تعلیم فرمائے۔ ایک علم تو ایسا ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں
اور میرے سوا کسی کو اُسکے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور ایک ایسا علم جسکے چھپانے
اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک ایسا علم جسکے سکھانے کا ہر خاص و عام امتی کی
نسبت حکم فرمایا اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں۔ **ھکذا فی
مدارج النبوۃ** اب حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الٰہیہ کا
علم جو حضرت کو مرحمت ہوا ہے اُس کا افشا حرام ہے **سوم** یہ کہ ان اللہ عندہ
علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام و ما تدری نفس ماذا تکسب غدا و ما تدری
نفس بای ارض تموت۔ میں جنہیں پانچ چیزوں کا ذکر ہے انہیں حضرت نہیں جانتے
اس سے یہی مراد ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر بتعلیم الٰہی جانتے ہیں۔ چنانچہ اس کا بیان
گزر چکا مگر یہاں بھی کچھ ذکر کرتے ہیں۔ **تفسیر عرائس البیان** ص ۲۱۲ میں ہے وقولہ

شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین طرح کے علم عطا ہوئے ایک وہ جسکے چھپانے کا حکم دیا دوسرا وہ جسکے چھپانے اور ظاہر کرنے کا اختیار دیا۔ تیسرا وہ جسکی نسبت حکم دیا کہ ہر خاص و عام کو بتایا جاوے۔

اسرار الٰہیہ کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا اسکا افشاء حرام ہے۔

وَلا یعلمھا الا ھو ای لا یعلم الاولون والاٰخرون قبل اظھارہٖ تعالٰی منہا لہم ولم یعلم حقائق اقدارھا الا ھو لانہ تعالٰی عرف قدرہٗ بالحقیقۃ لا غیرہٗ ایضا لا یعرف طریق وجدانھا والوسیلۃ الیھا الا ھو بل انہ تعالٰی عرف طرقہا لاھلہا قال تعالٰی عالم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہٖ احدا اِلّا من ارتضی من رسول اس سے ظاہر ہے کہ مفاتیح غیب کو بجاننا قبل اظہار اللہ جل شانہٗ کے ہے پس روشن ہوگیا کہ نفی علم ذاتی کی ہے ۔ **علم قیامت** ۔ شرح مقاصد جلد ثانی صفحہ ۲۰۵ ان الغیب ھھنا لیس علی العموم بل مطلق او معین ھو وقت وقوع القیامۃ بقرینۃ السیاق ولا یبعد ان یطلع علیہ بعض الرسول من الملئکۃ والبشر اس سے ظاہر کہ علم قیامت کی اطلاع محال نہیں نہ آیت میں اسکی تعلیم کا انکار بلکہ علم ذاتی کا انکار ہے ھٰکذا فی التفسیر الکبیر للامام الرازی تحت قولہ تعالٰی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہٖ احدا الا من ارتضی من رسول ۔ ر ہا مینہ برسنے کا علم کہ کب برسے گا تو اسکا ذکر با لتفصیل ما سبق میں گزرا اور کتاب الابریز میں اس شبہ کے جواب میں لکھتے ہیں وکیف یخفی علیہ ذالک والاقطاب السبعۃ من امتہ الشریفۃ یعلمونھا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین والاٰخرین الذی ھو سبب کل شیٔ ومنہ کل شیٔ انتھٰی یعنی علم قیامت سرور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ سکتا ہے جبکہ آپکی امت شریفہ کے ساتون قطب اسکے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے ۔ پھر وہ کسطرح اسکے عالم نہونگے اور سید الاولین والاٰخرین محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین کے تو نیازمند بھی اسکے عالم ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی رہ سکتا ہو کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شئے کا وجود حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے ۔ **علم ما فی الارحام** اگر یہ معنے ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کسیکو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے ۔ لڑکا یا لڑکی جب تو کچھ کلام ہی نہیں ۔ اور واقعی آیت شریفہ کا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا یہی مطلب ہے ۔ لیکن اگر حسب فہم منکرین علم نبی یہ مراد ہو کہ تعلیم الٰہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ جل شانہٗ کسی کو اسپر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط ۔ کثرت سے احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اسکی ماں کے پیٹ میں بصورت نطفہ جمع

یعنی ساعت ... وکشف الغطا ... میں علم ساعت کا انکار کیا ہے

ہوتا ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہوجاتا ہے پھر مضغہ یعنی پارۂ گوشت کی شکل میں رہتا ہے
پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کرے گا اور اسکی کتنی عمر
ہے اور شقی ہے یا سعید۔ چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر میں بروایت
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۲۰ پر موجود ہیں یہ ہیں۔ ثم یبعث اللہ ملکا باربع
کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید۔ اس سے ثابت کہ فرشتہ کو معلوم
ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہیگا اور کب مرجائے گا اور عمل کیا کرے گا کل تو درکنار تمام عمر کے
احوال سے خبردار ہوتا ہے طرفہ تر یہ کہ خود حضرۃ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے
کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتادیا کہ بنت خارجہ
حاملہ ہیں اور میں انکے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں چنانچہ تاریخ الخلفا کے صفحہ ۹۱ میں علامہ
جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں و اخرج مالک عن عائشۃ ان ابابکر
نحلہا جداد عشرین وسقا من مالہ بالغابۃ فلما حضرتہ الوفاۃ قال یا بنیۃ
واللہ ما من الناس احد احب الی غنی منک ولا اعز علی فقرا بعدی منک
وانی کنت نحلتک جداد عشرین وسقا فلو کنت جددتہ احتزتہ کان لک
وانما ہو الیوم مال وارث وانما ہو اخواک واختاک فاقسموہ علی کتاب اللہ
فقالت یا ابت لو کان کذا وکذا لترکتہ انما ہی اسماء فمن الاخری قال ذو بطن
ابنۃ خارجۃ اراہا جاریۃ و اخرج ابن سعد وقال فی اخرہ قال ذات بطن
ابنۃ خارجۃ قد القی فی روعی انہا جاریۃ فاستوصی بہا خیرا فولدت ام کلثوم

علامہ کمال الدین دمیری حیوٰۃ الحیوان میں بیان فرماتے ہیں عن ابی لہیعۃ
عن ابی الاسود عن عروۃ قال لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا من
اہل البادیۃ وہو متوجہ الی بدر لقیہ بالروحاء فسألہ القوم عن الناس
فلم یجد عندہ خبرا فقالوا سلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال افیکم
رسول اللہ فقالوا نعم فحیاہ وسلم علیہ ثم قال ان کنت رسول اللہ فاخبرنی عما
فی بطن ناقتی ہذہ فقال لہ سلمۃ بن سلامۃ بن وقش وکان غلاما حدثا

لا تسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اقبل علی فانا اخبرک عن ذلک نزوت علیہا
ففی بطنہا سخلۃ منک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخشت الرجل ثم اعرض عنہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یکلمہ بکلمۃ واحدۃ حتی قفلوا واستقبلہم المسلمون
بالروحاء یہنونہم فقال سلمۃ یا رسول اللہ ما الذی یہنونک واللہ ان رأینا
الا عجائز صلعا کالبدن المعقلۃ فنحرناہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
لکل قوم فراسۃ وانما یعرفہا الاشراف رواہ الحاکم فی المستدرک وقال
ہذا صحیح مرسل وحکاہ ابن ہشام فی سیرتہ اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ کرام
میں سے نو عمر صحابی نے پیٹ کا حال بتا دیا۔ اب جو کوئی کہے کہ ما فی الارحام کا علم کسیکو تعلیم الٰہی
سے بھی نہیں تو وہ بیچارہ ان عبارات مذکورہ کا کیا جواب دیگا۔ **علم ما فی غد** رسالہ
ہذا میں بہت سی ایسی عبارتیں گزر چکی ہیں جن سے واقعات ما فی غد یعنی کل ہونیوالی
باتیں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر پھر ملاحظہ ہو۔
مشکوٰۃ شریف میں وعن انس قال کنا مع عمر بین مکۃ والمدینۃ فتراءینا
الہلال وکنت رجلا حدید البصر فرایتہ ولیس احد یزعم انہ راہ
غیری فجعلت اقول لعمر اما تراہ فجعل لا یراہ قال یقول عمر ساراہ
وانا مستلق علی فراشی ثم انشا یحدثنا عن اہل بدر بالامس یقول
ہذا مصرع فلان غدا ان شاء اللہ وہذا مصرع فلان غدا ان شاء اللہ
قال والذی بعثہ بالحق ما اخطؤا الحدود التی حدہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الحدیث خلاصہ یہ کہ بدر میں حضرت نے ہاتھ رکھکر بتا دیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص
مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم
تھا کہ کل کو کیا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ حضور بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مرے گا یعنی **ما فی غد**
اور **بای ارض تموت** کا علم اللہ جل شانہ نے مرحمت فرمایا تھا۔ یہ شبہ کہ انہی جواریوں
کو جو دف بجا کر گاتی ہیں یہ کہنے لگی تھیں کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں
حضرت نے منع فرما دیا اور کہہ دیا کہ جو کہتی تھیں کہے جاؤ چنانچہ صاحب تقویۃ الایمان نے اس

استدلال کیا ہے۔ مگر اس سے تو کیسطرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو مافی غد کا علم نہ تھا یا حسب مزعوم مخالف عنید رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے علم مافی غد ثابت کرنا شرک ہی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان جواری سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے۔ پس جب حضرت نے تجدید اسلام نکرائی تو اس سے خود ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں اور اس کا جواب ماسبق میں بوضاحت گزر چکا۔ **زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۲۹** میں حضرت حسان کا فرمودہ موجود ہے

نبی یری ما لا یری الناس حوله ۔۔۔ ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد

فان قال فی یوم مقالة غائب ۔۔۔ فتصدیقھا فی ضحوة الیوم او غد

اس کو حضرت حسان سے سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اور لڑکیوں کی طرح منع نفرمانا مضمون کی صداقت پر دال ہی۔ علم مافی غد کا تو اسمیں بہی اثبات جیساکہ جواری کے کلام میں تھا کہ صاف فرمارہے ہین فان قال فی یوم الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اسکی تصدیق کل ہو جائے گی یعنی حضور آج اور کل کے آنے والی واقعات قبل از وقت بتادیتے ہیں۔ پہر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ کو اسی سے منع نہ فرمایا۔ اگر یہ مضمون صحیح نہوتا یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیون سنتے اور منع نہ فرماتے۔ **اس کا علم کہ کہاں مریگا یا کب مرے گا۔**

ماثبت بالسنة مین ہی کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساٹھویں سال قتل کیے جائینگے۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل الحسین علی رأس ستین سنة من مھاجری رواہ الطبرانی فی الکبیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب سنکر صدیق اکبر نے عرض کیا کہ میں حضور کے بعد ڈہائی برس زندہ رہونگا واخرج ابن سعد عن ابن شہاب قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا فقصھا علی ابی بکر فقال رایت کانی استبقت انا وانت درجة فسبقتك بمرقاتین ونصف قال یا رسول اللہ یقبضك اللہ الی مغفرة ورحمة واعیش بعدك سنتین ونصفا از تاریخ

اس کا علم کہ کہاں مرے گا

الخلفاء حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اترینگے زمین پر پھر نکاح کرینگے اولاد ہوگی پینتالیس برس رہکر انتقال کرینگے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کیے جائینگے۔ پس میں اور وہ ایک قبر سے اُٹھینگے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج و یولد لہ و یمکث خمسا و اربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھی کہ میرے گھر میں تین چاند گر پڑے ہیں۔ یہ خواب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا فرمایا کہ آپکے گھر میں ایسے تین شخص دفن ہونگے جو تمام زمین والوں سے بہتر ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کہا کہ اے عائشہ یہ تیرے سب چاندوں میں کے بہتر ہیں۔ یہ حدیث تاریخ الخلفاء میں ہے۔ اخرج سعید بن منصور عن سعید بن المسیب قال رأت عائشۃ رضی اللہ عنہا کانہ وقع فی بیتہا ثلاثۃ اقمار فقصتہا علی ابی بکر وکان من اعبر الناس فقال ان صدقت رؤیاک لیدفنن فی بیتک خیر اہل الارض ثلاثا فلما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عائشۃ ہذا خیر اقمارک۔ اب جو یہ بات یقینی اور بدیہی ہوگئی کہ امور خمسہ مذکورہ آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیہ کا علم بتعلیم الٰہی انبیاء اور اصحابہ اور اولیاء کو حاصل ہے تو یہ کہنے والا کہ حضرت کو تعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم نہ تھا یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا۔ جاہل اور مخبوط الحواس اور دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے کہ اپنی من گھڑت کے آگے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھول گیا۔ پس اس آیت سے یہ مراد لینے والا کہ امور خمسہ کا علم کسی کو حاصل نہیں نہ ذاتاً نہ بواسطہ تعلیم الٰہی آیت کی تفسیر بداہتہ کے خلاف کرتا ہے اور یہ ضلال چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مطبع مصریہ صفحہ ۳۸۰ پر ہے واذا کان کذلک ثبت ان ہذا المحسوس فالقول بان القرآن تدل علی خلافہ مما یجر الطعن الی القرآن وذلک باطل لیس

یہ کہدینا کہ خدا کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا نہ خود بخود نہ تعلیم الٰہی سے اور اُس کو قرآن سے ثابت کہنا کفر ہے۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول سے باوجود ٹھیک معنی نہ سمجھنے کے یہ مراد لینا کور باطنی ہے۔ اگر ان غیوب خمسہ کے باب میں بسط کیا جاوے تو غالباً دس گیارہ جز کا ایک اور رسالہ خاص اسی بحث میں مرتب ہو جاوے اسلئے تطویل سے اعراض کیا اللہ جل شانہٗ اسی مختصر کو باعث ہدایت مخالفین فرماوے۔ **شبہ ہفتم** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں کہونگا اصیحابی اصیحابی یعنی میرے اصحابی ہیں آنے دو تو اس کا جواب مجکو یوں دیا جائیگا کہ آپکو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپکے بعد دین میں کیا کیا۔ پھر میں سحقا سحقا کہونگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو جمیع جزئیات ماکان و مایکون کا علم نہیں۔ ملخص از بعض تقاریظ اعلاء کلمۃ الحق **جواب** سبحان اللہ معترض کی فہم کی قدرت اللہ کیلئے عقل اور امور دینی میں دخل۔ ارے ہوشمند یہ سمجھ میں نہ آیا کہ حضرت کو دنیا ہی میں علم تھا۔ اور آپنے فرمادیا کہ میرے بعد اُن سے ایسی حرکتیں ہونگی کہ اُن کو دوزخ کی طرف لیجاوینگے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکو معلوم تھا۔ مگر اسوقت اصیحابی اصیحابی فرمانا یا ذہول سے ہے یا اظہار اُن کی حالت اور بے استحقاقی ظاہر کرنے کیلیے۔ بہرحال معلوم ضرور تھا۔ اور آگے مولوی اشرفعلیصاحب کے تقریظ کی تردید میں بھی بحمدہ تعالیٰ اسما واہی شبہ کی خبر لیجاویگی۔ **شبہ ہشتم** سفر میں حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں انکا ہار گم ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھیر گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہار ڈھونڈھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے۔ **جواب** اللہ رہی جہالت۔ نہ بتانا نہ جاننے کو مستلزم نہیں۔ اللہ جل شانہٗ نے بہت سی باتیں نہیں بتائیں باوجودیکہ وہ سب کا عالم ہے اسیطرح حضرت کا نہ بتانا مصلحت پر مبنی ہے اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بتادیتے کہ اونٹ کے نیچے ہی اور وہ ملجاتا تو وہاں نہ ٹھیرتے اور اُسوقت تیمم کی آیت نازل نہوتی۔ اسواسطے صبر کیا کہ تلاش کریں اور یہاں ٹھیریں پانی نہ ملے تو آیت تیمم کی نازل ہو۔ اور بہت حکمتیں ہیں واللہ اعلم۔ **شبہ نہم** قاضی خان میں ہے۔ رجل تزوج امرأۃ بغیر

یہ شبہ بمسئلہ علم غیب کی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی صہ ۳ اور نیمی رسالہ ۴ اور کشف الغطا ۰۰ اور سہم الغیب ۹۰ ۰۰

یہ شبہ بھی رسالہ ... اور کشف الغطا صہ ۲۳ میں ہے

شہود فقال الرجل والمراۃ خدای را و پیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ
اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب
حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت **ترجمہ** ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں
کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کہا خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمنے گواہ کیا
کہتے ہیں کہ یہ کفر ہوگا اسلیے کہ اُس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے
ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں ہی غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیونکر
جان سکتے ہیں۔ **جواب** معترض کا منشا یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی تکفیر فقہ سے ثابت کرے مگر ابھی اس کو یہ خبر نہیں کہ اُس نے یہ کفر اپنے ذمہ بھی لے لیا ہے
کہ قاضی خان کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کافر اور تمام
مخالفین یعنی وہابی بھی کیونکہ وہ بھی قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا
ہے پس بموجب عبارت قاضی خان کے ان کے کفر میں اُن کی فہم کے بموجب شبہ نہیں۔ آپ
یہ کہیں گے وہابیوں نے حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے بعض غیوب کے علم کا بھی کہیں اقرار
کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اعلاء کلمۃ الحق صـ اور بہت خبریں اور امور غیب کے حق تعالی نے آپکو تعلیم
فرمائے کہ اُن کی مقدار حق تعالی ہی کو معلوم ہے۔ اور فیصلہ علم غیب صـ میں مولوی ابو الوفا
ثناء اللہ امرتسری کے یہ لفظ مسطور ہیں۔ بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے
کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہ ہوتی ہے مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونیوالے پر
خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو اور منکرین کے اقرار ابتدائی
رسالہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں اور ہم بھی
بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں (کیونکہ جمیع اشیاء بھی بعض مغیبات ہیں) تو اگر
معاذ اللہ قاضی خان کی عبارت سے ہمپر الزام آئے گا تو ہمارے مخالفین ضرور کافر ٹھیرینگے

؎ دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ۞ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

اور اگر وہ کافر نہ ٹھیرینگے تو ہمنے ہی خطا کی ہے۔ **اب** عبارت قاضی خان پر غور فرمائیے
کہ اسمیں لفظ **قالوا** موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے

اور قاضی خان وغیرہ فقہاء کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود اُن کے
نزدیک غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہ ہو چنانچہ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۴۷ میں ہے لفظہ
قالوا انلکن فیما فیہ خلاف کما صرح به غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے
وکلامہ قاضی خان یشیر الی عدم اختیارہ له حیث قال و اذ اصلے علی النبی علیہ الصلاۃ
والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علیہ و اذ اصلی علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام
فی القنوت قالوا لا یصلی علیہ فی القعدۃ الاخیرۃ ففی قوله قالوا اشارۃ الی عدم
استحسانه والی انه غیر مروی عن الائمة کما قلناه فان ذلك من المتعارف
فی عبارتهم لمن استقرأها واللہ تعالیٰ اعلم اب معلوم ہوگیا کہ قاضی خان کی عبارت
خود قاضی خان کے نزدیک غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف و مرجوح ہے حتی کہ اس کے ساتھ
حکم کرنا سخت ممنوع اور جہل ہے۔ در المختار میں ہے ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح
جہل وخرق للاجماع در المختار میں بھی یہی قاضی خان والا مسئلہ موجود ہے اور وہاں
بھی لفظ قیل ضعف کی دلیل موجود ہے در المختار کتاب النکاح میں ہے تزوج بشھادۃ اللہ
ورسوله صلی اللہ علیہ وسلم لم یجز بل قیل یکفر شامی میں اسکی نسبت مذکور ہے (قوله
یکفر) لانه اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التاتارخانیۃ
وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انه لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا
یظھر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول خلاصہ یہ جس نے کفر بتایا ہے اُس کے
نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے تاتارخانیہ اور حجہ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے
آدمی کافر نہیں ہوتا اسلیے کہ روح پاک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اشیاء پیش کیجاتی
ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے عالم الغیب فلا یظھر الخ
معدن الحقایق شرح کنز الدقایق اور خزانۃ الروایات میں ہے وفی المضمرات
والصحیح انه لا یکفر لان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب
ویعرض علیھم الاشیاء فلا یکون کفرا یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر

نہیں ہوتا اسلیے کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام غیب کے عالم ہیں اور اُنپر اسے شمار پیش کیجاتی ہیں اسکی تکفیر نہوگا۔ **شامی باب المرتد** میں مسئلہ بزازیہ کو ذکر کرکے فرماتے ہیں حاصلہ ان دعوی الغیب معارضۃ لنص القرآن یکفر بہا الا اذا اسند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ کوحی و الہام یعنی غیب کا دعوی نص قرآن کے معارض ہے پس اسکا مدعی کافر ہوجائے گا۔ لیکن اگر اُس نے صریحا یا دلالۃ کسی سبب کیطرف نسبت کرلی ہے جو اسکی جانب سے ہو مثل وحی و الہام وغیرہ کے تو کافر نہیں **در المختار** میں ہے وفیہا کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ما اراد اللہ تعالی لہ وبہ لان ارادتہ تعالی غیب الا الفقہاء فانہم علموا ارادتہ تعالی بہم لحدیث الصادق المصدوق من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین۔ **غایۃ الاوطار** میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے۔ اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوای انبیا علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالی کا کیا ارادہ ہے اسکے ساتھ دارین میں اسواسطے کہ حقتعالی کا ارادہ غیب ہے مگر فقیہ اسکو جانتے ہیں اسواسطے کہ وہ جان گئے ہیں حق تعالی کے ارادے کو جو اُنکے ساتھ ہے۔ رسول صادق مصدوق کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جسکے ساتھ اللہ تعالی خیر کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی امر دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ فقہ میں بھی جہان انکار ہے اسکے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم الہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے اور تعلیم الہی سے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے ثابت

شبہ دہم جمیع اشیا غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیونکر ہو سکتا ہے!

خلاصہ تقریر مولوی اشرف علی تھانوی و خلیل انبیٹھوی۔

جواب یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے اسلیے جمیع اشیا کو کوئی غیر متناہی نہ کہیگا مگر دیوانہ۔ **امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر** میں تحت آیہ و احاط بما لدیہم و احصی کل شیء عددا کے فرماتے ہیں قلنا لا شک ان احصاء العدد انما یکون فی المتناہی فاما لفظۃ کل شیء فانہا تدل علی کونہ غیر متناہ لان الشیء عندنا ہو الموجودات و المعدومات

متناهیۃ فی العدد اس عبارت سے موجودات کا متناہی ہونا روشن ہے خواہ مخواہ اپنی طرف سے بوجہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لیے موجودات کو غیر متناہی کہنا کونسی عقلمندی ہے اب بعض شبہات عقلیہ کی تردید کرنے کے لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کیجاوے۔

مولوی اشرفعلی صاحب کی تقریظ کی تردید

قولہ بعد الحمد والصلاۃ احقر الورے اشرفعلی عفی عنہ تائید مضمون رسالہ اعلاء کلمۃ الحق عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات واحادیث وارد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقینا ایجاب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقینا سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔ **اقول** سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں کیسی جرات ہے۔ مثبتین کا دعوی کل شئی معلوم لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ موجبہ کلیہ ہے۔ اس کی نقیض سالبہ جزئیہ ہو (مثالہ بعض الاشیاء لیس بمعلوم لنبینا) جو شخص ایجاب کلی کا مدعی ہو اسکو کسطرح سلب جزئی میں کوئی کلام نہ ہوگا۔ کیا مولٰنا کے نزدیک مدعی کو اپنے دعوے کی نقیض مسلم ہوتی ہے اور اسمیں کوئی کلام نہیں ہوتا۔ یہ بہی خوش فہمی ہے۔ ایک دوسرے یہ خصم خود کہتا ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی سناؤ جس کا یہ مضمون ہو کہ فلان چیز کا علم سرور اکرم کو دیا ہی نہ گیا۔ چنانچہ زبدۃ المحققین امام المناظرین جناب الحاج حضرت مولٰنا مولوی احمد رضا خانصاحب دام فیضہم نے انباء المصطفی کے صفحہ ۸ پر فرمایا۔ ہان ہان تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا شرکاءکم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہوکر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیاء مذکورہ ماکان ومایکون سے فلان امر حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین اب یہ کہدینا کہ ان دونوں

قسموں میں کسی کو کلام نہیں کس درجہ کی دیا اور کیسا صحیح ہے۔ **قولہ** تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب
جزئی دونوں کو ہو۔ **اقول** مناسب تھا کہ ان اقسام کی مثالیں لکھی جاتیں۔ نہ معلوم کس مصلحت سے
لکھی نہ گئیں۔ یہ حصر جو مولانا نے تین قسموں میں کیا ہے غلط ہے اسلیے کہ جو مفید ایجاب کلی کو ہو مثلاً
فتجلی لی کل شیئ الحدیث۔ وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات و احادیث کا حصر تین قسموں میں
باطل ٹھہرا۔ **قولہ** اور اسی قسم میں کلام ہے۔ **اقول** چہ خوش۔ جو مدعی ایجاب کلی کا ہے وہ
چوتھی قسم سے کیوں نہ استدلال کرے گا۔ **قولہ** جو لوگ جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں **اقول** جی ہاں صاحب یہ ضرور
بتانا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے
علم کا اثبات کرتے ہیں۔ مثبتین علم نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت کے لیے ہرگز جمیع مغیبات
غیر متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے۔ یہ زبردستی آپ نے ان پر چپکائی۔ وہ تو جمیع اشیاء کے علم
علم کا دعوی کرتے ہیں اور جمیع اشیاء متناہی ہیں جیسا کہ جواب شبہ دہم میں مذکور ہوا۔
قولہ وہ اس قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک ٹھیراتے ہیں
اقول غلط۔ انہیں ضرورت ہی کیا ہے کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک ٹھیرائیں جبکہ قسم رابع موجود ہے
موید اور چیز ہے۔ **قولہ** اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونیکے اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں
وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں۔ **اقول** برا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجاب جزئی پر محمول
کر لیتے ہیں اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونیکے ایسا کرتے ہیں تو بہت برا کرتے ہیں۔
قولہ اب بتوفیقہ تعالی یہ احقر اولا سائلانہ کہتا ہے کہ جب ایجاب کلی بوجہ احد المحتملین ہونیکے قطعی
الدلالۃ نہیں ہے تو مقام اثبات عقائد میں جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ پر موقوف ہے اس سے
کب استدلال صحیح ہوگا۔ **اقول** کیا خوب! بناء فاسد علی الفاسد۔ حضرت آپ کی قسم ثالث
سے مثبتین کو احتجاج کرنیکی ضرورت ہی کیا ہے جو ایجاب کلی احد المحتملین ٹھیرے۔ مثبتین قسم رابع
سے استدلال کرتے ہیں جسمیں مجال احتمال مخالف اصلا نہیں۔ اب آپکا یہ سب تار و پود نسج
العنکبوت ٹوٹ گئی لہذا اس قسم ثالث کو تھانوی صاحب ایجاب کلی پر حمل کریں یا ایجاب جزئی
پر بحث سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں۔ البتہ اگر بے قرینہ حمل کرینگے تو لیاقت علمی کی

دادیا وینگے۔ **قولہ** بعض روایات مفیدہ سلب جزئی کہ اسمیں احتمال عقلی بھی نہیں ہوسکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اوس سے متاخر ہو۔ مثلا یہ حدیث صحاح کہ قیامت میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعض لوگونکو حوض کوثر کیطرف بلاوینگے ملائکہ عرض کرینگے انک لا تدری ما احدثوا بعدک کہ اسمیں جملہ لا تدری الخ مفید ہو رہا ہے سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اسمیں احتمال عقلی بھی نہیں کہ زمانہ ورود روایات محتملہ ایجاب کلی کا بہ سلب جزئی سے متاخر ہو۔

اقول یہ سلب جزئی ہی نہیں اسلیئے کہ جب فخر عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے دنیا ہی میں خبر دیدی کہ ہم بعض لوگون کو حوض کوثر کیطرف بلاوینگے اور ملائکہ یہ عرض کرینگے انک لا تدری الخ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہو تا تو اسی حدیث سے ظاہر ہے پھر اعمال امت کا پیش ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی حدیثون سے صحاح میں مروی۔ جب تمام امت کا خیر و شر حضرت پر پیش ہوتا ہے اور پیش ہوگا اور پیش ہوا تو حضرت کا ان لوگون کے حال سے ناواقف ہونا غیر معقول۔ بہر حال نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اسکے عالم تو حضرت سے اسکی نفی صحیح نہیں مگر فرشتوں کا کہنا لا تدری الخ کہنا ذہول پر محمول اور ذہول کسی عالم کا بے علمی نہیں۔ تو یہ سالبہ جزئیہ نہوا یعنی اسمیں بعض اشیاء کے علم کی نفی نہیں بلکہ یہ ذکر ہے کہ اسوقت ادہر توجہ نہوگی حضرت کا النسی کما تنسون فرمانا اس کا موید یا کہ لا تدری جو مسایہ سے ہے اور درایہ کے معنی کسی شئ کا عقل سے دریافت کرلینا ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ آپ صرف اپنی اٹکل سے نہیں جانتے۔ اس صورت میں تعلیم الہی جاننے کی نفی نہیں۔ الغرض آپ کا مدعا باطل اس سے ہرگز ثبوت نہیں پاتا۔ **قولہ** دوسرا محتمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھیرا اور یہی مذہب ہے نفاۃ کا۔ **اقول** یہ لیاقت علمی سے بیگانگی اور دیانت کی ناگی ہے کہ نفاۃ کا مذہب ایجاب جزئی ہے خدا جانے کیا سوچ کر لکھا ہے جسکا مذہب ایجاب ہے وہ کیونکر نفاۃ میں شمار کیا گیا۔

ایک عنایت فرما کا شبہ

جب فقیر کو تحریر رسالہ سے فراغت ملی تو ایک عنایت فرمانے ایک شبہ اور پیش کرکے فرمایا کہ یہ شبہ اور اسکا جواب جو تیرے خیال میں آئے اس رسالہ میں شامل کر چنانچہ وہ شبہ مع جواب حوالہ قلم ہوتا ہے۔

شبہ بعد معراج کے جب حضرت رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے کافرون نے بیت المقدس کا حال دریافت کیا تو حضور متردد ہوئے جب اللہ جل شانہ نے بیت المقدس حضور کے سامنے کیا

یہ مسئلہ علم غیب کا مصدقہ مولوی گنگوہی کے ...

تب حضور نے کافروں کو اس کا حال بتایا۔ اگر حضرت کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ تردد نہ کرتے اور فوراً بتا دیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ہر چیز کا علم نہیں۔ **جواب** مسلمان کو صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم جمیع اشیاء کا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں جب ثابت ہے (جیسا کہ ابتدا اور رسالہ ہذا میں گزرا) تو اپنی طرف سے شبہ نکالنا اور ہمیشہ اس فکر میں رہنا کہ کوئی اعتراض علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کروں گویا کہ اس چیز کا انکار کرنا ہے کہ جو قرآن شریف اور حدیث شریف سے ثابت ہوئی اور یہ سخت مذموم اور قبیح ہے۔ لہذا جب ہم علم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمیع اشیاء پر ثابت کر چکے تو اب کسی کو اعتراض نہیں پہونچتا اور جو کوئی اعتراض کرے وہ آیت یا حدیث کا مقابلہ کرتا ہے اور یہ بے ادبی ہے۔

اس تقریر سے میری یہ مراد ہے کہ ہر شخص جاہل ہو یا عالم قرآن شریف اور حدیث شریف سے جو چیز ثابت ہے اس پر اپنی عقل ناقص سے اعتراض کر کے اسکی تردید نہ کرے بلکہ سر اور آنکھوں پر رکھکر تسلیم کرے اور اگر کوئی شبہ اسکی طبیعت میں پیدا ہو تو اسکو زبان پر نہ لائے اور صبر کرے کہ کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شبہ لانا بڑی شرم کی بات ہے۔ اور اگر صبر نہ کر سکے تو چاہیے کہ ایسے علماء سے ذکر کرے جو اسکے شبہ کا جواب دے سکیں۔ مثلاً اسی علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسئلہ میں جو علماء انکار کرتے ہیں اُنسے ہرگز شبہ بیان نہ کرنا چاہیے اسلیے کہ بجاے اسکے کہ وہ شبہ کو دور کر دیں جس سے ما ثبت بالکتاب والسنۃ پر اطمینان ہو خود اس شبہ سے استدلال کر کے قرآن اور حدیث کی مخالفت کرتے ہیں لہذا شبہ اگر ذکر کیا جاے تو اُن علماء سے جو علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ثابت کرنے والے ہیں تاکہ وہ شبہ کو دور کر دیں اور جو قرآن شریف اور حدیث شریف سے ثابت ہے اُسپر اطمینان دلائیں۔ اب اصل شبہ کے دفع کی طرف متوجہ ہو جیسے تو ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا ہو تو بھی اتنا تو ضرور جان سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں بیت المقدس کے متعلق حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں وہ ضرور حضور کو معلوم تھیں۔ اسلیے کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جسکے جاننے کا اقرار حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہوتا تو حضور ہرگز متردد اور غمگین نہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد فرمادیتے کہ ہمنے اسکے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر تم ہم سے کیوں اسکو دریافت کرتے ہو

مگر حسب بیان سائل بھی حضور نے یہ نہ فرمایا بلکہ متردد ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے صراحتاً یا اشارۃً اُن باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں۔ اور حضور کا فرمان سراسر حق اور بالکل بجا تو ضرور حضور کو بیت المقدس کے متعلق اُن باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کیں تھیں پھر اُنکا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اس طرف التفات نہ ہونے سے ناشی۔ دوم۔ یہ کہ خود حدیث شریف میں موجود ہی کہ حضور بیت المقدس تشریف لے گئے اور یونہیں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے راستہ میں بیت المقدس پڑ ہوتے ہوئے گزر گئے کہ اُسکو پورے طور پر دیکھا بھی نہو۔ بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے۔ پھر وہاں دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی پڑھیں۔ پھر باہر تشریف لائے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا لائے حضور نے دودھ کا برتن پسند فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرۃ کو اختیار فرمایا۔ الفاظ اس حدیث کے جو بروایت مسلم مشکوۃ شریف میں صـ۵۲۸ مروی ہیں یہ ہیں عن ثابت البنانی عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت بالبراق وھو دابۃ ابیض طویل فوق الحمار ودون البغل یقع حافرہ عند منتھی طرفہ فرکبتہ حتی اتیت بیت المقدس فربطتہ بالحلقۃ التی تربط بھا الانبیاء قال ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت فجاءنی جبرئیل باناء من خمر واناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبرئیل اخترت الفطرۃ انتھی بقدر الحاجۃ اب حضرت کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا وہاں ٹھیرنا سواری سے اتر آنا۔ سواری یعنی براق کو باندھ دینا بیت المقدس میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا فرمانا پھر شراب چھوڑ کر دودھ کا اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو وہاں کے حالات پر آگاہی تھی۔ پھر اگر حضور متردد ہوئے ہوں تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اس وقت اس طرف التفات نہ تھا۔ چنانچہ الفاظ حدیث کے اسپر دلالت کرتے ہیں کہ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسئلنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتھا فکربت کربًا الحدیث۔ از مشکوۃ

اور اس حدیث کے حاشیہ پر ہے لم اثبتہا اے لم اضبطہا ولم احفظہا۔ ۱۲۔ از لمعات بلکہ ایک روایت میں تو یہ وارد ہی کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف حضرۃ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے دریافت کیے اور حضرت نے سب بتادیے۔ اس حدیث میں تردد وتفکر کا نام تک نہیں۔ چنانچہ مدارج النبوۃ جلد اول میں ہی۔ پس آمد ابوبکر رضی اللہ عنہ در حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وگفت یا رسول اللہ وصف کن آنرا بمن کہ من رفتہ ام آنجا ودیدہ ام انرا پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت ابوبکر اشہد انک رسول اللہ الخ **تمہ شبہات۔** **شبہ**[۱۲] حدیث شریف میں ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم یعنی خدا کی قسم میں نہیں جانتا اور باوجودیکہ میں اللہ کا رسول ہون کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور یہ مضمون آیت میں بھی ہی قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم **جواب**[۱۲] آیت اور حدیث دونوں میں ادری ہی جو درایۃ سے مشتق ہی اسکے صاف یہ معنے ہیں کہ میں اپنی عقل سے نہیں جانتا ہون۔ اور تعلیم الہی جاننے کا انکار کسی لفظ سے آیت وحدیث کے نہیں نکلتا ہے۔ مگر تعجب ہی کہ معترض نے شبہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت کو نہیں معلوم تھا کہ اللہ جل شانہ حضرت کے ساتھ کیا کرے گا اور اس سادہ لوح نے اتنا نہ سمجھ لیا کہ اللہ جل شانہ خود فرماتا ہے وللاخرۃ خیر لک من الاولی ولسوف یعطیک ربک فترضی جب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو آخرت کی بہتری اور اللہ جل جلالہ کی رضا جوئی دنیا میں ہی معلوم ہونا آیت قرآنی سے ثابت اور حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا اسپر یقین فرماکر یہ فرمانا لما نزلت ہذہ الایۃ قال اذا لا ارضی وواحد من امتی فی النار (از تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۰۶) کہ میری امت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہونگا۔ صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو خوب معلوم اور ظاہر تھا کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاے گا۔ الغرض معترض کا شبہ یا تعصب کی بنا پر ہے یا جہالت سے کہ اس بیچارے کو ابتک یہ خبر نہیں کہ یہ آیت جس سے وہ حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا علم نہونا اس معاملہ کی نسبت جو آپکے

اور آپکی امتیون کے ساتھ کیا جائے گا ثابت کرتا ہے وہ آیت منسوخ ہے ملا عبد الرحمن
بن محمد دمشقی رحمہ اللہ رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں قولہ تعالی ما ادری ما یفعل بی
ولا بکم الایہ نسخ بقولہ تعالی انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من
ذنبک وما تاخر الایہ اور اسی صفحہ میں اس سے کچھ آگے چلکر کہتے ہیں سورۃ الفتح وفیہا
ناسخ ولیس فیہا منسوخ فالناسخ قولہ تعالی لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک
وما تاخر والمنسوخ قولہ تعالی وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان دونوں عبارتوں سے
ثابت ہوگیا کہ آیہ کریمہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم منسوخ ہے اور اسکا ناسخ انا فتحنا لک فتحا
مبینا الآیہ ہے جس میں دنیا میں فتح مبین کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا ہے
کہ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ انکا رب جل و علا دنیا و آخرت میں کیا کرے گا۔ اب
مولوی عبد العزیز کا یہ قول باطل ہوگیا کہ اس آیت کے اگر یہ معنے لیے جاوین کہ اپنے خاتمہ اور
عاقبت کی آپکو خبر نہ تھی تو یہ منسوخ ہے اور معاذ اللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں اور دوسرے
معنے کر یعنی آپ ان واقعات اور معاملات سے جو دنیا میں آپکو پیش آنیوالے تھے بے خبر تھے)
کسی کے نزدیک بھی منسوخ نہیں (غیبی رسالہ ص۳) ثانیا دوسرے معنے جو مولوی عبد العزیز
صاحب نے بیان کیے بہت ضعیف ہیں۔ آیت کے صحیح معنی وہی ہیں جنکے مراد لینے پر خود مولوی
عبد العزیز صاحب نے آیت کو منسوخ فرمایا ہے۔ بخاری شریف میں ہے عن خارجۃ بن
زید بن ھشام ان ام العلاء امراۃ من الانصار وکانت بایعت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اخبرتہ انہ اقتسم المہاجرون قرعۃ قالت فطار لنا عثمان بن مظعون فانزلناہ
فی ابیاتنا فوجع وجعہ الذی توفی فیہ فلما توفی و غسل وکفن فی اثوابہ دخل علیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت رحمۃ اللہ علیک ابا السائب فشہادتی علیک
لقد اکرمک اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک ان اللہ اکرمہ فقلت
بابی انت یا رسول اللہ فمن یکرمہ اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ھو
فقد جاءہ الیقین واللہ انی لارجو لہ الخیر واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل
بی قالت فواللہ ما ازکی بعدہ احدا ایا رسول اللہ اور کمالین حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ

مطبع فاروقی صفحہ ۱۲۲ میں اسی کریمہ و ما ادری الآیہ کے تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں قال ابن الجوزی
الصحیح فی معنی الآیۃ قول الحسن وعن ابن عباس وانس وعکرمۃ وقتادۃ معناہ
لا ادری حالی و لا حالکم فی الآخرۃ ثم نزل بعد لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک
وما تاخر فقالوا اصحابہ قد علمناہ ما یفعل اللہ تعالیٰ بک ثم نزل لیدخل المومنین
والمومنات جناتٍ اب تو معلوم ہو گیا کہ ابن جوزی (" غیر مقلدوں کے مسلم محدث ") کے
نزدیک بھی آیت کے وہی معنی صحیح نکلے جنکے مراد ہونے پر مولوی عبد العزیز صاحب نے بھی
آیت کے منسوخ ہونیکا اقرار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں اب کیا مجال
گفتگو رہی ثالثاً اگر مولوی عبد العزیز صاحب کے وہ ثانی معنی تسلیم کر بھی لیے جاویں تو انکا
یہ کہنا سراسر باطل ہے کہ کسی کے نزدیک بھی منسوخ نہیں۔ کیونکہ اول تو اس آیت کو جہاں منسوخ
لکھا ہے مطلقاً منسوخ لکھا ہے کہیں نہیں کہا کہ ایک معنے کیلئے تو منسوخ ہے مگر دوسرے معنی کے لیے منسوخ نہیں۔
دوسرے جو آیت اسکی ناسخ ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ دوسرے معنی میں بھی آیت منسوخ ہے اسلیے کہ اُسمیں
اسکی بھی صاف بشارت ہے کہ دنیا میں آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا جاوے گا
اور اسکی بھی کہ آخرت میں کیا۔ تیسرے اگر ذہن اتنا صاف نہیں کہ اس سے سمجھ جائیں تو تفسیر
لباب التاویل (خازن) جلد رابع صفحہ ۱۲۳ ملاحظہ کیجیے اُسمیں ہے و قیل لا ادری الی
ماذا یصیر امری و امرکم فی الدنیا اما انا فلا ادری اخرج کما اخرجت الانبیاء
من قبلی ام اقتل کما قتل بعض الانبیاء من قبلی و اما انتم ایہا المصدقون
فلا ادری اتخرجون معی ام تترکون ام ماذا افعل بکم و لا ادری ما یفعل
بکم ایہا المکذبون اترمون بالحجارۃ من السماء ام یخسف بکم ام ای شیء یفعل
بکم مما فعل بالامم المکذبۃ ثم اخبرہ اللہ عز وجل انہ یظہر دینہ علی الادیان کلہا
فقال تعالیٰ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و قال فی امتہ
وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون فاعلمہ بما یصنع بہ و
بامتہ قیل معناہ لا ادری الی ماذا یصیر امری و امرکم و من الغالب و المغلوب ثم اخبرہ انہ
یظہر دینہ علے الادیان و امتہ علے سائر الامم۔ کیوں صاحب کہو اب بھی سمجھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو حق سبحنہ تعالی نے اسکی بھی خبر دیدی تھی کہ دنیا میں آپکے اور آپکی امت کے ساتھ کیا
معاملہ کیا جاوے گا- اور اس معنی میں بھی یہ آیت منسوخ ہی ہے- زہین تو جب ہی کہلاؤ گے جواب بھی
نہ سمجھو- جو اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے- از العجائبات نرم تو اسپر آتی
ہے کہ ہمارے مخالفین باوجود دعوی اسلام کے آج اس آیت سے خوشی خوشی ایسا ہی اعتراض
نکال رہے ہیں جیسا کہ عرب کے مشرکون نے نکالا تھا- اور اسکے جواب میں ہمیں وہی آیت
پیش کرنی ہوتی ہے جو اُن کفار نابکار کے جواب میں نازل ہوئی- ہائے اسلام کا دعوی
اور یہ حرکتیں- لما نزلت هذه الآية فرح المشركون وقالوا واللات والعزى
ما امرنا وامر محمد عند الله الا واحد وما له علينا من مزية وفضل ولولا
انه ابتدع ما يقوله من ذات نفسه لاخبره الذي بعثه بما يفعل به فانزل
الله عز وجل ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر فقالت الصحابة
هنيئا لك نبي الله قد علمت ما يفعل بك فماذا يفعل بنا فانزل الله
عز وجل ليدخل المومنين والمومنات جنات تجري من تحتها الانهار
الآية وانزل وبشر المومنين بان لهم من الله فضلا كبيرا فبين الله ما
يفعل به وبهم (خازن) صـ ۱۲۳ مطبوعہ مصر) **شبہ ۱۳** قرآن پاک میں وارد ہے
يوم يجمع الله الرسل فيقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انك انت
علام الغيوب یعنی جبدن جمع کرے گا اللہ رسولونکو پھر فرمائے گا کہ تم کیا جواب دیے
گئے ہو- یعنی تمہیں تمہاری امتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں علم
نہیں تو ہی علام الغیوب ہے تو اگر رسولون کو ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہدیتے
جواب ایسے شبہات مخالفین کی کوتہ اندیشی اور نادانی سے ناشی ہیں- کیونکہ
حرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اس چیز کا علم ضروری ہے جسکی نسبت وہ
لا علم لنا فرماوینگے- کیونکہ سوال یہ ہے کہ تمہاری امتیوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا
تو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو وہی فرمانا اور جو ابدیا تھا جو انکو امتون نے جواب دیا بجائے
اسکے یہ کہدینا کہ ہم نہیں جانتے تو خود علام الغیوب ہے صاف دلیل اسکی ہے کہ وہ بمقابلہ علم حق

[illegible] رسالہ المرزا [illegible] صـ ۲۰ میں [illegible]

حق سبحانہ تعالیٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہوں اور یہی مقتضائے ادب بھی ہے۔ اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے علم کے سامنے مثل لاشئے کی ہے تفسیر خازن صفحہ جلد اول میں تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے ان الرسل علیہم السلام لما علموا ان اللہ تعالیٰ عالم لا یجہل وحلیم لا یسفہ وعادل لا یظلم علموا ان قولہم لا یفید خیرا ولا یدفع شرا فرأوا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی اللہ تعالیٰ وعدلہ فقالوا لا علم لنا

جمہور مفسرین اسکے تو مقر ہیں کہ انبیاء صلوات اللہ علیہم وسلامہ کو یہ علم تو ضرور ہے کہ اُن کی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے۔ پس اس سے مخالفین کے شبہ کا تو قلع قمع ہوگیا اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی۔ مگر ہمیں یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا وہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں ان کے عدم علم کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ اُنکا مقتضائے ادب ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے جیسے لایق شاگرد اپنے جلیل القدر استاد کے سامنے۔ تو اب اگر ہمارے مخالفین صاحبان کو کچھ شرم وحیا سے تعلق ہو تو آیندہ ایسے انکار ونفی سے ہرگز استدلال نکیا کریں کہ ایسے انکار سوء ادب پر محمول ہوتے ہیں۔

یہ شبہ کشف الغطاء میں ہے

شبہ ۱۴۲ ابو داؤد شریف میں ہے کہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پاپوش مبارک قدم سے اتار دی یہ دیکھکر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اتار دیں۔ سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد فراغ نماز صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تمنے کس سبب سے اپنی پاپوشوں کو اتار دیا عرض کیا کہ حضور کو دیکھا کہ حضور نے قدم مبارک سے پاپوش مبارک اوتار دی ہے لہذا ہم نے بھی ایسا ہی کیا فرمایا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ انمیں نجاست ہے تو اگر رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) غیب دان ہوتے تو کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے۔

جواب معترض کا یہ کہدینا کہ نجاست والے جوتے سے نماز پڑھی خلاف ادب اور اُس کی نافہمی پر دال ہے۔ پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جایز نہوتی۔ ورنہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاپوش مبارک اتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے۔ مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہوتی۔

بلکہ جبرئیل علیہ السلام کا خبر دینا اظہار عظمت و رفعت شان حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے ہو کہ کمال تنظیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہو۔ اس سے عدم علم انور حضور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر استدلال ایک خام خیال ہو۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں وقذر بفتح قاف و ذال معجمہ دراصل آنچہ مکروہ میدارد آنرا طبع و ظاہر انجاستے نبود کہ نماز باآن درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع آنرا ناخوش دارد و الا نماز از سر میگرفت کہ بعضے نماز باآن گزاردہ بود و خبر دادن جبرئیل و برآوردن از پا جہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود۔ شبہ واقعہ بیر معونہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کر دیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی ہو جاؤنگا۔ آپ نے ستر صحابہ جلیل القدر قاری قرآن اُس کے ہمراہ کر دیے۔ راستہ میں وہ سب کے سب غدر اور بیوفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے جب آپ کو کمال حزن و ملال ہوا۔ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یہ یوں شہید کر ڈالے جائینگے تو آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے۔ جواب اس تمام قصہ کے نقل کرنے سے معترض صاحب کا جو مدعا ہے وہ یہی پچھلا فقرہ ہے کہ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید کر ڈالے جائینگے تو آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے۔ ہائے افسوس۔ ایعزیز تم کیا سمجھ گئے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم باوجود علم کے کیوں انہیں روانہ نفرماتے آخر روانہ نہ فرمانے کا باعث کیا۔ صرف صحابہ کی حفاظت جان یا اور کچھ بھی۔ اب ذرا ہوش سے سنیے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے حوصلے اور ہمتیں معاذ اللہ میرے آپکی طرح نہ تھیں کہ محض تن پروری مقصود ہوتی۔ جان کے لالچ میں دینی خدمت سے باز رہ سکتے۔ اور اس خیال سے کہ یہاں جان جاتی ہے زر اشاعت اسلام ہوتی ہے درگزر کر جاتے۔ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ اے حضرت وہ تو ہر دم جان فدا کرنیکو تیار رہتے تھے۔ جان برائے دوست میداریم دوست۔ صاحب من ہر چند کہ سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر صحابہ کرام کے پیش آنیوالے جملہ واقعات ظاہر ہوں مگر بایں ہمہ وہ درگزر کرنے کا ہرگز نہیں کہ ایک شخص اشاعت اسلام کے لیے عرض کرتا ہے کہ حضور

ف اگرچہ حدیث شریف میں جوتے پہنکر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ مگر صحابہ کیلیے اسوجہ سے درست تھا کہ جوتے نہایت پاک ہوتے اور فرش اسوقت تک مسجد میں فرش نہ بچھا تھا مگر اب عام طور سے جوتے پہنکر مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی توہین ہے اور ہم کو مسجد کے تعظیم کا حکم فرمایا ہے کذا فی رد المحتار ۱۲

اپنے نیاز مندوں کو اسکی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیجدیں۔ اور اسے یہہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام اور ہدایت خلق سے جان زیادہ محبوب ہی وہاں جو جائیں گے وہ مارے جائیں گے۔ اس لیے بخوف جان اس موقعہ پر اعلاء کلمۃ اللہ میں ہی کوشش نہیں کیجاتی۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ سب خرافات ہیں وہاں بمقابلہ اعلاء کلمۃ اللہ کے جان کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ ادہر خود صحابہ کرام کو شوق شہادت گدگدا رہا تھا اور جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ شہادت ایک بڑا رتبہ ہی۔ چنانچہ اسی واقعہ بیر معونہ میں مقابلہ کرنے والے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین جب شہید ہوگئے اور انمیں سے حضرت منذر بن عمرو رہ گئے تو کفار نے اُن سے کہا کہ آپ چاہیں تو ہم آپ کو امن دیں۔ مگر آپ کی آرزو مند شہادت دل نے ہرگز نمانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے امن کو قبول نہ فرمایا۔ (کذافی مدارج النبوۃ جلد ۲ صـ ۱۸۱) یہ تو عرض کیا گیا کہ سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دین پر جان تصدق کرنے ہی کے لیے روانہ فرمایا تھا اور حضور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جاوینگے۔ مگر جو شخص کہتا ہی کہ حضور کے لیے قبل واقعہ علم شہادت صحابہ تسلیم کر لینے سے حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی طرف قتل عمد کی نسبت کرنا پڑے گی تو کیا وہ منذر ابن عمر صحابی رضی اللہ تعالی عنہ پر خودکشی کا الزام لگائیگا کہ انہوں نے باوجود امن پانے کے شہادت ہی کو اختیار فرمایا۔ اور اسیطرح حضرت عمر بن امیہ ضمری اور حارث پر بھی کہ یہ حضرات اونٹونکو چراگاہ میں لیگئے تھے جب واپس آئے اور لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پرندونکو گرد لشکر دیکھا اور گرد و غبار اٹھا معلوم ہوا اور کافروں کے سواروں کو بلندی پر کھڑا اور اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم کو شہید دیکھا تو آپسمیں مشورہ کرنے لگے کہ اب مصلحت کیا ہی۔ عمرو بن امیہ ضمری کی رای ہوئی کہ سید کائنات کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا جائے۔ حارث نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اب ہم کو بھی ہوئی شہادت بہت غنیمت ہی۔ چنانچہ انہوں نے کفار سے مقابلہ کیا اور انمیں چار آدمیونکو قتل کر کے حارث خود بھی شہید ہوگئے۔ کذافی صحیح المسلم و مدارج النبوۃ) ایسے بیان سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شوق شہادت ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امن و عافیت کو چھوڑ کر شہادت

حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئی۔ اب جسطرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرام نے قصداً دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خودکشی کی۔ اسیطرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہے کہ فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیدہ و دانستہ صحابہ کو روانہ فرماکر قتل عمد کے مرتکب ہوئے۔ والعیاذ باللہ بلکہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جانیں راہ خدا میں نذر کیں۔ اور ان جانوں کے اس سے عمدہ طور پر کام آنے کا اور کوئی موقع نہ تھا۔ جان کی بڑی قیمت یہی تھی کہ راہ خدا میں نثار ہوگئی۔ یہ کہنا کہ اس حادثہ کا اگر حضرت کو علم ہوتا تو صحابہ کو نہ بھیجتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے۔ صریح فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر الزام لگاتا ہے کہ جب جان تصدق کرنے کا موقع آتا اور یہ سمجھتے کہ جان جاتی ہے تو درگزر کر جاتے اور ہم لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفت خطرہ میں جان ڈالے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم توبہ کیجیے صحابہ اور فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ دین پر جان نثار کرنے میں دریغ کر جائیں۔ جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک نہ آئیں بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر کرنے کا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کردیں جیسا کہ میں اور صحابہ کے واقعات سے ثابت کرچکا ہوں ؎

میں پہلے ہی سر شوق سے مقتل میں جھکا دوں ؛ لے جان اگر خنجر فولاد تمھاری ؛

تو اس صورت میں حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملے سے واقف ہونا کسطرح مانع روانگی صحابہ ہوتا۔ اب بحمدہ تعالیٰ معترض کا اعتراض بالکل باطل ہوگیا۔ اور حضور کا صحابہ کرام کو باوجود پیش آنیوالے واقعات پر مطلع ہونیکے روانہ فرمادینا قابل اعتراض نرہا۔ پھر حضور کا یہ روانہ فرمادینا اگرچہ کسی طرح قابل اعتراض نہیں۔ مگر اللہ عقل و ایمان نصیب فرمادے تو معلوم ہو کہ حضور کی اس میں بہت مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہ ان سب کا علم بھی خاصان خدا ہی کو ہے اور جسقدر علم ہمیں عنایت ہوا بقدر اسکے لکھدینا بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہے لہذا کچھ بطور نمونہ پیش کیا جاوے۔ اسی واقعہ بیر معونہ میں صحابہ کا دلیری اور جوانمردی کے ساتھ حکم نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں پروانہ وار جان نثار کرنا اور جان دینے میں خوش ہونا عجیب قابل یادگار اور دال پر اثر کرنیوالی بات ہے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

علیہم اجمعین کی قوۃ ایمانی اور محبت رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہی اور
خلق اللہ کو ایسی پر اثر واقعات سے جوش پیدا ہو کر سبب ہدایت ہوتا ہی۔ بخاری شریف
میں ہی۔ کہ جب یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیر معونہ پر آپہونچے۔ اور انہوں نے حضور
سراپا نور محمد مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا مکتوب مرغوب حرام بن ملحان کو دیا کہ عامر بن
طفیل کے پاس لیجائیں۔ حرام دو شخصوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوی جب اس قوم کے نزدیک
پہونچے اُن دونوں شخصوں سے کہا کہ تم یہیں رہو۔ میں جاتا ہوں۔ اگر ان لوگون نے مجکو امن
دی تو تم بھی چلے آنا۔ اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اصحاب کے ساتھ جا ملنا۔ پھر حرام ابن ملحان نے ان لوگون
سے کہا کہ امن دو تو میں تمہیں خدا کے رسول محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا پیام پہونچاؤن۔ حرام ابن ملحان
گفتگو ہی کر رہے تھے کہ ایک شخص نے جو اُن کے پیچھے تھا اُن لوگون کے اشارہ سے ان پر حملہ کیا اور نیزہ مارا کہ
نیزہ حرام کے بدن کے دوسری طرف نکل آیا اسحالت میں حرام بن ملحان کی زبان سے جو کلمہ نکلا ہیں رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کیساتھ محبت رکھنے والونکو سنکر کچھ لطف آے گا۔ حالت تو یہ کہ نیزہ سینے کے پار ہو گیا۔ اب خون چہرہ
اور تمام بدن کو رنگین کر رہا ہے۔ اور زبان پر کیا مبارک کلمہ ہے اللہ اکبر فزت ورب
الکعبۃ رب کعبہ کی قسم میری آرزو پوری ہو گئی اور مطلب حاصل ہو گیا مراد مل گئی۔ یعنی
رسول اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی حکم کی تعمیل پورے طور پر ہوئی۔ رتبۂ شہادت ملا۔
سبحان اللہ ایک تو یہ دل تھے جو یوں دلیرانہ سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل
میں جان نذر کرتے تھے۔ اور ایک یہ زمانہ ہی کہ سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے علم کی تنقیص
اور حضور اقدس کی صفت کمال کے انکار میں رات دن سرگرم ہیں فلما نزلوا قال
بعضهم لبعض ايكم يبلغ رسالة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
اهل هذا الماء فقال حرام بن ملحان انا فخرج بكتاب رسول الله صلى
الله عليه وسلم الى عامر بن الطفيل وهو على اهل الماء فلما اتاهم حرام بن
ملحان لم ينظر عامر بن الطفيل في كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال حرام
بن ملحان يا اهل بئر معونة اني رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم اليكم
واني اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فامنوا بالله ورسوله

فخرج الیہ رجل من ک[illegible] البیت برمح فضربہ فی جنبہ حتی خرج من الشق الآخر فقال اللہ اکبر فزت ورب الکعبۃ (کذا فی الخازن صـ۳۰۲ و مدارج النبوۃ صـ۱۵۰)

صحابہ کی اسطرح جان نثاریاں تو ایمان والونکے دلوںمیں محبت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخم کاری کے لیے نسخہ اکسیر ہیں علاوہ بریں حضور کی خبر نہ دینے اور تحمل فرمانے میں اور بہت سی حکمتیں ہیں۔ چنانچہ اسی واقعہ بیر معونہ میں جب حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے شوق سے مقاتلہ کرکے شہید ہوگئے اور عمرو بن امیہ ضمری باقی رہگئے اور عامر بن طفیل نے اُن کو شہید نکیا بلکہ پیشانی کے بال پکڑ کر چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ حاضر ہونیکی رخصت دی اور یہ دریافت کیا کہ ان شہداء سے آپ واقف ہیں فرمایا کہ ہاں واقف ہیں تب وہ اُنکے ساتھ شہداکے مقتل میں آیا اور ہر ایک کا نام و نسب دریافت کرنے لگا۔ اور یہ کہنے لگا کہ کوئی صاحب ایسے تم میں تھے جنکی نعش یہاں نہیں ہے۔ عمرو نے فرمایا کہ ہاں عامر بن فہیرہ جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بندۂ ازاد کردہ شدہ تھے وہ انہیں نہیں ہیں۔ کہا کہ وہ کیسے آدمی تھے فرمایا کہ وہ بڑے فاضل اور پرانے مسلمان تھے۔ عامر بن طفیل کافر نے کہا کہ اُن کی شہادت کے وقت میں نے بچشم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اٹھا لیے گئے (ف) عامر بن طفیل کا ایسا عجیب و غریب واقعہ دیکھنا اور خود اسکو بیان کرنا اور پھر اس جماعت کے قتل سے پشیمان ہونا اور ایمان سے محروم رہنا تعجب خیز اور اُسکی کور باطنی اور شقاوت ازلی کی صاف نظیر ہے۔ مگر پھر بھی وہ تو کافر تھا۔ مسلمانوں کا آیتیں اور حدیثیں اور عجیب عجیب واقعات کتابوں میں دیکھنے کے بعد بھی علم عظیم نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا انکار ہی کیے جانا اور نصوص پاکر بھی مطمئن نہونا بلکہ اپنے قیاسات فاسدہ اور اوہام باطلہ سے اُس علم عظیم پر اعتراض کرنا حیرت انگیز ہے اللہ جل شانہ ہدایت فرمائے) بنی کلاب میں کا ایک اور شخص جبار بن سلمی بھی انہیں کفار میں تھا اُس سے منقول ہے کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا اور وہ دوسری طرف نکل آیا تو میں نے اُن کی زبان سے یہ کلمہ سنا فزت و اللہ ط اور یہ دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے اُس وقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ اس لفظ سے کیا مراد تھی تو میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس گیا اور انہیں تمام حال سنایا کہنے لگے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ خدا کی قسم میں نے

میں نے یہ سنکر ضحاک سے کہا کہ مجھے مسلمان کر لیجئے اور میں مسلمان ہوگیا۔ اور یہ دو واقعے
میرے اسلام لانے کا باعث ہوا۔ سبحان اللہ سعادتمندون کو جیسے
اس حال کے مشاہدہ سے ایمان نصیب ہوا ویسے ہی انکے استماع سے بھی صدہا برکات
حاصل ہوئی۔ اور ہمارے مخالفین اتنہ سمجھ ہونگے کہ حضور کے اطلاع دینے میں حکمتیں
تھیں۔ پھر اطلاع نہ دینا علم نہ ہونیکو مستلزم نہیں۔ ہرچند کفار نے سوال کیے مگر
حضرت حق سبحنہ تعالی انھیں وقت قیامت پر مطلع نفرمایا تھا پھر اگر یہ راز تھا تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کیسے ظاہر فرمادیتے۔ اس سینہ مبارک میں اللہ کے ہزارون راز مخزون تھے
حضور امین تھے۔ یہ شان تحمل کی ہے کہ ایسے ایسے موقعوں پر سکوت فرمادیں اور کلام اللہ جل شانہ
کی سپرد کریں کہ نہ خود ہی تو عالم ہے۔ جو اسکی مرضی۔ مولانا ے روم فرماتے ہیں۔
عارفان کہ جام حق نوشیدہ اند :: رازہا دانستہ و پوشیدہ اند :: ہر کرا اسرار کار
آموختند :: مہر کردند و دہانش دوختند :: برلبش قفل ست و در دل رازہا
لب خموش و دل پر از آوازہا :: گوش آنکس گوش اسرار جلال :: کو چو سوسن
صد زبان افتاد لال :: تا نگوید سر سلطان را بکس :: تا نریزد قند را پیش مگس
سر غیب آنرا سزد آموختن :: کہ ز گفتن لب تواند دوختن :: در خور دریا نشد جز
مرغ آب :: فہم کن واللہ اعلم بالصواب :: باانیہمہ سرور اکرم صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم نے اس پیش آنے والے حادثہ کی طرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین کے روانہ فرمانے سے قبل اشارہ فرمادیا تھا۔ چنانچہ یہ الفاظ صحاح کی
کتاب بوقیس مروی ہیں فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انی
اخشی علیہم اہل نجد :: انتہی :: بخاری شریف میں ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کو سنا آپ نے
باہر تشریف لاکر فرمایا کہ سوا اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں میرے پاس خصم یعنی
جھگڑنے والے آتے ہیں شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو۔ اس کی خوش
بیانی سے میں اسکو سچا جانوں اور اسکے حق میں فیصلہ کردوں۔ پس جسکو میں حق

مسلمان کا دلاؤں وہ سمجھے کہ جہنم کا ایک ٹکڑہ میں دلاتا ہوں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رسول خدا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم غیب دان نہ تھے اگر غیب جانتے تو خلاف فیصلہ کا آپ کو کیوں خوف ہوتا۔ **جواب** ناظرین باانصاف کو مخالفین کے شبہے دیکھتے دیکھتے یہ تو خوب ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یہ حضرات اپنے مدعا کے ثابت کرنے سے عاجز ہو کر اب محض زبان درازی پر آگئے ہیں اور صرف اپنے قیاسات فاسدہ سے استدلال کرنے لگے ہیں۔ یہ حدیث جو معترض نے پیش کی ہے اصلیں اس کا ایک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو محمد مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے علم جمیع اشیاء کے انکار میں ذرا بھی مدد دے۔ اسالیب کلام کی معرفت سے تو یہ حضرات بالکل پاک ہیں ہم کا قواین کسی طرح بھی الزام نہیں آسکتا۔ حضور کی فہم مبارک نے اس حدیث سے کیا سمجھا کہ مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو امور غیب کا علم تعلیم نہیں ہوا۔ سبحان اللہ یہ فہم قابل تحسین و آفرین ہے۔ سرور اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وعلے آلہ واصحابہ و بارک وسلم کا مقصود اس تمام کلام سے تہدید ہے کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کے لیے زبانی خوب تیز خرچ کریں۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں (رواہ الترمذی) فان قضیت لاحد منکم بشیء من حق اخیہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار ۔ یعنی اگر میں تم میں سے کسی کو دوسرے کی چیز دلادوں تو وہ اسکے لیے آگ کا ٹکڑا ہے مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ تو اس سے حاصل کیا۔ بفرض محال اگر میں تمہاری تیز زبانی اور شیریں بیانی سنکر تمہیں دوسرے کا حق دلادوں تو بھی فائدہ کیا وہ تمہارے کام کا نہیں۔ بلکہ تمہارے ہی لیے وہ دوزخ کا آگ کا ٹکڑا ہے۔ تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش ہی نہ کرو۔ مقصود تو یہ تھا کہ۔ معترض صاحب نے اس سے انکار علم نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم پر استدلال کیا (داری عقل) اگر حضرت کسی کا حق (معاذ اللہ) کسی دوسرے کو دلادیتے تو بھی کچھ جائے عذر ہوتی کہ اتنا تو کچھ شبہ کا موقع ہے کہ حضرت نے کسی کا حق تھا کسی کو دلادیا۔ مگر یہاں شبہ کو کچھ بھی علاقہ نہیں کہ حضور نے ایک کا حق دوسرے کو دلا نہ دیا بلکہ جو لفظ فرمائے وہ بھی فرضیہ

شرطیہ ہے وہ بھی ایسا جو کہ صدق مقدم کو مقتضی نہیں ہے یک فرض محال ہو یعنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کیغرض سے فرض کر لیا ہے۔ اگر بالفرض ایسا ہو تو بھی تم میں کچھ فائدہ نہیں۔ معترض صاحب ذرا مہربانی کیجئے اور اپنے اجتہاد کو زیادہ نہ صرف فرمایئے ورنہ ایسا ہی شرطیہ قرآن شریف میں بھی وارد ہے قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین یعنی فرما دیجئے ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر رحمن کے ولد ہو تو میں پہلا عبادت کرنے والا ہون۔ کہیں اس اجتہاد کے بنا پر یہ نہ کہنا۔ حضرت کو خدا تعالی کے بیٹا ہونیکا بھی خطرہ تھا (معاذ اللہ) یہ شرطیہ ہے اور شرطیہ مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہے بلکہ فرض محال تک بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے اور علے ہذا اس حدیث میں بھی جس سے آپ اپنی مدعا باطل پر سند لانا چاہتے ہیں مقدم میں فرض محال ہے۔ یہ ناممکن کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فیصلے سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہونچ جائے۔ ادب کرو اور رسول کا مرتبہ سمجھو (صلے اللہ تعالے علیہ وسلم) اب ذرا شرح شارق کا مطالعہ کرو وان قوله علیه السلام فمن قضیت له بحق مسلم الخ شرطیة وهی لا تقتضی صدق المقدم فیکون من باب فرض المحال نظرا الی عدم جواز قراره علی الخطاء ویجوز ذلک اذا التعلق به غرض کما فی قوله تعالی قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین والغرض فیما نحن فیه التهدید والتقریع علی اللسن والاقدام علی تحسین الحجج فی اخذ اموال الناس شربت حضرت کو شہد بہت پسند تھا اور آپ حضرۃ زینب کے پاس اکثر تشریف فرما ہوکر شہد نوش فرماتے تھی حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں جسکے پاس اول حضرت تشریف لائیں وہ آپسے یہ کہدے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے آپ فرمائینگے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو یہ جواب دے کہ شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھی ہوگی۔ پس چونکہ آپکو بدبو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرماوینگے اور حضرۃ زینب کے پاس نشست کم ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سرور عالم نے قسم کھائی کہ اب کبھی شہد نہ پیونگا۔ اسپر آیت اتری یا ایها النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اگر حضرت غیب دان ہوتے تو کیون ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنیکی قسم کھا لیتے جواب ہزار فکریں کیں اور بیچاری مخالفین الحتی لکمتے پشیمان ہو گئی مگر آج تک نہ ثابت کر سکے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فلان چیز کا علم حضرت حق سبحانہ تعالے نے مرحمت ہی نہیں فرمایا۔ اس مضمون کی کوئی آیت پیش کرنیکی جرأت ہوئی۔ نہ حدیث دکھانیکی ہمت

ہاں قیاس فاسد سیکڑوں ایجاد کر ڈالے تو ایسے فاسد قیاس کیا عقلا کے نزدیک قابل التفات ہیں۔
یونہی شیطانی قیاس سے انکو کلام الٰہی پر شبہ سوجھیں گے اور وہ یہ کہہ سکیں گے اللہ تعالیٰ کو ہر وقت ہر چیز کا علم
حاصل نہیں ہے جب چاہتا ہے کسی امر کے متعلق کسی چیز کا علم حاصل کر لیتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ کو یہ خبر ہی نہ تھی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون اتباع کرے گا اور کون نہ کرے گا جبتک اسنے نماز میں قبلہ بدل دیا اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے میں پھر گئے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ جنہوں نے ہمیں حضرت کی متابعت کی اور کچھ چون و چرا
نہ کیا۔ کوئی بحث کی تو وہ اتباع کرنے والے ہیں۔ باقی غیر متبع۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما جعلنا
القبلة التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علیٰ عقبیہ
اس آیت میں الا لنعلم کے لفظ سے صاف شبہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر یہ وہی شیطانی شبہ ہے کیا قابل التفات
ہے۔ ایسے ایسے قرائن عدم علم کے ہرگز نہیں ہوتے اللہ جل شانہ علیم و خبیر ہے۔ اسنے اب علم حاصل نہیں کیا ہے مگر
ایسے لوگ نافہمی یعنی کج فہمی اور انکار علم میں مبتلا نا کور باطنی اور نابینائی ہے ورنہ قرآن پاک میں ایسی ہزاروں
کے متبع لوگوں کی طبیعتیں پیدا کرینگی اور وہ سب انکی کوتہ فہمی کا نتیجہ ہوگا جو ایک مجذوب کی بڑ یا نہایت سے زیادہ
وقعت نہیں رکھتا۔ اسیطرح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عظیم کے انکار میں مخالفین یا تدین حیلے ڈھونڈتے
ہیں اور شبہات تلاش کرتے ہیں اور انکو اپنے دعویٰ کی سند بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے بے سود ہیں یہی
تحریم والا جو ہمارے مخالفین نے پیش کیا ہے ایسا لچر ہے جس سے کوئی دانا عدم علم نہیں نکال سکتا حضور نے اگر
شہد چھوڑ دیا تو اسکو علم سے کیا علاقہ قرآن پاک کے مبارک لفظ یہ ہیں تبتغی مرضات ازواجک جس سے
ظاہر ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لیے شہد چھوڑ دیا۔ اگر علم سے کیا واسطہ حضور
خوب جانتے تھے کہ انمیں بدبو نہیں ہوتی مگر ازبسکہ طبع شریف میں کمال تحمل و بردباری تھی اور حضور کے اخلاق
کریمہ ایسے تھے کہ کبھی کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا گوارا نہ فرماتے تھے بنا بر علیہ اسوقت ازواج کی اس حالت میں سخت نفرانی
اور انکی رضامندی کیلئے انہیں شہد چھوڑ کر کیا اطمینان دلا دیا۔ پھر اسپر یہ بھی منع فرما دیا کہ اسکا کہیں ذکر نہ کیا جائے
مدعا یہ تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنکے ہاں شہد پیا تھا انہیں شہد چھوڑنے کی اطلاع نہ دیجائے کیونکہ اس سے
انکو ملال ہوگا اور حضور کو منظور نہیں ہے کہ کسی کی بھی دل شکنی ہو۔ چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ جو امام بخاری و مسلم نے
[illegible] ہیں یہ ہیں۔ فدخل علی احدیٰہما فقالت لہ ذلک فقال لا باس
شربت عسلا عند زینب بنت جحش ولن اعود لہ وقد حلفت لا تخبری بذلک احدا یبتغی مرضات ازواجہ یعنی

یعنی حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں کسی کے پاس جب سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں
نے اپنا منصوبہ کہا کہ ہم حضور کے موںہ سے مغافیر کی بو پاتے ہیں تو حضور نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ میں تو زینب بنت جحش کے
یہاں شہد پیا ہے۔ ان تقریروں سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کو خوب معلوم تھا کہ ہمارے موںہ سے بوی مغافیر کو کوئی علاقہ
نہیں مگر یہ بھی معلوم تھا کہ انکا منشا یہی ہے کہ حضور شہد پینا ترک فرماویں اسواسطے ان کی رضامندی کیلیے
ارشاد فرمایا کہ اب ہم اسکی طرف پھر عود نکرینگے یعنی قسم کھاتے ہیں پھر شہد نہ پینگے اور تم کسی کو اس شہد
چھوڑنیکی خبر نہ دینا۔ یہ اسلیے فرمایا کہ اگر حضرت زینب کو اسکی خبر پہنچیگی تو ان کی دلشکنی ہوگی چنانچہ علامہ علی قاری

رحمہ الباری مرقاۃ المفاتیح میں اسی لا تخبری کے متعلق فرماتے ہیں الظاہر انہ لئلا ینکسر خاطر زینب من اطلاعہا
من علمہا۔ غرضکہ اس حدیث سے انکار علم مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ مدد نہیں پہنچ سکتی نہیں معلوم کہ
معترض کس نشہ میں ہے اور اس نے کیا سمجھکر اعتراض کیا۔ حدیث میں ایک لفظ بھی تو ایسا نہیں جس سے کسی طرح
یہ ثابت ہوسکے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فلاں امر کا علم تعلیم نہیں ہوا۔ شبہ ۱۸ بخاری شریف میں ہے
حضرت جابر کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے باپ کے قرض کے بارہ میں گیا اور دروازہ پر کھٹکا کیا حضور نے فرمایا
کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں۔ حضور نے فرمایا میں تو میں بھی ہوں۔ گویا یہ کلمہ حضور کو ناپسند ہوا۔ اگر حضرت غیبدان
ہوتے تو کیوں دریافت کرتے کہ تم کون ہو۔ حضور کو خود ہی معلوم ہوجاتا۔

جواب

یہ شبہ بھی ایسا ہی واہی ہے جیسے اور اوپر گزر چکے کلام کی مراد سمجھ لینا کجا معنی۔ معترض کو عبارت
کا صحیح ترجمہ کرنا نہیں آتا۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا من ذا فرمانا یعنی یہ کون ہے
حضور کے علم نہونیکی دلیل نہیں۔ ورنہ خود حضرۃ حق سبحانہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام
سے کیف تحی الموتی کے جواب میں فرمایا اولم تؤمن کیا تم ایمان نہیں لائے۔ نہ معترض یہاں
بھی یہ کہدیگا کہ (معاذ اللہ) اگر اللہ جل شانہ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے
ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوتی۔ مگر جو نکتہ نہیں سمجھتے ہوں اور سائل کی مراد سے ناواقف ہوں
معتمد الایمان میں بھی انکے مثل بیہودہ ایسے ہی واہی شبہ پیدا کر سکتے ہیں۔ ورنہ کسی مسلمان
کو تو ہمت ہو نہیں سکتی۔ علے ہذا احادیث میں جا بجا مذکور ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے
دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا کرتے ہیں تم نے میرے بندوں کو کس حال پر چھوڑا ہے تو کیا
ہمارے معترض صاحب سے قبل آجتک کسی نے ایسے سوالات کو عدم علم کے دلیل سمجھا ہے مگر
یہ فہم سلیم معترض صاحب ہیں کہ عجیب عجیب ایجادیں کر رہے ہیں۔

قبل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا۔ پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا۔ یہاں تو حضور کے دریافت فرمانے
میں جو حکمت ہے ایمان والونکی آنکھیں اگر بند نہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ فخر عالم علیہ الصلاۃ والسلام کو جواب تعلیم فرمانا
مقصود تھا کہ تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو (میں) نہ کہدیا کرو بلکہ نام بتلا دیا کرو۔ اور ایک لفظ میں
کہدینا جس سے تمیز نہو سکے کہ کون صاحب ہیں ناپسند ہے۔ آپکو ابھی ابھی یہی شبہ ہے کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ تھا
کہ دروازہ پر کون ہے۔ استغفر اللہ۔ آنحضرت انکے صحابہ کو انکے آل اطہار کو انکی اولیاء امت کو انکی طفیل زمانہ بھر کو
یہ سب علوم روشن ہیں مگر ہماری آنکھیں کھلی ہوں تو ہمیں کچھ خبر ہو سنیئے (۱) جب حضرت مولی شاہ علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہ نے
کوفہ سے لشکر طلب فرمایا اور بہت سی قیل و قال کے بعد وہاں سے لشکر بھیجا گیا۔ لشکر کے آنے سے قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
خبر دی کہ کوفہ سے بارہ ہزار مرد آتے ہیں۔ آپکے ہمراہیوں میں ایک صاحب لشکر کے گزرگاہ پر آن بیٹھے جب لشکر آیا ایک ایک
آدمی کو گنا شروع کیا ایک بھی تو کم و بیش نہ تھا۔ (از شواہد النبوت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی)

(۲) حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ بعض سفروں میں جب کربلا ہو کر گزرے اور وہاں کچھ دیر ٹھیرے وہاں بیٹھ دیکھا اور وقعہ کربلا کی
خبر دی اور مشہد (شہداء) بتائے (۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ میں نماز صبح سے فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں محلہ میں
ایک مرد اور ایک عورت باہم رہتے ہیں انکو بلا لاؤ وہ بلا لایا جب وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ آج رات تم میں بہت نزاع رہا جوان
نے عرض کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور جب میں اسکے پاس گیا مجھے اس سے نفرت آئی اور اس عورت نے مجھ سے نزاع
جب حضور نے طلب فرمایا تھا اسوقت تک نزاع ہو رہا تھا۔ حضرت مولا شاہ علی مرتضٰی کرم اللہ
تعالی وجہہ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ بہت باتیں ایسی ہیں جنکا سنانا غیر کے سامنے ناپسند ہوتا ہے۔ سب چلے گئے صرف
وہ جوان اور عورت رہگئے۔ آپنے اس عورت سے فرمایا کہ تو اس جوان کو جانتی ہے۔ عرض کیا کہ
نہیں۔ فرمایا کہ میں تجھے اسکی معرفت کراتا ہوں۔ مگر تو منکر نہ ہو جانا۔ عرض کرنے لگی میں ہرگز
امر واقعی سے انکار نہ کرونگی۔ فرمایا کہ کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے۔ عرض کیا ہوں۔ فرمایا کیا
کوئی تیرے چچا کا بیٹا تھا جسکو تجھ سے محبت تھی اور تجھے اس سے۔ عرض کیا بیشک ایسا ہی تھا۔ فرمایا کہ تو
ایک رات ضرورت کیلئے باہر گئی تھی اس نے تجھے پکڑ لیا اور تیرے ساتھ مشغول ہوا۔ تو حاملہ ہوگئی۔ تو نے
ماں کو اسکی خبر کی۔ باپ سے چھپایا۔ جب وضع حمل کا وقت آیا تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی جب لڑکا پیدا
ہوا تو نے اسکو کپڑے میں لپیٹ کر گھوڑے پر ڈالدیا پھر ایک کتا اسکو سونگھنے لگا تو نے کتے کے پتھر مارا وہ
بچے کے سر پر لگا۔ اسکا سر پھٹ گیا۔ تیری ماں نے ایک کپڑا پھاڑ کر اسکے سر پر باندھا۔ اور پھر دونوں چلی

لیکن اور تمھیں اس بچہ کا کچھ حال معلوم ہوا اس عورت نے عرض کیا کہ بیشک ایسا ہی واقعہ ہوا اور میرے اور میری ماں کے سوا کسی
کو خبر ہی نہ تھی۔ پھر فرمایا کہ جب صبح ہوئی فلان قبیلے نے اس بچہ کو لیکر اسکی پرورش کی یہانتک کہ وہ بڑا ہو گیا۔
اور اس قبیلہ کے ساتھ کوفہ میں آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ جوان وہی ہے پھر جوان کو حکم دیا کہ سر کھولو اس نے سر
کھولا پھر چوٹ کا نشان موجود تھا فرمایا کہ بیچارہ تیرا بیٹا ہے اللہ نے حفاظت فرمائی اور اسی حرام سے بچایا (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۱)
امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ ایکمرتبہ بارادہ حج مکہ مکرمہ کو پیادہ پا روانہ ہوئے راہ میں چلتے چلتے پای مبارک ورم کر آئے۔ ایک غلام
نے عرض کیا کہ حضور تھوڑا سا سفر تو سواری پر طے فرماویں کیونکہ آپکے پای مبارک پر ورم آ گیا ہے۔ فرمایا کہ نہیں منزل
پر پہونچکر ایک حبشی ملیگا اسکے پاس روغن ہے اُس سے خرید لینا۔ غلام نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو کسی منزل میں نہیں
دیکھا کہ کسی کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس منزل میں کہاں سے آئیگی۔ منزل پر پہونچکر ایک حبشی نظر آیا فرمایا کہ یہی ہے جسکو ہمنے
کہا تھا جا کر اس سے روغن خرید اور قیمت دے۔ غلام نے جا کر اُس حبشی سے روغن مانگا اُس نے دریافت کیا کہ کس کیلئے درکار
ہے کہا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما کے لیے اُس نے کہا کہ مجھے انکی خدمت میں لے چل میں انکا نیاز مند
ہوں جب انکی خدمت میں پہونچا عرض کرنے لگا کہ آپ میرے آقا ہیں میں کیا آپ سے قیمت لے سکتا ہوں
لیکن میری خاتون کے درد زہ ہے دعا فرمائیے کہ خدای تعالی صحیح و سالم لڑکا عنایت فرمائے آپ نے فرمایا اللہ تعالی
نے تجھے ویسا ہی بچہ دیا جیسا تو چاہتا ہے اور یہ بچہ ہمارا نیاز مند ہو گیا جب وہ اپنی فرودگاہ پر پہونچا
تو سب حال ویسا ہی پایا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۳) سلف میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ میں
تھا مجھے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق ہوا چنانچہ میں انہیں کی قدمبوسی کے ارادہ سے
مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ جس شب میں مدینہ منورہ پہونچا ابر غلیظ چھایا ہوا تھا اور نہایت زور سے برس رہا
تھا سردی سخت تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ جب میں در دولت پر پہونچا اسوقت مجھے یہ فکر ہوئی
کہ میں ابھی اپنی اطلاع کروں۔ یا صبح جب امام رضی اللہ عنہ خود باہر تشریف لاویں اسوقت تک صبر
کروں۔ میں اسی فکر میں تھا کہ امام کی آواز میری کان میں آئی۔ نوکری سے فرماتے ہیں فلان شخص بھیگا ہوا
آیا ہے۔ اسے اسی سردی معلوم ہوتی ہے۔ دروازہ پر منتظر بیٹھا ہے۔ دروازہ کھول دے۔ چنانچہ اُس نے دروازہ کھول دیا اور
میں مکان میں چلا گیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۳) یہاں تو امام علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ دروازہ پر کون ہے
ملتہ ایک اور شخص کا منقول ہے کہ معمر نے کہا۔ میں امام ابو محمد رضی اللہ تعالی عنہ کے دروازہ پر بیٹھا تھا ایک
نوکری باہر آئی۔ میں نے اسکی چھاتی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ تیرے آقا سے جاکر عرض کرنا کہ فلاں شخص در دولت پر حاضر

ہی امام باقر علیہ السلام نے مکان میں سے آواز دی کہ یہاں آ تیری ماں مر گئی۔ میں نے اندر جا کر عرض کیا کہ حضرت میری غیبت میں ہی
نہ تھی فرمایا سچ ہے لیکن تمہارا یہ خیال ہے کہ دیواریں ہماری نظروں کے لیے بھی پردہ حجاب ہیں جس طرح تمہاری نظروں کے لیے
اگر ایسا ہو تو پھر ہم تم میں فرق کیا رہا۔ خبردار ایسی حرکت نہ کرنا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ) ایک شخص نے کہا کہ ایک روز امام باقرؓ
سوار ہوئے انکے ساتھ میں بھی سوار ہوا راہ میں دو شخص ملے امام باقرؓ نے فرمایا کہ ان دونوں کو باندھ لو یہ چور ہیں۔ غلاموں نے
باندھ لیا۔ پھر امام نے اپنے معتمدوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر جاؤ یہاں ایک غار ہے اس میں جو کچھ ہے دیکھ آؤ۔ وہ گئے
وہاں دو جامہ دان تھے وہ لے آئے اور ایک جامہ دان ایک اور جگہ سے ملا وہ بھی لیا۔ امام نے فرمایا ان جامہ دانوں کے مالکوں میں سے ایک موجود ہے
اور ایک غائب ہے جب مدینہ میں پہنچے اس جامہ دان والے نے ایک اور جماعت پر تہمت لگائی تھی اور وہ بالکل خود تھی حاکم نے انہیں گرفتار کیا تھا۔
امام باقرؓ نے فرمایا کہ انکو سزا مت دو وہ دونوں جامہ دان انکے مالک کو دیدیے چوروں کے ہاتھ کٹوائے انمیں سے ایک نے کہا کہ الحمد کہ میری
توبہ قطع دست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر ہوا۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا ہاتھ تجھ سے بیس سال
قبل جنت میں گیا چنانچہ وہ شخص صرف بیس سال زندہ رہا۔ تین روز کے بعد دوسرے جامہ دان کا مالک بھی آیا امام باقرؓ نے
فرمایا کہ تیرے جامہ دان میں ہزار دینار تو تیرے ہیں اور ہزار دینار اور شخص کے اور اس طرح کے کپڑے ہیں وہ عرض کرنے لگا کہ مجھکو
اس ہزار دینار والے کا نام بھی بتائیے تو درست ہے فرمایا کہ اسکا نام محمد ہے اور اسکے باپ کا نام عبدالرحمن ہے وہ ایک نیک مرد ہے
صدقہ بہت دیتا نماز بہت پڑھتا ہے اور اب باہر تیرے انتظار میں ہے یہ سنتے ہی اس شخص نے الحمد للہ کہی تصدیق کی اور وہ نصرانی تھا فوراً
اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ پڑھکر مسلمان ہو گیا (شواہد النبوۃ صفحہ) کوفیوں میں سے ایک
شخص نے کہا کہ میں کوفہ سے بارادہ خراسان سے باہر آیا میری بیٹی نے حلہ مجھے دیا کہ اسکو فروخت کر کے
میرے لیے فیروزہ خرید لانا جب میں مرو کے مقام پر پہنچا تو حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام آئے اور کہنے
لگے کہ انکا ایک خادم فوت ہو گیا ہے جو حلہ تمہارے پاس ہے ہمارے ہاتھ فروخت کرو تاکہ ہم اسکا کفن بنا دیں میں نے
کہا کہ میرے پاس کوئی حلہ نہیں ہے وہ چلے گئے اور پھر آکر کہنے لگے کہ ہمارے مولا نے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے پاس حلہ ہے
جو تمہاری لڑکی نے تمہیں فروخت کرنیکے لیے دیا ہے اور فیروزہ خریدنے کو کہا ہے تو یہ اسکی قیمت ہے پھر میں نے وہ حلہ انہیں دیدیا اور
اپنے دل میں کہا کہ ان سے چند مسائل دریافت کر کے دیکھوں کہ کیا جواب دیتے ہیں وہ مسئلے میں نے لکھ لیے اور صبح کو دریافت کرنیکی غرض سے انکے
دروازہ پر گیا لوگوں کا اژدحام تھا مجھے یہ بھی میسر نہ ہوا کہ میں انکی زیارت کر لیتا چہ جائیکہ مسائل دریافت کرتا متحیر کھڑا تھا کہ
انکا ایک غلام میرا نام لیکر نکلا اور تھوڑی دیر میں ایک رقعہ مجھے دے گیا اسمیں تحریر تھا کہ اے فلان شخص میرے سوالوں کے جواب یہ ہیں
جب میں نے دیکھا تو فی الحقیقت میرے تمام مسائل کے جواب تھے (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۹۹) مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی
معنوی میں فرمایا کہ حضرت [illegible] ایک روز [illegible] جنگل میں گشت کر رہے تھے کہ [illegible]

آپکو خوشبو آئی اور آپ پر آثار مستی نمودار ہوئے تو ایک مرید نے عرض کیا کہ یہ کیا حالت ہے جو حضور کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے کبھی زرد کبھی سرخ کبھی سفید فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک یار کی بو پہونچ رہی ہے کہ اتنے سال کے بعد یہاں ایک دین کا بادشاہ پیدا ہوگا کہ آسمان پر اسکا خیمہ ہوگا۔ مرید نے نام دریافت کیا فرمایا کہ نام ابو الحسن ہوگا اور حلیہ و قد و رنگ و تمام باتیں بیان فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلہ میں مرید ہوگا اور میری تربت سے اسکو فیض ہوگا۔ مریدوں نے اسکی تاریخ لکھ لی چنانچہ حضرت ابو الحسن اسی تاریخ کو پیدا ہوئے اور جو اوصاف حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے بیان فرمائے سب انمیں موجود تھے۔ چنانچہ مثنوی شریف کے اشعار یہ ہیں

آن شنیدی داستان بایزید	که ز حال بوالحسن پیشین چه دید	روزی آن سلطان تقوی میگذشت	با مریدان جانب صحرا و دشت
بوی خوش آمد مر او را ناگهان	در سواد ری ز حد خارقان	پس در آنجا ناله مشتاق کرد	بوی را از باد استنشاق کرد
بوی خوش را عاشقانه میکشید	جان او از باده باد میچشید	چون درو آثار مستی شد پدید	یک مرید او را در آمد در رسید
پس بپرسیدش که این احوال خوش	که برون است از حجاب پنج و شش	گاه سرخ و گاه زرد و گه سفید	میشود رویت چه حالست و نوید
گفت بوی بوالعجب آمد بمن	همچنانکه مر نبی را از یمن	که محمد گفت بر دست صبا	از یمن می آیدم بوی خدا
از اویس و از قرن بوی عجب	مر نبی را مست کرد و پرطرب	پیر من هم ربع یک حریص	بر شده کنعان ز بوی آن قمیص
گفت زین سو بوی یاری میرسد	کاندرین ده شهریاری میرسد	بعد چندین سال میزاید شهی	میزند بر آسمانها خرگهی
چیست نامش گفت نامش بوالحسن	حلیه اش واگفت ز ابرو و ذقن	قد او و رنگ او و شکل او	یک بیک واگفت از گیسو و رو
کو حسن باشد مرید و امتم	درس گیرد هر صباح از تربتم	رویش از گلزار حق گلگون بود	از من او اندر مقام افزون بود
بر نوشتند آن زمان تاریخ را	از کباب آویخته آن سیخ را	چون رسید آن وقت و آن تاریخ راست	زان میان آن شاه پیدا آمد و خاست
همچنان آمد که او فرموده بود	بوالحسن از مردمان آن را شنود	هر صباحی نیز رفتی بی فتور	بر سر گورش نشستی با حضور
تا مثال شیخ پیشش آمدی	تا که بی گفتی مشکلش حل شدی	تا که روزی بیامد با سعود	گور را از برف پوشیده بود
توی بر تو برف همچون علم	قبه قبه دید جانش را نجم	بانگ آمد از خطیره شیخ حی	ها انا ادعوک کی تسعی الی
حال او زان مرشد خود پیر پیر	آن عجایبها کز او اوی شنید	لوح محفوظ است پیش اولیا	از پی محفوظ است محفوظ از خطا
نے نجوم است و رمل است و نه خواب	وحی حق و الله اعلم بالصواب	اب جناب کو کچھ پتہ چلا کہ حضرت مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم	

کے خدام کو کیسی کیسی [illegible] ہیں

شبہ ۱۹۰ رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا کہ حضور قیامت میں نبی امتیوں کو کیسے پہچانیں گے فرمایا آثار وضو سے انکے ہاتھ پاؤں اور چہرہ چمکتے ہونگے اگر حضرت عینداں ہوتے تو کیوں فرماتے۔ جواب یہ شبہ بھی محض وسواس اور دھوکہ ہے کیونکہ ایسے شبہ کرنیوالے نے سمجھا نہیں [illegible] ہی ثابت ہوتی ہے یہ مسئلہ علم کریم صلی اللہ تعالی علیہ السلام میں یا تو ان

کثیر رہتی ہیں کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ وارد ہونگے حضور انہیں اپنی صحابی کہکر بلانا چاہینگے اور ملائکہ نے حضرت سے عرض کیا جاویگا کہ یہ
آپ کے بعد مرتد ہوگئے آپکو انکا حال معلوم نہیں چنانچہ اسکا جواب بھی اوپر گزر چکا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جواب سے پہلے زبان کو لگام دیکر
حضور اپنی امت کو آثار وضو سے پہچانینگے۔ تو ان مرتدوں کے بھی ہاتھ پانوں اور پیشانی چمکتی اور روشن ہوگی جو حضور فرماوینگے کہ یہ میرے
صحابی ہیں اور اگر یہ چمکتی ہونگی تو کیسے بلائینگے جبکہ آپ کہتے ہیں کہ حضور کو دیکھا آثار وضو نشان کا ذریعہ ہے سوچو اور نادم ہو۔ اس خبر جس
کو بیان فضیلت وضو منظور تھا اسواسطے فرمایا کہ ہماری امت اس خاص کرم الٰہی سے کہ اس فرد سے ممتاز ہوگی۔ آپ یہ سمجھ گئے
کہ حضور کی شرافت نبوت اسپر موقوف ہے آفرین ہے آپکی سمجھ پر۔ آپکو ابھی یہ خبر نہیں کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر
فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں و دیلمی از ابو نافع روایت میکند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود مثلت لی امتی فی
الماء والطین یعنی تصویر یافت امت من در آب و گل شناختم کسانیکہ ایمان آوردند یعنی دیلمی نے ابو نافع سے روایت کی ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میری امت کی تصویر پانی اور مٹی میں دکھائی گئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اور مختلف الفاظ سے
بھی حدیث کی کتابوں میں مروی ہے اور ایک روایت میں فعرفتہم تہاد ستیما بھی آیا ہے یعنی میں نے انکو ایک ایک کو پہچان لیا
اب کیا جاتا ہے۔ **شبہ ۲۰** درود و سلام حضور پر بواسطہ فرشتوں کے پیش ہوتا ہے اگر حضور کو علم غیب ہوتا تو بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنیکی
کیا ضرورت تھی۔ **جواب** کیا خوب یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم علم کی دلیل ہے یا رفعت شان
کی مگر آپ کیوں سمجھنے لگے تھے کہ بواسطہ فرشتوں کے پیش کرانا حضور کی رفعت شان ظاہر کرتا ہے۔ اگر یہی ہیں سارے
تو کیا عجب ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ پر بھی اعتراض کر ڈالے کہ ذکر اللہ فرشتے لیجاتے ہیں اور اعمال خلق بھی فرشتے
ہی پیش کرتے ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو اگر یہی ذہانت ہے تو یہ بھی کہہ بیٹھو گا کہ اللہ تعالیٰ اگر عالم ہوتا تو
فرشتے کیوں عمل لیجاتے۔ حضرت ایسے واہی شبہات سے تو یہ کہیگا۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ بیشک
عالم ہے۔ مگر یہ امور انتظام حکمت پر مبنی ہیں۔ اگر کوئی شبہ پیدا ہوا کرے تو علماء کی خدمت میں عرض کرکے صاف
کرالیا کرو۔ یہ بھی نہ ہوسکے تو اپنے قصور علم کا اعتراف کرکے اسکو اپنی نادانی سمجھا کرو اور خدا و رسول پر اعتراض
کرنے سے زبان روکو۔

ه

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار
اب مان نہ مان تو ہے مختار

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

تمت بالخیر

فتوی فاضل اجل صاحب تصانیف کثیرہ باہرہ و تالیف شہیرہ زاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ جناب مولانا مولوی حاجی محمد احمد رضا خانصاحب بریلوی دام بالفیض القوی مسمی بنام تاریخی

انباء المصطفی بحال سر و اخفی

۱۳۱۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ از دہلی چاندنی چوک موتی بازار مرسلہ بعض علمائے اہلسنت ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۸ھ

حضرات علمائے کرام اہلسنت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید[۱] دعوی کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حق تعالی نے علم غیب عطا فرمایا ہے دنیا میں جو کچھ ہوگا اور ہوا حتی کہ بدء الخلق سے لیکر دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر و شر بالتفصیل جانتے ہیں اور جمیع اولین و آخرین کو اس طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں جیسے اپنے کف دست مبارک کو اور اس دعوی کے ثبوت میں آیات و احادیث و اقوال علما پیش کرتا ہے بکر اس عقیدہ کو شرک و کفر کہتا ہے اور بکمال درشتی دعوی کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے حتی کہ انکو اپنے خاتمہ کا حال بھی معلوم نہ تھا اور اپنے اس دعوی کے اثبات میں تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ آپکو علم ذاتی تھا خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرما دیا تھا دونوں طرح شرک ہے اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں کون برسر حق و موافق عقیدہ اہلسنت ہے اور کون بدمذہب جہنمی ہے نیز عمرو کا دعوی ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اسکا استاد گنگوہی رشید احمد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۷ پر یوں لکھتا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم لک الحمد صل وسلم وبارک علی من علمتہ الغیب فنزہتہ من کل عیب

[۱] زید سے مراد جناب مولانا مولوی محمد ہدایت رسول صاحب لکھنوی ہیں۔ مصحح عفی عنہ

وعلی آلہ وصحبہ ابدا ابداً رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیطین واعوذ بک رب ان یحضرون

زید کا قول حق صحیح ہے اور منکر کا زعم مردود وقبیح ہے بیشک حضرت عزت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تمام

اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا شرق تا غرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا روز

اول سے آخر تک کا سب ماکان و ما یکون انہیں بتایا اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا علم عظیم حبیب کریم

علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر ہر رطب و یابس جو پتا گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں

جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا والحمد للہ حمداً کثیراً بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ

کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز احاطہ علم

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں وہ ہزار در ہزار بحر بے کنار ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا

کرنیوالا ان کا مالک و مولی جل و علا والحمد للہ العلی الاعلی کتب احادیث و تصانیف علماء قدیم و حدیث میں اس

کے دلائل کا بسط شافی و بیان وافی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل و حکم فصل ہے قال اللہ

تعالی ونزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیء وھدی ورحمۃ وبشری للمسلمین اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا

روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت و بشارت وقال اللہ تعالی ما کان حدیثا یفتری ولکن

تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیء قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور

ہر شے کا صاف صاف جدا جدا بیان وقال اللہ تعالی ما فرطنا فی الکتاب من شیء ہم نے کتاب میں کوئی

چیز اٹھا نہ رکھی **اقول** وباللہ التوفیق جب فرقان مجید ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن

بھی کس درجہ کا مفصل اور اہلسنت کے مذہب میں شے موجود کو کہتے ہیں تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ

موجودات اس بیان کے احاطہ میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے تو بالضرور یہ

محیط اس کے مکتوبات کو بھی بالتفصیل شامل ہوا اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھیے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے

قال اللہ تعالی وکل صغیر وکبیر مستطر ہر چھوٹی بڑی چیز سب کچھ لکھی ہوئی ہے وقال اللہ تعالی ولا حبۃ

فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ

کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ حیز نفی میں

مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے

ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیگا اور بے دلیل شرعی تاویل و تخصیص کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے نہ حدیث

وقال اللہ تعالی [illegible]

ایسی ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو عموم قرآن کی تخصیص نہ کر سکے بلکہ اسکے حضور مضمحل ہو جائینگی بلکہ تخصیص متراخی نسخ
ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اسکے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے
بعد اللہ تعالیٰ کی نص صریح قطعی ہے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم
کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان وما یکون الی یوم القیمۃ جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق
و غرب سماء و ارض وعرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا وللہ الحجۃ السامیۃ اور جبکہ یہ علم
قرآن عظیم کے تبیانا لکل شیء ہونے نے دیا اور ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے نہ ہر آیت و سورت کا تو نزول جمیع قرآن
سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہوا لم نقصص علیک یا منافقین کے باب میں فرمایا
لا تعلمہم ہرگز ان آیات کو منافی اور احاطہ علم مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نافی نہیں۔ الحمد بعد ذالک
جو وہابیہ جس قصص و روایات اخبار و حکایات علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹانے کو آیات قطعیہ قرآنیہ
کے مقابل پیش کرتا ہے سب کا جواب یہیں سے ہو گیا۔ وہ حال سے خالی نہیں یا تو ان کا تاریخ
معلوم ہوگی یا نہیں تقدیر ثانی پر استدلال محض باطل کہ جب تاریخ مجہول تو ممکن کہ وہ قبل نزول قرآن ہو یا صاف معقول
بالآخر تو وہ حال سے خالی نہیں یا وہ تاریخ تمامی نزول قرآن سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی۔ برتقدیر اول تمام بحث بیگانہ اور
استدلال نرا دیوانہ۔ برتقدیر ثانی اگر وہ نامی مخالفین میں نص صریح نہو تو استدلال محض مردود اور مخالفین جو کچھ
پیش کرتے ہیں سب اسی قسم کی ہیں ان آیات کے خلاف پر اصلا کوئی ایسی نص صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے۔
بالفرض ہم تو تسلیم ہی کرلیں تو ایک ہی جواب جامع و نافع و شافی و کافی سب کے لیے شافی و کافی کہ عموم آیات قطعیہ
کے خلاف میں اخبار احاد سے استناد محض باطل ہے ... ائمہ اصول نے تصریح کردی اس سے یہی متیقن کہ جو
اس کا انکار کرے وہ ... مدعی ہو کر بخاری کو گواہی میں پیش کرے۔ خصوصا قطعیہ قرآن عظیم کے
خلاف ... الاعتراض ... کرتے ہیں کہ تحاشی و احتمالات اس کی جانب نہیں ...
... علم غیب کی تعریف میں داخل ہونا ... نہیں ...
عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ ... بلکہ قطعی ہیں ... نصوص
... قطعیت ... سکوت
... ہمارے ... نہیں ...
... الحمد ... ختم ہو گیا ... دہلوی گنگوہی

جنگلی کو بھی سب کچھ دعویٰ تو عام ہے کہ اجمعوا شہا کیا ذکر جمہور بلکہ سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث
متواتر یقینی الافادہ ڈھونڈھ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیاء مذکورہ ما کان و ما یکون میں
سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا
ان اللہ لا یھدی کید الخائنین اگر ایسا نص نہ لا سکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا
دغا بازوں کے مکر کو والحمد للہ رب العالمین طرہ یہ کہ یہی گنگوہی صاحب خود بھی اسی صفحہ میں دو ہی سطر بعد اپنے مدعائے باطل کی سند میں
لکھتے ہیں خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم الحدیث اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں
کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں قطع نظر اس سے کہ حدیث اول خود آحادی سلیم الحواس کو سند لانی تھی تو وہ مضمون تو خود آیت میں
تھا اور قطع نظر اس سے کہ اس آیت و حدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ کریمہ کس وقت کی ارشاد ہیں اور قطع نظر اس سے کہ خود
قرآن عظیم و احادیث صحیحہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اسکا ناسخ موجود کہ جب آیۂ کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک
وما تاخر اتری یعنی تاکہ اللہ بخشدے تمہارے واسطے سب اگلے پچھلے گناہ صحابہ نے عرض کیا ھنیئا لک یا رسول اللہ لقد بین اللہ
لک ماذا یفعل بک فماذا یفعل بنا یا رسول اللہ حضور کو مبارک ہو خدا کی قسم اللہ عزوجل نے یہ تو صاف بیان فرما دیا کہ حضور
کے ساتھ کیا کرے گا۔ اب یہ کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا اس پر یہ آیت اتری لیدخل المؤمنین الی قولہ تعالیٰ فوزا عظیما تاکہ داخل کرے
ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جنکے نیچے نہریں بہتیں ہمیشہ رہیں ان میں اور مٹا دے ان سے انکے گناہ اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا
ہے یہ آیات اور انکے امثال پیش نظر اور حدیث جلیل شہیر السیوف کیوں سوجھائی دیتیں ان سب سے قطع نظر [illegible]
شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں الی آخرہ قطع نظر اس سے کہ ملاجی کو یہ روایت دیکھنے میں بھی نہیں [illegible]
سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ تعالیٰ سرہ العزیز پر کیسا افترا اسناد کیسی جرأت و قباحت ہے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج
شریف میں یوں فرمایا ہے اینجا اشکال آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بندہ
ام نمیدانم آنچہ در پس این دیوار است جوابش آنست کہ این سخن اصلے ندارد و روایت بدان صحیح نشدہ است گنگوہی ملاجی
کچھ آنکھیں کھلیں ایسا ہی لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرو تو خوب بنے گی اس آنکھ سے دیکھو جو [illegible] آنکھ امام ابن حجر عسقلانی
فرماتے ہیں لا اصل لہ یہ حکایت محض بے اصل ہے امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں فرمایا لم یعرف لہ سند اسکی کوئی
سند نہ پہچانی گئی۔ افسوس کہ ایسی متھوٹ سے مقام مقام اعتقادیات بنانا احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا۔ اسی موضوع میں نبی کریم
علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا علم عظیم گھٹانا [illegible] اصل حکایت سے سند لانا اور ستم کاری کے لیے شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحۃً انکار فرما رہے
ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد۔ اب اسکو سوا کیا کہیے کہ نبی کی عداوت نے [illegible] فرما دی۔ اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ [illegible]

تو باب فضائل ہو نکلوا کر اُن نگینا میں داخل کرائیں تاکہ صحیحین بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی مردود بنائیں ۔ اور حضور کی تنقیص
شان میں وہ فیر اجی دکھائیں کہ بے اصل مقولی و سند منقول سب سما جائیں غرض حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو ۔
بالجملہ بحمدہ تعالیٰ زید سنی حفظہ اللہ کا دعوی آیات قطعیہ قرآنیہ سے بالیقین جلیل جمیل طور پر ثابت جسمیں اصلا مجال دم زدن نہیں اگر
بالفرض کوئی دلیل ظنی تخصیص عام پر قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی قرآن عظیم کے حضور مضمحل ہو جاتی نہ کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم
وغیرہما صحاح و سنن و مسانید و معاجیم کی احادیث صریحہ کثیرہ شہیرہ اس عموم و اطلاق کی اور تاکید و تائید فرما رہی ہیں صحیحین
بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما ما
ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایکبار ہم میں کھڑے ہو کر قیامت تک جو کچھ ہونیوالا تھا سب بیان فرما دیا کوئی چیز
چھوڑ نہ دی جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا ۔ یہی مضمون احمد نے مسند بخاری نے تاریخ طبرانی نے کبیر میں حضرت
مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے ہے قام فینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل
النار منازلہم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ ایکبار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر
ابتدای آفرینش سے لیکر جنتیوں کے جنت دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرما دیا یاد رکھا جسنے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا
صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایکبار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
نماز فجر کے بعد سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا بیچمیں ظہر و عصر کی نمازوں کے سوا کچھ کام نہ کیا ۔ فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن
فاعلمنا احفظنا اسمیں سب کچھ ہم سے بیان فرما دیا جو کچھ کہ ہو چکا اور جو کچھ کہ ہونیوالا تھا ہم میں زیادہ علم اُسی
کو ہے جسے زیادہ یاد رہا جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید عدیدہ و طرق متنوعہ دس
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے اور یہ حدیث ترمذی کی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رأیت ربی عز وجل وضع کفہ بین کتفی فوجدت بردانا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت
میں نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا اُسنے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اسکی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسیوقت
ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں ھذا حدیث حسن صحیح سألت
محمد بن اسماعیل عن ھذا الحدیث فقال صحیح یہ حدیث حسن صحیح ہے میں نے امام بخاری سے اسکا حال پوچھا فرمایا
صحیح ہے ۔ اسمیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے معراج منامی کے بیان میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب ہمارے علم میں آگیا شیخ محقق رحمہ اللہ

تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح فرماتے ہیں پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمینہا بود عبارت است از حصول تمامہ علوم
جزوی و کلی و احاطۂ آن۔ امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
ابویعلیٰ اور ابن منیع و طبرانی حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما
یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علما نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرند
پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرما دیا ہو نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض و شرح
زرقانی للمواہب میں ہے ہذا تمثیل لبیان کل شیء تفصیلا تارۃ واجمالا اخریٰ یعنی یہ ایک مثال دی ہے کہ نبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرما دی کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً مواہب امام احمد قسطلانی میں ہے ولا شک ان اللہ تعالیٰ
قد اطلعہ علی ازید من ذلک والقی علیہ علم الاولین والآخرین کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس سے
بھی زیادہ علم دیا اور تمام اگلوں پچھلوں کا علم حضور پر القا کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ طبرانی نے معجم کبیر اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن اور
ابونعیم حلیہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ قد رفع
لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ہذہ جلیانا من اللہ جلاہ
لنبیہ کما جلاہ للنبیین من قبلہ بیشک بیشک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا اٹھا لی ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں
قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اس روشنی کے سبب جو اللہ نے اپنے نبی کے لیے
روشن فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لیے روشن کی تھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس حدیث سے روشن کہ سمٰوات و ارض
اور جو کچھ انمیں ہے اور جو کچھ قیامت تک ہوگا اس کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو بھی عطا ہوا اور حضرت عزت
جل جلالہ نے اس تمام ماکان و مایکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرما دیا مثلاً شرق سے غرب تک سماک سے سمک تک
ارض سے فلک تک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے سیدنا ابراہیم خلیل جلیل علیہ الصلاۃ والتسلیم ہزارہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے
تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں ایمانی نگاہ میں نہ یہ قدرت الٰہی پر دشوار نہ عزت و وجاہت انبیاء کے شایان سے بیرون مگر وہابی
بیچارے جس کے یہاں خدا کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیڑ کے پتے گن دے وہ آپ ہی ان حدیثوں کو شرک اکبر کہا چاہے
اور یہ ائمہ کرام علماء اعلام دین جو سند بنے ان کو انہیں قبول و تسلیم رکھتے آئے جیسے امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین
سیوطی مصنف خصائص کبریٰ و امام شہاب احمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و امام ابوالفضل شہاب
ابن حجر مکی ... ہمزیہ و علامہ شہاب احمد محمد مصری خفاجی صاحب نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض سے

محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح مواہب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں شرک کہ انہیں تعالیٰ نے پھر توحید کیونکر بنائیں والعیاذ
باللہ رب العالمین۔ صحیح مسلم ومسند امام احمد وسنن ابن ماجہ میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں عرضت علی امتی باعمالہا حسنہا وقبیحہا میری ساری امت اپنے سب اعمال نیک وبد کے ساتھ میرے حضور
پیش کی گئی۔ طبرانی اور ضیاء مختارہ میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں عرضت علی امتی البارحۃ لدی ہذہ الحجرۃ حتی لانا اعرف بالرجل منہم من احدکم
بصاحبہ رات میری امت اس حجرہ کے پاس مجھ پر پیش کی گئی یہاں تک کہ بیشک میں ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں
جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے والحمد للہ رب العالمین۔ امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ ام القری میں
فرماتے ہیں وسع العالمین علماً وحلماً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم وحلم تمام جہان کو محیط ہوا۔ امام ابن حجر
مکی اسکی شرح افضل القری میں فرماتے ہیں لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والاخرین
ما کان وما یکون۔ اسلئے کہ بیشک اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب
اگلوں پچھلوں ما کان وما یکون کا علم حضور کو حاصل ہو گیا۔ امام جلیل قدوۃ المحدثین سیدی زین الدین عراقی
استاذ امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی شرح مہذب پھر علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں انہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم عرضت علیہ الخلائق من لدن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام الی قیام الساعۃ فعرفہم
کلہم کما علم آدم الاسماء آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر قیام قیامت تک کے تمام مخلوقات الٰہی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر پیش کی گئے حضور نے جمیع مخلوقات گزشتہ وآئندہ سب کو پہچان لیا جسطرح آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام
نام سکھائے گئے تھے۔ علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں النفوس القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق
البدنیۃ اتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لہا حجاب فتری وتسمع الکل کالمشاہد پاکیزہ جانیں جب
بدن کے علاقوں سے جدا ہو کر عالم بالا سے ملتی ہیں انکے لئے کوئی پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتے سنتے ہیں جیسے پاس
حاضر ہیں۔ امام ابن الحاج مکی مدخل اور امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں قد قال علماؤنا رحمہم اللہ تعالیٰ
لا فرق بین موتہ وحیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مشاہدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم
وعزائمہم وخواطرہم وذلک جلی عندہ لاخفاء بہ بیشک ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت حیات دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اسبات میں کہ حضور اپنی
امت کو دیکھ رہے ہیں انکی ہر حالت انکی ہر نیت انکے ہر ارادے انکے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں اور یہ سب چیزیں حضور پر

ایسی روشن ہیں جنہیں اصلاً کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔ ہاں ہاں جل جل جاؤ اپنے غیظ کی آگ میں جلو و ابو عبید
علمائے ربانیین کے محمد رسول اللہ کی جناب ارفع میں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرق کرنا میرے واکن کو سودا ہو۔ کسی کو
مشرک بناؤ گے موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور۔ شیخ شیوخ علماء الہند مولانا شیخ محقق نور اللہ تعالیٰ
مرقدہ الکریم مدارج شریف میں فرماتے ہیں ذکر کن اورا و درود بفرست برے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و باش در حال
ذکر گویا حاضر است پیش تو در حالت حیات و می بینی تو اورا متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیا و بدانکہ وی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
می بیند و مے شنود کلام ترا زیرا کہ وی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متصف است بصفات اللہ و یکے از صفات الٰہی آنست کہ انا جلیس
من ذکرنی۔ اللہ کی بیشمار رحمتیں شیخ محقق پر جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمارا دیکھنا ذکر کیا اگلو یاد فرمایا اور جب حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمیں دیکھنا بیان کیا۔ بلکہ اس کو پڑھایا تاکہ کوئی اس گویا کے نیچے داخل نہ ہو غرض جہانی
نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر کھینچ دی کہ اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک اللہ کی عبادت
کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ یقیناً تجھے دیکھتا ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و بارک وسلم۔ وہم
فرمود ہر چہ در دنیاست از زمان آدم تا نفخہ اولیٰ بر وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول
تا آخر معلوم گردید یاراں خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر داد نیز فرماتے ہیں وہو بکل شیء علیم وے صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم دانا است بہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار بجمیع علوم ظاہر و باطن
و اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اتمہا و اکملہا
شاہ ولی اللہ دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں فاض علی من جنابہ المقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیفیۃ
ترقی العبد من حیزہ الی حیز القدس فیتجلی لہ کل شیء کما اخبر عن ہذا المشہد فی قصۃ المعراج منامی
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ قدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فائض ہوا کہ بندہ اپنے مقام سے مقام قدس تک
کیونکر ترقی کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج
خواب کے قصہ میں خبر دی قرآن و حدیث و اقوال آئمہ قدیم و حدیث اس مطلب پر دلائل ساطعہ ہیں اور بنظر انصاف
تو یہی اقل قلیل کہ مذکور ہوئے بسیار ہیں غرض شمس کی طرح روشن ہوا کہ قصیدہ مذکورہ زید کو معاذ اللہ کفر و شرک
کہنا خود قرآن عظیم پر حرف رکھنا اور احادیث صحیحہ صریحہ شہیرہ کثیرہ کو رد کرنا اور بکثرت آئمہ دین و اکابر علماء عاملین
و اعاظم اولیائے کاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ بلکہ خود شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی
عیاذاً باللہ کافر و مشرک بنانا اور بحکم ظواہر احادیث صحیحہ و روایات معتبرہ فقہیہ خود کافر و مشرک بننا ہے اسکے مستلزم ہونا ہے

اسکے متعلق احادیث وعبارات و اقوال ائمہ و ترجیحات و تصحیحات فقیر کے رسالہ النہی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید ۱۳۰۵
ورسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ ۱۳۱۲ وغیرہا میں ملاحظہ کیجئے۔ افسوس ان شرک فروشوں کو شرم نہیں ہوتی کہ اتنا بھی نہ سوچا
کہ علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث یہ نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری
البقا یہ جائز الفنا وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو بعض کے اندھے کو علم ما کان
وما یکون مذکور ثابت جاننے کو معاذ اللہ علم الٰہی سے مساوات مان لینا سمجھتے ہیں حالانکہ العظمۃ للہ علم الٰہی تو علم الٰہی جسمیں غیر متناہی
علوم تفصیلی ذاتی بالفعل ہے غیر متناہی سلسلے غیر متناہی ہیں گویا مصطلح حساب کے طور پر غیر متناہی کا مکعب بلکہ بالفعل بالدوام ازلاً
ابداً موجود ہیں روز شرق تا غرب سموات وارض فرش تا عرش وما کان وما یکون من اول یوم الی اخر الایام سب کا ذرہ ذرہ کا
... بجملہ جملہ مکتوب باللوح ومکتوب بالقلم کو تفصیلاً محیط ہو تا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بوند
... انکے طفیل سے انکے بھائیوں حضرات مرسلین کرام علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ واکمل السلام بلکہ انکو عطا سے انکے غلاموں بعض اعاظم
اولیائے عظام قدست اسرارہم کو ملا اور ملتا ہے ہنوز علوم محمدیہ میں وہ بحار زخار ناپیدا کنار ہیں جنکی فضیلت کلیہ و ... تفصیلیہ
متعلقہ کی نہایت اللہ عزوجل کی بیشمار ہے جنھیں امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پرکہ قصیدہ بردہ شریف
میں فرماتے ہیں ع فان من جودک الدنیا وضرتہا ٭ ومن علومک علم اللوح والقلم یعنی یا رسول اللہ
دنیا و آخرۃ دونوں حضور کے خوان جود و کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کا تمام علم جسمیں ما کان وما یکون مندرج ہے حضور کے علوم
سے ایک حصہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلک وصحبک بارک وکرم مولانا علی قاری رحمۃ الباری زبدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں
... المراد بعلم اللوح ما اثبت فیہ من النقوش القدسیۃ والصور الغیبیۃ وبعلم القلم ما اثبت
فیہ کما شاء والاضافۃ لادنی ملابسۃ وکونہما من علومہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع
الی الکلیات والجزئیات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمہما انما یکون سطراً من
سطور علمہ ونہراً من بحور علمہ ثم مع ہذا ہو من برکۃ وجودہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی یہ جو کہا کہ لوح وقلم کا علم حضور کے علوم
... سے ایک حصہ ہے لوح کے علم سے مراد وہ نقوش قدسیہ و صور غیبیہ ہیں جو اسمیں ہیں اور قلم کے علم سے مراد وہ ہے جو اللہ عزوجل نے جیسا چاہا اسمیں ودیعت رکھا
... اور اضافت ادنیٰ علاقہ یعنی محلیت نقش و اثبات کے باعث ہے اور ان دونوں لوح و قلم کے علم حضور کے علوم کا ایک حصہ ہونا یوں ہے کہ
... حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کئی قسم ہیں کلیات و جزئیات و حقائق و دقائق و عوارف و معارف کہ ذات و صفات الٰہی سے متعلق ہیں
... اور لوح و قلم کا علم تو علوم محمدیہ کی سطروں سے ایک سطر اور انکے دریاؤں سے ایک نہر ہے پھر با اینہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہے کہ حضور
نہ ہوتے تو نہ لوح ہوتا نہ قلم ہوتا اور انکے علوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جبکہ بارک وسلم تنگی عرض القلب بعض طلب سے رایا ... چاہو ...
بیان ... کہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم ... تمام ما کان وما یکون کا علم جسمیں ... با ... دونکو

سر پر ہاتھ دھر کر روئیں کہ بحمد اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ماکان وما یکون جو حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیر متناہی سمندر ہے اور ایک نہر کہ انکی باتوں پر
سے ایک لہر قرار دیتا ہے والحمد للہ رب العالمین وحسبنا اللہ علی المبطلون وفی خلوہم مرض فزادہم اللہ مرضا ولہم عذاب الیم
للقوم الظالمین نصوص حصر یعنی جن آیات واحادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علم غیب خاص خدا ہی کو ہے جل جلالہ کسی اور کو نہیں جانتا
تعالیٰ حق اور بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کے ایمان ہیں مگر منکرین مسئلہ کا انہی دعوی باطلہ پر انکو استدلال اور اسکی بنا پر حضور پر نور سید عالم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم ماکان وما یکون ثابت ماننے والے پر حکم کفر و ضلال محض جنون و خام خیال بلکہ خود مسلم کفر و ضلال ہے علم
نشا دو قسم ہے۔ ذاتی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو اور عطائی کہ اللہ عزوجل کا عطیہ ہو اور باعتبار متعلق بھی دو قسم ہے علم مطلق یعنی بوجہ حقیقی
تفصیلی فعلی۔ فردانی کہ جمیع معلومات الٰہیہ عزوجل کو کہ غیر متناہی معلومات کے سلاسل وہ بھی غیر متناہیہ ہیں بحضورہا بھی غیر متناہی بار داخل اور خود کنہ
ذات الٰہی و حاوی تمام صفات الٰہیہ نامتناہی بلکہ شامل فرداً فرداً تفصیل تام محیط و مستغرق ہو اور غیر مطلق علم یعنی جاننا اگرچہ [illegible]
حقیقیہ سے ہو ان دو قسموں میں علم ذاتی و علم مطلق یعنی مذکور بلاشبہ حضرت عزوجل سے خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کیلئے انکے حصول کا کوئی قائل نہیں ہم
نے بیان کر دیا کہ علم ماکان وما یکون یعنی سطور گرچہ کیسا ہی تفصیلی بر وجہ اتم واکمل ہو علوم محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک سطر [illegible] علوم
دریائے علوم الٰہیہ [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور غیر مطلق علم ہرگز حضرت حق عزوجل سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے حق
عزوجل کا علم عطائی ہونا محال ہے تو نصوص حصر میں یقیناً قطعاً یہی دو قسم اول مراد ہو سکتی ہیں نہ قسم اخیر اسکے چار نمبر کہ علم تفصیلی جمیع معلومات
الٰہیہ و ماکان وما یکون یعنی مربوط بلکہ اس سے ہزاروں ہزار درجہ زائد فرد علم ہی کہ بعطائے الٰہی ملا ہو [illegible] قسم اخیر سے ہوگا تو نصوص حصر کو [illegible] مسئلہ
نہیں [illegible] الحمد للہ [illegible]
تعالیٰ [illegible] امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔ معناہا لا یعلم ذلک استقلالا وعلم احاطۃ بکل المعلومات
واما المعجزات والکرامات فباعلام اللہ تعالیٰ لہم علمت وکذا ما علم باجراء العادۃ۔ یعنی آیت میں غیر خدا سے نفی علم غیب کو یہ معنی ہیں کہ غیب
اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جانتا اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہو جائے یہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں رہا انبیاء کے معجزے اور اولیاء کی کرامات
بیان تو اللہ عزوجل کے بتائے سے انہیں علم ہوا ہے یونہی وہ باتیں کہ عادت کی مطابقت سے جنکا علم ہوتا ہے مخالفین کا استدلال محض باطل
و خیال محال ہونا تو یہیں سے ظاہر ہو گیا مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ استدلال ان جہال کے خود اقراری کفر و ضلال کا تمغہ ہے انہیں
روشن کیا خلق کو اور عالم غیب پر فقہا کا حکم کفری درجہ ادلائے حق حقیقت میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ لغوی اطراف فقہا میں علم مطلق
یعنی [illegible] نقص ہے جیسا کہ محققین کے کلام میں منصوص ہے بکر پر بکر کا وہ زعم مردود جمیع مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت دیکھیے انہیں
جانتے کا لفظ ناپاک ہے وہ ہی کلمہ کفر و ضلال ہے بیاک ہو کر نے جس عقیدے ہیں خوش ہو کر اپنے دستکاروں میں کلام [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے عطا فرمایا ہے لا یحوم بکر کے نفی مطلق شامل علم عطائی ہی ہے اور خود بعض [illegible]
قول [illegible] اس تعمیم پر دلیل بھی ہے کہ انہیں شامل ہوں میں خواہ ہوں اور خواہ ہوں دونوں صورت پر حکم کفر دیا [illegible] اب اس لفظ

کہ کفر صریح ہونے میں کیا تامل ہو سکتا ہے کہ قرآن عظیم کی صریح اور روشن آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب برسالت نبی کا انکار بلکہ نبوت
تمام انبیا کا انکار۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان بلکہ رب العزت جل جلالہ کی توہین شان ایک دو کفر ہوں تو گنے جائیں والعیاذ باللہ
رب العالمین یونہی اسکا قول بد تر از بول کہ اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم تھا صریح کلمہ کفر ہے اور بے شمار آیات قرآنیہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے۔
آیہ کریمہ لیغفر لک اللہ و حدیث صحیحین بخاری و مسلم کہ بحمد اللہ ان مردود کہ خاص مغفرت کی آیہ کریمہ اتری اور حدیث و مدون ہوئی اور گزری بعض اور
بشر قال اللہ تعالیٰ وللآخرة خیر لک من الاولیٰ اے نبی بیشک آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے وقال اللہ تعالیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ بیشک
نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے وقال تعالیٰ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ نورہم یسعیٰ بین ایدیہم
وبایمانہم جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور انکے صحابہ کو انکا نور انکے آگے اور دہنے جولان کرے گا وقال تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا
قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسے مکان میں بھیجے جہاں اولین و آخرین سب تمہاری حمد کریں گے۔ وقال تعالیٰ تبارک الذی ان شاء جعل
لک خیرا من ذلک جنت تجری من تحتہا الانہار ویجعل لک قصورا علی قراءة الرفع قراءة ابن کثیر و ابن عامر و روایة ابی بکر عن عاصم بڑی برکت
والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لئے اس خزانہ دنیا سے (جسکی نسبت کافر کہتے ہیں) بہتر عطا فرمائے جنتیں جنکے نیچے نہریں رواں اور تمہارے لئے بڑے
اونچے اونچے محل بنائیگا۔ الیٰ غیر ذلک من الآیات اور احادیث کثیرہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس کے فضائل خصائل وقت وفات مبارک و برزخ
سے ظہور وحشر و شفاعت و کوثر و خلافت عظمیٰ و سیادت کبریٰ و اولیت دخول جنان و زیادت ارضی غیر وارد ہیں انہیں جمع کیجئے تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے
یہاں صرف ایک حدیث تبرک کیجئے جامع ترمذی شریف میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اول الناس
خروجا اذا بعثوا وانا قائدہم اذا وفدوا وانا خطیبہم اذا انصتوا وانا مستشفعہم اذا حبسوا وانا مبشرہم اذا ایسوا الکرامة والمفاتیح
یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم کانہم بیض مکنون او لؤلؤ منثور سب لوگوں سے
پہلے میں مزار اطہر سے باہر تشریف لاؤں گا اور جب سب جمع ہوں گے انکا خطیب میں ہوں گا اور جب سب رکے جائیں گے انکا شفاعت خواہ
میں ہوں گا اور جب نا امید ہو جائیں گے تو انہیں بشارت دینے والا میں اور تمام کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا
میں اولاد آدم میں سب سے زیادہ اپنے رب کے حضور عزت والا ہوں میرے گرد ہزار خدمتگار پھریں گے گویا وہ گرد و غبار سے پاک انڈے ہیں یا بکھرے ہوئے موتی
ہیں۔ الحمد للہ یہ گمراہ بد زبان اعلم بہ نہیں اور اگر کچھ بھی تو ہم نے اتنا ہی کہ تقویۃ الایمان جو حقیقۃ تفویت الایمان
ہے اسکا ایمان یہی اسکا ایمان سلامت رکھے۔ دیکھو رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ وغیرہا وہ سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح اور تمام النعم
دوسرے رسالہ سید ہم طرق الہالکین والعیاذ باللہ تعالیٰ رہا وہ درشتی ان بزرگ سے کہ معلوں کو علم اقدس حضور
کے تو کیا کوئی گنوار بھی ایسا کہہ سکتا ہے اسکا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے سوا اس کے جسکو اللہ زبان دے
خوب ان گنوار کو یہ جواب دیگا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یہاں مقصود کافی ہے مگر اتمام حجت کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو بنگالی
اور حضور کو سمجھنا ہے کیا گنوار ہو اسکی کیا گت ہوگی۔ والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں انکے لئے

الیم۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا۔ جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو اللہ نے لعنت
فرمائی دنیا و آخرت میں اور انکے لیے تیار کر رکھی ہے ذلت والی مار۔ شفائے امام اجل قاضی عیاض و شرح علامہ شہاب خفاجی مسمی نسیم الریاض میں ہے
جمیع من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او شتمہ او عابہ ، ہو اعم من السب فان من قال فلان اعلم منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد عابہ ونقصہ ولم یسبہ فہو
ساب والحکم فیہ حکم الساب من غیر فرق بینہما لا نستثنی منہ فصلا ای صورۃ ولا نمتری فیہ تصریحا کان او تلویحا وہذا کلہ اجماع من
العلماء وائمۃ الفتوی من لدن الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ مختصرا یعنی جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور عیب لگانا گالی دینے سے عام ہے کہ جو
کسی کی نسبت کہے کہ فلاں کا علم نبی کے علم سے زیادہ ہے اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا حضور کی توہین کی اگرچہ گالی نہ دی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اسکا حکم وہی
ہے جو گالی دینے والے کا حکم ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہم اس سے کسی صورت کا استثنا کریں نہ ہمیں اسکے تردد کو راہ دیں خواہ صاف صاف کہا ہو خواہ کنایۃ
اور یہ سب احکام تمام علماء و ائمہ فتوی کا اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ...

نسأل اللہ العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والآخرۃ ونعوذ بہ من ... ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس سوال کے ورود پر ایک مبسوط کتاب جو چار باب پر منقسم ہے لکھی باسم تاریخی مالئ الجیب فی علوم الغیب ۱۳۱۸
باب اول خصوص یعنی فوائد جلیلہ و نفائس جزیلہ تو صیغہ دلائل اہلسنت کہ مقدمات ہیں اور ترجمہ و دفع شبہات کہ مجدد ثانی۔ باب دوم خصوص یعنی ...
دلائل جلائل قرآن و حدیث و اقوال ائمہ قدیم و حدیث۔ باب سوم عموم و خصوص کی احاطہ علوم محمدیہ میں محل نزاع کا ادراک ...
... کا ثبوت ... باب چہارم قطع النصوص یعنی اس مسئلہ میں تمام مہملات نجدیہ کو کہیں کہیں سر نکالی وہ کسی کو نصوص قطعیہ کے ...
... باحسن بیانات ... باذن اللہ تعالیٰ نفع عظیم کیلئے شرع ... ایک شہوار لامع الانوار گویا خزائن الاسرار ہے وہ مختصر ہے مسمی بنام تاریخی اللؤلؤ
المکنون فی علم البشیر ما کان وما یکون جس نے بیان جمیع و تحقیق کی عوض نفع و تحقیق کی قدر بحمد اللہ تعالیٰ زیادہ ہے جسکا ایک ایک حرف نور السمٰوٰت والارض
جل جلالہ کی عنایت سے وہ تابش تیں دکھا رہے کہ ظلمات نجدیہ باطلہ و وہمیہ عاطلہ دور کا نور ہوتی نظر آئیں ... چنانچہ فی فتوی اسکے لگا ایک مختصر ...
بنام تاریخی بنام انباء المصطفی بحال سر واخفی ہوا اسکے تمام شبہات نجدیہ کا بیان ...
... سب خرافات وجزافات مخالفین کے کیفر جہالت کو ... مگر جو تفصیل ... بحمد اللہ تعالیٰ ...
فی الجملہ یہی گزارش ہے کہ اگر توفیق الٰہی ساعد کرے جو حرف مختصر ہدایت کرے تو اس پر بس ہے ورنہ اگر ...
ایسی تمام جہالات فاحشہ کی ... ان مختصر سطور ... تسکین ... انتظار کھیں جو ہدایت الٰہی ...
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکی تمام ظلمتوں کی صبح کر دیگا ... سوال ... دو ابطال ... الا ان موعدہم الصبح الیس الصبح بقریب
الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ... اب وقت آپکی خواب غفلت کچھ ... کا رنگ کمائی ... صبح ہدایت افق ہدایت ...
... اجر و ثواب کو بھی ... کر حسب خیر ...
... فضل ... بشیر ...
... وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ... واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ عبد المصطفی احمد رضا خان	محمد رضا خان قادری ... عبد الرحمٰن